غیر متداول کلام غالبؔ

جمال عبدالواجد

غالب اکیڈمی
بستی حضرت نظام الدین نئی دہلی۔۳

مجموعۂ

غیر متداول کلامِ غالبؔ

(غزلیات، مخمس، رباعیات)

مدون:

ج.ع.واجد

ک

غالب اکیڈمی

نام کتاب	:	غیر متداول کلام غالب
مدون	:	جمال عبدالواحد
اشاعت اول	:	2016
صفحات	:	218
قیمت	:	200/-
ناشر	:	غالب اکیڈمی، بستی حضرت نظام الدین، نئی دہلی 13
مطبع	:	نیو پرنٹ سینٹر، دریا گنج، نئی دہلی 110002

ISBN: 978-93-83353-08-8

Ghair Mutadavil Kalam-e-Ghalib by J.A.Wajid

Price:200/-

مدون فلسفہ کے طالبِ علم ہیں۔ انہیں اردو اور انگریزی ادب میں دل چسپی ہے۔ ان کی چند کتب اردو انگریزی میں شائع ہو چکی ہیں۔

بسکہ تھی فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن
رنگِ شہرت نہ دیا تازہ خیالی نے مجھے

انتساب

میں اپنی یہ حقیر کوشش جناب شمس الرحمٰن فاروقی صاحب کی خدمت میں نذر کرنا چاہتا ہوں۔ فاروقی صاحب ایک بڑے عالم تو ہیں ہی، لیکن اس سے کہیں بڑھ کر وہ ایک نہایت ہی اچھے انسان ہیں، جب کہ آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا۔

''خواجہ فردوس بہ میراث تمنا دارد
وائے! گر در روشِ نسل بہ آدم نرسد''

اظہارِ تشکر

اس مجموعہ کی تکمیل میں سب سے بڑا ہاتھ جناب ڈاکٹر عبدالرشید صاحب کا ہے۔ موصوف نے قدم، قدم پر میری ہمت افزائی فرمائی اور رہنمائی کی۔ بلکہ ان کے بغیر یہ کام نہ کبھی شروع ہوتا اور نہ پورا۔ گویا کتاب کی تعریف کے وہ مستحق ہیں اور تنقید کا میں!

ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری، جامعہ ملیہ اسلامیہ کا میں کچھ عرصے 'مشیر' رہا۔ وہاں کے تمام کارکن آج بھی اس ''نسبت دور کا'' احترام کرتے ہیں۔ اور مجھے کتابوں کی تکلیف نہیں ہونے دیتے۔ عزیزی محمد عاصم کا میں خصوصاً متشکر ہوں۔ انہوں نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود میری مطلوبہ کتب اور حوالے تلاش کیے اور انہیں مجھ تک پہنچوانے کا بندوبست کیا۔ ''ریختہ'' کے جناب سید طیفور اشرف عجیب شخص ہیں۔ میں نے جب ان سے کسی کتاب کا ذکر کیا، انہوں نے اس کی ''پی.ڈی.ایف.'' فائل بنوا کر خود میرے گھر پہنچائی۔ خدا کا شکر ہے، آج بھی ایسے نیک بندے ہیں۔ جناب ابوسعد اصلاحی، رضا لائبریری، رامپور نے غالب کے منسوخ دیوان، کی نقل عنایت فرمائی۔ اس کا شکریہ۔ مجھے امید ہے کہ ان کی عنایات سے میں آیندہ بھی مستفید ہوتا رہوں گا۔

'الہلال' کے حوالہ جات کے لیے میں اپنے پرانے محبّ و ساتھی جانب عبداللہ کا ور کا مرہون ہوں۔ عبداللہ صاحب نے ۱۹۷۸ء میں میری تحریک پر 'الہلال' اور 'البلاغ' کا تفصیلی وضاحتی اشاریہ معہ تحلیل متن نہایت عرق ریزی اور مثالی لگن سے تیار کیا، جو شاید اردو کیا ہندوستان کی کسی

زبان میں اپنے نوعیت کی پہلی کوشش ہے۔ بدقسمتی دیکھئے: حالانکہ مولانا آزاد کے نام پر کتنے ادارے اور انجمنیں قابل رشک خوش حالی وفلاح سے چل رہی ہیں، لیکن کسی ایک نے بھی عبداللہ صاحب کی اتنی بھی اعانت نہیں کی کہ وہ اپنے اس بیش بہا کام کو چھپوا کر منظر عام پر لائیں۔ کئی سال پہلے 'آزاد بھون' میں بطور مشیر ایک منصوبے پر کام کر رہا تھا۔ میں نے بہت کوشش کر کے عبداللہ صاحب کے کام کو چھپوانے کی منظوری تقریباً حاصل کر لی، لیکن عین وقت پر وہ القط کر دی گئی۔ اب میں جب رانده دربار و بے کارِ محض ہوں، تو سوائے حسرت وتمنا کیا کر سکتا ہوں؟ یعنی بقول غالبؔ 'آینده و گذشته، تمنا و حسرت است؛ یک ''کاشکے'' بود کہ صد جا نوشتہ ایم۔

ڈاکٹر احمد حسن صاحب نے مسودہ کی کتابت جس محنت اور قابلیت سے کی اس کا شکریہ واجب ہے۔ آخر میں غالب اکیڈمی کا بھی شکریہ جس نے مسودے کو چھاپنا پسند کیا۔

☆☆☆

مقدمہ

یوں تو بچپن سے غالبؔ کے اشعار کان میں پڑتے رہے، لیکن یہ ان کے متداول دیوان تک ہی محدود تھے۔ یہ بھی سنا تھا کہ ان اشعار کے علاوہ غالبؔ نے اور بھی بہت سا کلام کہا تھا، لیکن یہ کہ ان کا ابتدائی کلام تھا جو نہایت مغلق ''روغنِ گلِ بھینس کے انڈے سے نکال'' قسم کا[1]۔ نیز اپنا دیوان مرتب کرتے وقت، غالبؔ نے ان سب اشعار کو یکسر خارج کر دیا تھا۔ یہ تینوں مفروضے اتنے بین سچ مانے جاتے تھے کہ ان کے بارے میں کسی سوال اٹھانے کی ضرورنہیں سمجھی جاتی تھی۔

۲۰۰۲ء میں مجھے غالبؔ کے غیر متداول کلام[2] پر تجزیاتی کام (جس میں تحلیل اماری شامل تھی) کرنے کا موقعہ ملا۔ جلد ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ تینوں مفروضے قطعی بے بنیاد اور سراسر غلط ہیں۔

غیر متداول کلام کو محض زمانی لحاظ سے 'ابتدائی کلام' کہنا جائز نہیں۔ یعنی، خالص سنین کی بنیاد پر متداول اور غیر متداول کلام کو متفرق نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اول، تو خود متداول کلام کا تقریباً ساٹھ فیصد کلام انہیں سنین کا ہے[3] جس کا غیر متداول کلام۔ دوسرے، کلام غالبؔ کی تاریخی ترتیب پر کوئی با قاعدہ کام نہیں ہوا ہے[4]۔ اور جو ہوا ہے اس کی بنیاد، طریقہ کار، اور صحت بحث طلب ہے[5]۔ تیسرے، کسی شاعر کی شاعری کے ادوار محض (تنہا) زمانی (سنین) کی بنیاد پر نہیں قائم کیے جاتے ہیں، بلکہ ان امتیازی خصوصیات کے مطابق جو اس شاعر کے دور کی شاعری کو مشخص کرتے ہیں[6]۔ جہاں تک

راقم کو علم ہے، کلام غالبؔ کے ادوار کے سلسلے میں تاثراتی بیانات تو ہیں، لیکن کوئی تحقیقی یا تجزیاتی کام نہیں ہوا ہے[7]۔

جہاں تک غیر متداول کلام کے مشکل و دقیق ہونے کا سوال ہے، اول تو اعلیٰ قسم کا علم لازمی طور پر مشکل ہوتا ہے، بلکہ ہونا ہی چاہیے[8]۔ دوسرے، ''ایسے مطالب بھی ہوتے ہیں جو شاید آسان اور عام فہم زبان میں ادا نہیں ہو سکتے ہیں''[9] پھر زمانے کا مزاج بدلتا ہے ''وہی چیزیں جو کل تک مشکل اور شرح طلب تھیں، آج آسان اور واضح نظر آتی ہیں''[10]۔ تیسرے، غیر متداول کلام میں ایسے بہت سے اشعار ہیں جو کسی طرح متداول دیوان سے مشکل تر نہیں کہے جا سکتے[11]۔

اب رہا یہ مفروضہ کہ یہ کلام ...... غیر متداول کلام ...... غالبؔ کا رد کردہ کلام ہے، تو اولاً یہاں ایک معنیاتی و منطقی التباس ہے۔ انتخاب لازماً محدود ہوتا ہے۔ یعنی اس میں کچھ لینا ہوتا ہے۔ کچھ چھوڑنا ہوتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جو کلام انتخاب میں نہیں آ سکا وہ ''کوئی گلی سڑی شے تھا جسے خارج از دیوان قرار دیا گیا''[12] بے شک غالب نے اپنے ایک دیوان ...... جواب متداول دیوان کے نام سے معروف ہے ...... کے مقدمہ میں لکھا تھا '' ...... امید کہ سخن سرایانِ سخنورستانے پراگندہ ابیاتی را خارج ازیں اوراق یابند، از آثار تراوشِ رگِ کلکِ ایں نامہ سیاہ نشاسند و چامہ گرد آور را در ستائش و نکوہشِ آن اشعار ممنون و ماخ نسگالند ......''[13] لیکن یہ محض ایک شاعرانہ مبالغہ تھا۔ اسے لفظ سچ نہیں سمجھنا چاہیے۔[14]

پھر نہ جانے کیوں تصور کر لیا گیا کہ یہ غالب کا پہلا اور آخری انتخاب تھا، جب کہ یہ ایک جاری و ساری عمل تھا[15]۔ اس بارے میں مولانا آزاد کا بیان قابلِ نقل ہے '' ...... [غالبؔ] دیوانِ اردو، غالباً پہلے مطبع اودھ اخبار میں اور پھر مکرر سہ کرر دہلی و لکھنؤ میں چھپوا کر شائع کیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں جس قدر اردو کلام کہا، وہ نئے ایڈیشنوں میں داخل نہیں ہوا۔ جو پہلا ایڈیشن غدر

سے پہلے دہلی میں چھپا تھا، اسی کی نقلیں چھپتی رہیں ...... معلوم ہوتا ہے کہ فارسی کی کلیات نظم کے ہر ایڈیشن میں نیا کلام شامل کر دیا جاتا تھا۔ مگر افسوس اردو دیوان کی قسمت اس بارے میں نارسا رہی اور نیا کلام اس میں شامل ہوتا نہ رہا۔ اس کا ثبوت وہ متعدد غزلیں، قطعات، رباعیات اور بعض اردو قصائد جو بعض حضرات کے پاس قلمی موجود ہیں اور مطبوعہ دیوان میں ان کا پتہ نہیں''۔[16]

آخری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ شاعر کا انتخاب کسی شعر کے اچھے یا برے ہونے پر حرفِ آخر نہیں ہوتا۔ شعر کے اچھے برے ہونے کا معیار ٹھوس تنقیدی اصولوں اور پیمانوں پر مبنی ہوتا ہے۔ کسی فرد ...... خواہ وہ خود شاعر ہو ...... کی داخلی پسند پر نہیں۔[17]

خلاصے میں چند غلط مفروضات اور کچھ اتفاقات و حادثات کی وجہ سے اس عظیم شاعر کے کلام کا ایک معتد بہ حصہ عام قارئین کی نظروں سے پوشیدہ اور ناقدین کی مستحق توجہ کا محتاج رہا۔

گو غالب کے کلام کے کچھ مجموعوں میں ان کا غیر متداول کلام دستیاب ہے، لیکن ان کی ترتیب یا دیگر وجوہ سے ان سے عام قاری استفادہ نہیں کرسکتا۔ مثلاً، دیوانِ غالب اردو، نسخۂ ثانی (عرشی) غالب کے تقریباً تمام کلام (متداول اور غیر متداول) پر محیط ہے۔ لیکن اس میں [غیر متداول کلام] یکجا نہیں منتشر ہے۔ بہر حال، یہ اب دستیاب نہیں۔ اس کا کاغذ اتنا خستہ ہوگیا ہے کہ جگہ جگہ سے ٹوٹنے لگا ہے[18]۔ دیوانِ غالب کامل[19] اپنے نام پر صادق ہے، لیکن چونکہ اس میں پورا کلام ...... متداول و غیر متداول ...... سنین کے اعتبار سے مرتب ہے، لہذا غیر متداول کلام الگ سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ 'غالب کا منسوخ دیوان'[20] میں کچھ ایسا کلام[21] شامل ہے جو دوسرے دواوین میں نہیں، اور لہذا مشکوک۔ پھر، نسخۂ عرشی کی طرح یہ بہت کمیاب اور عام قاری کی دسترس سے باہر۔

غرض آج غالب کے غیر متداول کلام کا کوئی ایسا مجموعہ نہیں جو عام قاری کو آسانی سے مل سکے اور وہ اسے سہولت سے استعمال کر سکے۔

اس خلا کا مجھے شدت سے احساس تھا، تاہم کام کی نوعیت اور اپنی استعداد و حالت دیکھ کر

اس کام کو اٹھانے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ ایک بیچ کے راستے کے طور پر، راقم نے غیر متداول کلام کے انتخاب کا منصوبہ بنایا۔ لیکن میرے عزیز کرم فرما، جناب عبدالرشید صاحب بضد تھے کہ نہیں پورے غیر متداول کلام کا مجموعہ تیار ہونا چاہیے۔ اسی دوران محترم فاروقی صاحب نے اپنے توسیعی خطبہ[۲۲] میں اس ضرورت کا ذکر کیا۔ راقم کے لیے یہ اشارہ[۲۳] کافی تھا۔ چنانچہ اب یہ مجموعہ آپ کے سامنے ہے۔

راقم کو مجموعہ کے نامکمل و ناقص ہونے کا ایمانداری سے اعتراف ہے۔ ایک تو اس میں قصائد، قطعات و مثنویات نہیں شامل ہیں۔[۲۴] نیز کچھ کلام، جو مستند دواوین کے باہر ملا تھا، اسے بھی مجموعہ میں نہیں لیا گیا، کیونکہ یہ تحقیق طلب تھا اور اس لیے راقم کے دائرہ سے باہر۔ اس سب پر مستزاد راقم کی علمی کم مائیگی[۲۵]، وسائل کا فقدان اور خرابیِ صحت۔

اصل میں ضرورت اس بات کی ہے کہ غالب کی اردو نظم کی کلیات کا ایک جامع و مستند ایڈیشن ترتیبِ متن کے جدید اصولوں کے مطابق ہو۔ بلکہ اچھا تو یہ ہوگا کہ یہ شیکسپیر کے (Variorum) ایڈیشن کے طرز پر مرتب کیا جائے۔ ظاہر ہے یہ ایک جماعتی کام ہے جو صرف ایک ادارہ ہی انجام دے سکتا ہے۔

حواشی

۱۔ یادگارِ غالبؔ (الطاف حسین حالیؔ ص ۱۱۱۔ نیز تذکرہ کاملانِ رامپور (عبدالقادر غمگینؔ)

۲۔ شمس الرحمٰن فاروقی (کلامِ غالبؔ: کچھ مسائل۔ توسیعی خطبہ بیادِ کمال احمد صدیقی۔ غالب نامہ، شمارہ ۱۸۔ ۲۰/جولائی ۲۰۱۴ء) اس کلام کے مختلف ناموں ...... 'مسترد کلام'، 'قلم زد کلام'، 'غیر مطبوعہ کلام' ...... پر مدلل بحث کی ہے۔ وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مروج نام ...... غیر متداول کلام ......ہی سب سے مناسب ہے۔

۳۔ دیکھیے: گوشوارہ تعدادِ اشعار، معہ فیصد، بہ اعتبارِ سنین (ضمیمہ)۔ نیز: ''متداول دیوان کا بڑا حصہ غیر متداول دیوان میں موجود ہے'' (فاروقی: محولہ بالا، ص ۱۵)۔ عرشی نے ۱۸۲۲ء کو غالب کی ریختہ گوئی کا خاتمہ قرار دیا ہے۔ (دیوان غالبؔ، نسخۂ ثانی، مقدمہ، ص ۱۵)

۴۔ کلامِ غالب کی تاریخی ترتیب کی اولین کوشش مفتی انوار الحق نے نسخۂ حمیدیہ کی اشاعت کے وقت کی۔ انہوں نے غالبؔ کے وہ اشعار جو پچیس برس پہلے کہے گئے تھے، ان کو بعد کے اشعار سے جدا ترتیب دیا (دیوانِ غالب جدید، المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ، تدوین مفتی انوار الحق، آگرہ، مفیدِ عام پریس، ۱۹۲۱) تاہم سید عبداللہ پہلے شخص تھے جنہوں نے غالب کے کلام کی تاریخی ترتیب کی اہمیت پر باقاعدہ لکھا اور اس کا خاکہ اپنی کتاب 'غالب: حیات اور کلام کا تنقیدی مطالعہ (Ghalib: A Critical appreciation of his life & works) میں دیا۔ انہوں نے کلامِ غالب کے چار ادوار مقرر کیے تھے۔ بعد کو انہوں نے پورے دیوان کو تاریخ وار

مرتب کیا۔ لیکن ان کا مرتبہ دیوان ضائع ہوگیا۔ اس کے چند اوراق عرشی صاحب کو ملے اور اب شاید رضا لابریری میں ہیں۔ (مقدمہ محولہ بالا ص ۷۲) اس کے بعد شیخ محمد اکرام نے پہلے 'غالب نامہ' اور پھر آٹھ سال بعد، نظرِ ثانی کر کے 'ارمغانِ غالب' میں منتخب کلامِ غالب تاریخی ادوار کے اعتبار سے ترتیب دیا۔ انہوں نے پہلے دو ادوار میں اردو کلام، اور تیسرے اور چوتھے ادوار میں اردو اور فارسی کلام، اور پانچویں دور میں اردو...... اور آخری میں کچھ فارسی ...... کلام کا انتخاب دیا۔ ('ارمغان غالب: مرزا غالب کے اردو اور فارسی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کلام کا انتخاب تاریخی ترتیب سے'۔ بمبئی، تاج آفس، ب ت)۔ سب سے آخری کوشش 'دیوان غالب کامل: تاریخی ترتیب سے' (کالی داس گپتا رضا) کی ہے۔ اس میں کلامِ غالب کے گیارہ ادوار طے کیے گئے ہیں۔ (دیکھیے: حاشیہ ذیل)۔

۵۔ مثال کے طور پر دیوانِ غالب کامل: تاریخی ترتیب سے (کالی داس گپتا رضاؔ) میں یوں تو کلام غالب کے گیارہ ادوار طے کیے گئے ہیں لیکن، یہاں دور پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ مزید ہر دور کے تحت غزلیات الگ، الگ سنین میں تقسیم کی گئی ہیں۔ اس طرح غالب کا پورا کلام ۴۲ سنین میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں ایسے سن بھی ہیں جیسے: ۱۸۵۴، ۱۸۵۵ (جو ۱۸۵۵ء سے مختص ہے)، نومبر ۱۸۵۴ تا مئی ۱۸۵۷، مارچ ۱۸۶۱ اور قبل از مارچ ۱۸۶۱۔ بعض سن کے تحت صرف ایک شعر ہے۔ (دیکھیے: گوشوارہ محولہ بالا)۔ اتنی باریک تقسیم کا کوئی طریق کار بھی نہیں بتایا گیا ہے۔ اس ضمن میں بس مندرجہ بیان ہے ''...... کلام کے زمانۂ فکر کے تعین کے یہ قاعدہ اختیار کیا گیا ہے کہ اگر کسی غزل کا ایک شعر بھی کسی قدیم تر ماخذ میں پایا گیا، تو اس پوری غزل کو قدیم تر ماخذ میں شامل سمجھا گیا ہے، کیونکہ پوری غزل نہ کہی گئی ہو تو بھی اس کی اساس اسی عہد میں رکھی گئی تھی۔ عین ممکن ہے کہ اس غزل کے کچھ اشعار واقعی بعد میں کہے گئے ہوں مگر ایسے اشعار کی تعداد زیادہ نہیں ......'' (۲۴)۔ اس دعویٰ کا کوئی جواز نہیں دیا گیا ہے۔ تعینِ سنین کے استناد بھی نہیں۔ محض چند مثالوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور وہ بھی کسی مشہور یا مستند کتاب سے نہیں۔ مثلاً،

یوسفِ ہندی قیدِ فرنگ میں، از محسن بن شبیر، یا 'حبسیۂ غالب، از رغیب حسین (اغلب ایک مضمون مطبوعہ ادارۂ فروغ اردو فروری، ۱۹۷۱) (۱۱)۔ ان حالات میں تعین قیاسی ہی کہلائے گا، تحقیقی و مستند نہیں۔ ضمنی طور پر، کتاب میں اشاریہ میں کتاب کا نام ہے، لیکن مصنف کا نہیں۔ اور کتابیات میں کتاب کا نام ہے مصنف کا نہیں۔

۶۔ مثلاً اقبال کی شاعری کا دورِ اول، وطنی قومیت سے، اور دوسرا وطنی قومیت کی مخالفت اور اتحادِ اسلامی کی حمایت سے متشخص ہے۔

۷۔ 'غالب: تقلید و اجتہاد' (خورشید الاسلام) کا موضوع ''...... غالب کا ابتدائی دور ہے...... [وہ کلام] جو انہوں نے کم و بیش پچیس سال کی عمر تک جمع کیا تھا اور جس پر ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا ہے ......''۔ دراصل اس کا موضوع غالب کی شاعری میں فارسی شعرا (اور ناسخ) کے اتباع اور انحراف ہے۔ غالب کی شاعری کے ادوار کا قیام نہیں۔ اسی لیے جو اشعار نقل کیے گئے ہیں وہ 'متداول' اور 'غیر متداول' دونوں دواوین سے ہیں۔ ضمنی طور 'دیوان غالب کامل (محولہ بالا) کے مطابق، فاضل مقالہ نگار نے ایک شعر ('پلا دے اوک سے ساقی، جو مجھ سے نفرت ہے: پیالہ گر نہیں دیتا، نہ دے شراب تو دے')، ۱۸۱۲ء کا بتایا ہے جبکہ وہ ۱۸۲۱ کی ایک غزل کا ہے (۱۸-۱۹)۔ اگر یہ صحیح ہے، تو یہ مصنف کا تحقیق میں احتیاط پر حرف اٹھاتا ہے۔ دیوانِ غالب، نسخۂ اول (عرشی) میں غالب کی ریختہ گوئی کے دو دور قائم کئے گئے ہیں: پہلا دور۔ آغاز شاعری (۱۸۱۲) سے ۱۸۲۱ء تک۔ دوسرا دور۔ ۱۸۵۰ سے ۱۸۶۷ء تک۔ یعنی قلعہ معلیٰ سے تعلق سے انتقال تک (غالب کا آخری شعر ......دمِ واپسیں برسر راہ ہے:: عزیزو، اب اللہ ہی اللہ ہے'')۔ بیش اشعار ہیں (غزلیات، مخمس، رباعیات)۔ ان میں سے ۱۸۵۰ء سے ۱۸۶۷ء تک ۳۵۰ سے کچھ کم اشعار ہیں، جو کل اشعار کا دس فیصد ہے۔ یہ بات کچھ عجیب سی لگتی ہے کہ ایک شاعر کے دو ادواروں میں اتنا تفاوت ہو۔ یعنی ایک دور میں ۹۰ فیصد اور دوسرے میں صرف دس فیصد۔ نیز ان ادوار کی امتیازی خصوصیات جو ان کو متشخص کرتی ہوں بھی نہیں بتائی گئی۔ اور شاید یہ ممکن بھی نہیں، کیونکہ

''غالب کے پہلے اور دوسرے دور میں بعض خصوصیات مشترک ہیں'' (مجیب، محولہ بالا ۱۷)۔ در اصل غالب کی ریختہ گوئی کی مدت اتنی مختصر...... صرف ۲۵ سال ...... ہے۔ کہ اس میں سنین کے اعتبار سے ان کی شاعری میں مختلف ادوار ...... متداول و غیر متداول ...... طے کرنا ممکن نہیں۔ ویسے بھی شاید ایک غزل گو شاعر کے یہاں ادوار کے تلاش کے بجائے کلام میں مختلف اسالیب کی پہچان زیادہ مفید ہو۔ راقم کے ناقص خیال میں متداول و غیر متداول کلام کے تعلق سے اگر ان دونوں کلاموں میں فارسی تراکیب کی نوعیت اور استعمال کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو خاصہ دلچسپ و کار آمد ہوسکتا ہے۔ مثلاً 'بیضۂ طاؤس خلوتاں'، آبلۂ 'نادمیدہ'، 'گرسنۂ مزدورِ طرب گاہِ رقیب' یا 'آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ، جیسی تراکیب کا تجزیاتی مطالعہ متداول کلام میں تراکیب سے کیا جاسکتا ہے۔

۸۔ کہا جاتا ہے کہ ارسطو کی اکادمی کے دروازے پر جلی حروف میں منقش تھا 'جن کی طبعیت میں سہولت پسندی ہو، وہ یہاں داخل ہونے کی زحمت نہ کریں'۔

۹۔ مجیب (محولہ بالا ۲۷)

۱۰۔ دیوانِ غالب (مالک رام) (مقدمہ، ۳۶)

۱۱۔ اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ متداول دیوان مرتبہ رشید حسن خاں اور مرتبہ مالک رام میں ضمیمہ میں غیر متداول کلام شامل کیا گیا ہے۔ راقم غیر متداول کلام سے ایسے اشعار کا ایک انتخاب، معہ ضروری حواشی و اشارات، مرتب کر رہا ہے۔ یہ بھی پتہ لگا ہے کہ کولمبیا یونیورسٹی میں کچھ اسی قسم کا کام ہو رہا ہے۔ (فاروقی، محولہ بالا ۲۲)

۱۲۔ فاروقی (محولہ بالا، ۱۹)

۱۳۔ مقدمہ دیوان۔ اسی بات کو انہوں نے اپنے ایک خط بنام عبدالرزاق شاکر دہرایا تھا...... ''پندرہ برس کی عمر تک مضامینِ خیالی لکھا کیا۔ دس برس میں بڑا دیوان جمع ہوگیا۔ آخر جب تمیز آئی تو اس دیوان کو دور کیا۔ اوراق یک قلم چاک کیے۔ دس پندرہ شعر واسطے نمونے کے دیوانِ حال میں

رہنے دیے۔'' (غالب کے خطوط، مرتبہ خلیق انجم، جلد۲ ص ۸۴۶)

۱۴۔ اس کی تصدیق گوشوارہ میں دیے اعداد سے بھی ہوتی ہے۔ فاروقی نے اس کی ایک اور تاویل کی ہے۔ ''...... اغلب یہ ہے اعلان سے ان کی مراد یہ تھی کہ بہت سے اشعار اور غزلیں عوام میں غالب کے کلام کے نام سے مشہور ہونے لگی تھیں اور غالب یہاں ان اشعار سے برأت کا اعلان کر رہے ہیں''۔ (محولہ بالا ص ۲۰)

۱۵۔ موجودہ معلومات کے مطابق انتخابِ رامپور (۱۸۶۶) آخری انتخاب تھا۔ چونکہ غالب سے متعلق دستاویزات اب بھی دریافت ہو رہی ہیں۔ (مثلاً دیوانِ غالب بخطِ غالب)، لہذا اسے ابھی کھلا باب سمجھنا چاہیے۔

۱۶۔ الہلال (ادبیات: آثار علمیہ خطیہ) (جلد۴، مارہ ۲۴، ص ۴۵۹؛ مطابق ۱۷ر جون 1914)۔ نیز ''......اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا صاحب دیوان متداول میں منسوخ اشعار بھی شامل کرتے رہے......''۔ (مقدمہ، دیوانِ غالب، نسخۂ ثانی، ص۲۲، حاشیہ) (عرشی)

۱۷۔ اس سے الگ، ادب میں شاعر (اور دیگر ادبا) کے کچے، اصلاح شدہ مسودوں پر تحقیق ہوتی ہے تاکہ شاعر (یا ادیب) کی پسند کے بارے میں معلومات حاصل ہوں۔ انگریزی میں اس کی وافر مثالیں موجود ہیں۔

۱۸۔ دلچسپ بات ہے کہ نسخۂ اول جو ۱۹۵۸ء میں چھپا اس کا کاغذ دبیز اور عمدہ ہے۔ اس لیے وہ آج بھی نسخۂ ثانی سے جو ۱۹۷۱ء میں چھپا ہزار درجہ بہتر حالت میں ہے۔

۱۹۔ مرتبہ کالی داس گپتا رضا (محولہ بالا)۔

۲۰۔ غالب کا منسوخ دیوان (مرتبہ مسلم ضیائی کراچی، ایجوکیشنل پریس، ۱۹۶۹)۔ راقم جناب ابوسعد اصلاحی، رامپور رضا لائبریری کا مرہون ہے۔ انہوں نے اس کی نقل ارسال فرمائی۔

۲۱۔ مثلاً مخمس بر غزلِ سعدیؔ وغیرہم۔

۲۲۔ محولہ بالا۔

۳۲۔ ''چاک مت کر جیب بے ایامِ گل؛؛ کچھ ادھر کا بھی اشارہ چاہیے''۔

۲۴۔ اس میں راقم کو غالب کی تقلید حاصل ہے۔ انھوں نے اپنے انتخابِ رامپور میں یہ اصناف نہیں لی تھیں۔ ''......اس درویش نے صرف غزلوں اور رباعیوں کا انتخاب بھیجا ہے۔ قصاید و قطعات و مثنویات کا انتخاب ابھی نہیں بھیجا ہے......'' (منقولہ، مقدمہ، دیوانِ غالب، نسخۂ عرشی، ص ۳۰)۔ یہ بعد کو بھی نہیں بھیجا گیا، چنانچہ انتخاب میں یہ شامل نہیں۔

☆☆☆

فہرست مشمولات

غزلیات، مخمس، رباعیات

ضمیمہ جات:

(۱) گوشوارہ تعدادِ اشعار، مع فیصد، بہ اعتبارِ سنین، متداول و غیر متداول دیوان

(۲) اشاریہ غزلیات بہ اعتبارِ سنین، ردیف وار بہ الفبائی ترتیب

(۳) حواشی و توضیحات

(۴) انگریزی تراجم

ترتیب غزلیات کے بارے میں چند الفاظ

اردو میں دواوین کی ردیف کے علاوہ مزید ترتیب کا کوئی مقررہ قاعدہ نہیں۔ دیوانِ غالب کے جو نسخے شروع میں شائع ہوئے، ان میں غزلوں پر نمبر شمار نہیں تھا۔ بعد کے نسخوں میں ...... خصوصاً جو معہ شرح ہیں ...... غزلوں پر نمبر شمار پڑا ہے (دیوان غالب مرتبہ مالک رام ایک استثنا ہے)۔ حالانکہ تمام مرتبین صریحاً (نسخۂ عرشی، مقدمہ، ص ۶۷) یا التزاماً ''تاریخی حیثیت سے ترتیب'' کی بات کرتے ہیں تاہم حقیقت میں اس کی پابندی کسی نسخے میں نہیں کی گئی۔ شاید تاریخی حیثیت سے باضابطہ ترتیب ممکن بھی نہیں۔ اس کی سب سے بین مثال 'دیوان کامل، تاریخی ترتیب سے' (مرتبہ کالی داس گپتا رضاؔ) ہے۔ اس میں جب ایک سن میں ایک سے زیادہ غزلیات ہیں تو ان کی باہم ترتیب کا نہ تو کوئی اصول بتایا گیا ہے اور نہ ہی ترتیب میں کوئی نظر آتا۔

اس بے راہ روی کے نتیجے میں غالب کے متداول دیوان میں پہلی غزل کو چھوڑ کر ...... جس کا پہلا شعر (؎ 'نقش، فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا: کاغذی ہے پیرہن، ہر پیکرِ تصویر کا') حمد یہ ہے ...... تمام مرتبہ دیوانوں میں غزلوں کے نمبر شمار میں اختلاف ہے۔ مثلاً نسخۂ عرشی میں غزل (؎ 'بزم شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا') کا نمبر شمار ۴۵ ہے۔ جبکہ یہی غزل دیوانِ غالب، مرتبہ رشید حسن خاں میں نمبر ۱۴ پر درج ہے۔ اسی طرح غزل (؎ 'دل مرا سوزِ نہاں سے بے محابا جل گیا') کا نسخۂ عرشی میں نمبر شمار ۲۶ ہے۔ دیوان غالب مرتبہ رشید حسن خاں میں نمبر ۵۔ غزل (؎ 'دھمکی میں مرگیا، جو نہ بابِ نبرد تھا') نسخۂ

عرشی میں ۳۳ نمبر پر اور نسخۂ رشید حسن خاں میں ۷ نمبر پر ہے۔ یہ ہی [بے ترتیبی] کم وبیش دیگر نسخوں میں نظر آتی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر، کم از کم ایک غزل ('شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا') کے بارےمیں اتنا اختلاف ہے کہ نسخۂ عرشی میں اسے ایک غزل مانا گیا ہے، جبکہ کئی اور نسخوں (رشید حسن خاں، مالک رام، غلام رسول مہرؔ: نوائے سروش) میں یہ دو غزلوں میں منقسم ہے۔ اور غزل کے جن اشعار کو نسخۂ عرشی میں 'قطعہ بند' بتایا گیا ہے، ان اشعار کو محولہ نسخوں میں ایک الگ غزل کی حیثیت دی گئی ہے۔ یہ بوقلمونی بعض اوقات قاری اور مصنف دونوں کے لیے خاصی باعثِ پریشانی بن جاتی ہے۔ انگریزی اور کئی دوسری زبانوں میں کم از کم کلاسکس کے مصنفوں کی حد تک (مثلاً افلاطون، شیکسپیر، کانٹ، وغیرہم) متن کی ترتیب مقرر ہوتی ہے۔ بند، پیراگراف، سطور کا نمبر لگا ہوتا ہے۔ اس سے حوالے میں قاری اور مصنف دونوں کو سہولت رہتی ، کیونکہ حوالے کے لیے کسی خاص ایڈیشن ...... جو بہرحال تغیر پذیر ہوتا ہے...... کی پابندی نہیں رہتی۔

اسی بے ترتیبی اور انتشار سے بچنے کے لیے، موجودہ دیوان میں الفبائی ترتیب کو اپنایا گیا ہے۔ ہر ردیف کی غزلیات کو ردیف کے لفظ کے اعتبار سے الفبائی ترتیب دی گئی ہے۔ مثلاً 'الف' کی ردیف میں ترتیب یوں ہے:

آشنا	=	اا ش ن ا
آیا	=	اا ی ا
اپنا	=	ا پ ن ا
باجا	=	ب ا ج ا
باندھا	=	ب ا ن د ہ ا
پا	=	پ ا
پایا	=	پ ا ی ا (وعلیٰ ہذا القیاس)

اشتراک کی صورت میں، غزل کے پہلے شعر کے مصرعِ ثانی میں ردیف کے لفظ سے پیشتر کے

پسند آیا

تاثیر آیا

سپند آیا

یاد آیا (وعلی ہذاالقیاس)

مزید اشتراک کی صورت میں غزل کے پہلے شعر کے مصرعِ ثانی میں ردیف کے لفظ سے پیشتر کے دوسرے لفظ سے فرق کیا گیا ہے۔ مثلاً:

بادہ آتا ہے

بازار آتا ہے

جواب آتا ہے (وعلی ہذاالقیاس)

یہاں ایک ضروری اعتراف: راقم کے علم میں، عرشی صاحب پہلے مرتب ہیں جنھوں نے ایک ردیف میں کسی ایک خاص غزل کو اس غزل کی ردیف اور اشتراک کی صورت میں قافیہ کی، مدد سے تلاش کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ انہوں نے نسخۂ عرشی (اول، ۱۹۵۸) کے آخر میں (ص ۴۷۳) میں ایک ''فہرستِ اشعار'' دی۔ یہ اردو میں شعری اشاریہ سازی کی اولین کوشش تھی۔ عرشی صاحب کی دور بینی نہایت قابل ستائش ہے۔ خاص کر اس لیے کہ یہ ۱۹۵۸ء میں کی گئی۔ جب اردو میں اشاریہ کا نام تک معروف نہ تھا۔ (آج بھی اردو میں اشاریہ سازی نہایت ہی ابتدائی حالت میں ہے۔ اور شعری اشاریہ سازی تو مفقود ہے)۔ عرشی صاحب نے اس 'فہرست اشعار'...... جس کا صحیح نام اشاریہ کلامِ غالب ہونا چاہیے تھا...... کی ''بنائے ترتیب ردیف کا آخری حرف'' رکھی اور ''اشتراک دور کرنے کی خاطر الٹی چال چلی''۔ ''مشترک ردیفوں کی صورت میں تقسیم وتمیز کی بنا قافیوں پر [رکھی]''۔ اور ''ان کے اشتراک کی حالت میں بھی الٹی چال [چلی گئی]'' (مقدمہ، ص ۱۱۶، ۱۱۷)۔

چونکہ عرشی صاحب اشاریہ سازی کے اصولوں سے واقف نہ تھے (اور یہ ان سے متوقع بھی نہیں تھا)، اس لیے اس ''فہرست'' میں کچھ خامیاں رہ گئیں۔ اول تو بنائے ترتیب ردیف کے لفظ کے

بجائے ردیف کا حرف رکھا گیا، جو دیوان کی ردیف وار ترتیب دہرانے کے مترادف تھا، کیونکہ ظاہر ہے جو غزل، مثلاً 'الف' کی ردیف میں ہوگی، اس کی ردیف کے آخر میں حرف 'الف' تو آئے گا ہی۔ دوسرے اشتراک دور کرنے کے لیے ''الٹی چال'' چلی گئی، جس سے 'فہرست' اچھا خاصا معمہ بن گئی اور اس کا استعمال پیچیدہ و دشوار ہوگیا۔ اگر اس کے بجائے ترتیب ردیف کے لفظ سے سیدھے سادھے لغت کے طریقے پر رکھی جاتی (جیسا موجودہ دیوان کی ترتیب میں کیا گیا ہے) تو یہ دشواری پیدا نہیں ہوتی۔ مندرجہ ذیل خاکے سے یہ بات صاف ہوجائے گی:

'ردیف الف'

ترتیب	فہرستِ عرشی	ترتیب باعتبار موجودہ دیوان
۱۔	صہبا	باجا
۲۔	حوصلۂ، پا	پا، حوصلۂ
۳۔	خدا، ہوتا	پہنچا، پارسل
۴۔	بار، ہوتا	چینخا
۵۔	ویراں، ہوتا	لکھتا، کیا
۶۔	برتر نہیں، ہوتا	صہبا
۷۔	کیا لکھتا	ہوتا، بار
۸۔	باجا	ہوتا، خدا
۹۔	پارسل، پہنچا	ہوتا، نہیں، برتر
۱۰۔	چینخا	ہوتا، ویراں

اب جب عام آدمی بھی لغت کے استعمال سے واقف ہے، ''الٹی چال'' کی بھلا کیا منطق ہوسکتی ہے؟ یوں بھی الٹا پڑھنا، سیدھے پڑھنے سے دشوار ہوتا ہے۔

نیز اس فہرست میں ایک ہی اندراج میں کئی غزلیں درج ہیں، جب کہ ہر غزل کی انفرادی

حیثیت ہوتی ہے اور اس لیے ہر غزل کا اندراج علاحدہ ہونا چاہیے تھا۔ اگر عرشی صاحب خود اپنے بنائے قاعدے پر ہی چلتے تو اشتراک کی صورت میں قافیہ، اور مزید اشتراک کی صورت میں قافیہ سے پیشتر کے لفظ سے (وعلیٰ ہذا القیاس) ہر غزل کی 'تقسیم وتمیز' بڑی آسانی سے ہوسکتی تھی۔

علاوہ بریں، فہرست میں کہیں غزل کے پہلے شعر کا پہلا مصرع اور کہیں دوسرا مصرع اندراج کی بنیاد بنایا گیا۔ اس عدم یکسانیت سے بھی الجھاؤ پیدا ہوتا ہے۔ فہرست کی ایک آدھ اور کمی کی طرف بھی اشارہ کیا جاسکتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں۔

بایں ہم، یہ تسلیم کرنا فرض ہے کہ اشعار کا اشاریہ مرتب کرنے کا خیال ایک جدت تھی اور اس کا شرف عرشی صاحب کو حاصل ہے۔ افسوس ان کے اس تقدم پر غور نہیں کیا گیا اور اس اشاریہ سازی کی روایت کو آگے نہیں بڑھایا گیا۔

☆☆☆

دیوان

(1)

[1821]

خود پرستی سے، رہے، یا ہمدگر نا آشنا 1 بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا

آتش موئے دماغِ شوق ہے، تیرا تپاک 2 ورنہ ہم کس کے ہیں، اے داغِ تمنا، آشنا؟

جوہرِ آئینہ، جز رمزِ سرِ مژگاں نہیں 3 آشنا کی، ہمدگر سمجھے ہے، ایما آشنا

ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں، اجزائے بہار 4 سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گل نا آشنا

(2)

[1816]

سوادِ چشمِ بسمل، انتخابِ نقطہ آرائی 1 خرامِ نازِ بے پروائی قاتل پسند آیا

روانیہائے موجِ خونِ بسمل سے ٹپکتا ہے 2 کہ لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل پسند آیا

ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی 3 برنگِ لالہ، جامِ بادہ پر محمل پسند آیا

اسدؔ، ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے 4 مجھے رنگِ بہار ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا

(3)

[1816]

شب کہ دل زخمیِ عرضِ دو جہاں تیر آیا 1 نالہ، بر خود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا

وسعتِ جیبِ جنونِ تپشِ دل مت پوچھ 2 محملِ دشت بدوشِ رمِ نخچیر آیا

ہے گرفتاریِ نیرنگِ تماشا، ہستی 3 پرِ طاؤس سے دل، پائے بزنجیر آیا

دید حیرت کش، وخُرشید چراغانِ خیال 4 عرضِ شبنم سے، چمن، آئینہ تعمیر آیا

عشق ترسا بچہ و نازِ شہادت مت پوچھ 5 کہ کلہ گوشہ، بہ پروازِ پرِ تیر آیا

اے خوشا! ذوقِ تماشائے شہادت کہ اسدؔ 6 بے تکلف بسجودِ خمِ شمشیر آیا

(4)

[1816]

جنوں گرم انتظار و نالہ بیتابی کمند آیا 1 سویدا، تا بلب، زنجیری دودِ سپند آیا

مہِ اختر فشاں، کی بہرِ استقبال، آنکھوں سے 2 تماشا، کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا

تغافل، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے 3 نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا

فضائے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا 4 فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل، پسند آیا

عدم، ہے خیر خواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی 5 خرامِ ناز، برقِ خرمنِ سعی سپند آیا

(5)

[1861]

وصل میں ہجر کا ڈر یاد آیا 1 عینِ جنت میں سقر یاد آیا

(6)

[1816]

نہ بھولا اضطرابِ دم شماری، انتظار اپنا 1 کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا

زِبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا 2 چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمعِ خار اپنا

اسیرِ بیزباں ہوں، کاشکے! صیادِ بے پروا 3 بدامِ جوہرِ آئینہ، ہوجاوے شکار اپنا

مگر ہو مانعِ دامن کشی، ذوقِ خود آرائی 4 ہوا ہے نقشبندِ آئینہ سنگِ مزار اپنا

دریغ اے ناتوانی، ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے 5 طِلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ اُستوار اپنا

اگر آسودگی ہے مُدعائے رنجِ بیتابی 6 نیازِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا

(7)

[1863]

معلوم ہوا خیر کہ ٹھینگا باجا

(8)

[1821]

ناتوانی ہے تماشائی عمرِ رفتہ 1 رنگ نے آئینہ آنکھوں کے مقابلِ باندھا
اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل مت پوچھ 2 جو گرہ آپ نکھولی، اُسے مشکل باندھا
نوکِ ہر خار سے تھا بسکہ سرِ دزدیِ زخم 3 چوں نمد، ہم نے کفِ پا پہ، اسدؔ، دل باندھا

(9)

[1816]

شبِ اختر، قدحِ عیش نے محمل باندھا 1 بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا
سُبحہ واماندگی شوق، و تماشا منظور 2 جادہ پر، زیورِ صد آئینہ منزل باندھا
ضبطِ گریہ، گہرِ آبلہ لایا آخر 3 پائے صد موج، بطوفاں کدۂ دل باندھا
حیف اے ننگِ تمنا، کہ پئے عرضِ حیا 4 یک عرق آئینہ، بر جبہۂ سائل باندھا
حسنِ آشفتگی جلوہ، ہے عرضِ اعجاز 5 دستِ موسیٰ بسرِ دعویِ باطل باندھا
تپش، آئینہ پردازِ تمنا لائی 6 نامۂ شوق، ببالِ پرِ بسمل باندھا
دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغاں، کس نے 7 خلوتِ ناز پہ پیرایۂ محفل باندھا
نا امیدی نے، بتقریب مضامینِ خمار 8 کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا
مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے، غالبؔ 9 ساز پر رشتۂ پئے نغمۂ بیدل، باندھا

(10)

[1816]

ہے تنگ زِ واماندہ شدن، حوصلۂ پا 1 جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا

سرِ منزلِ ہستی سے ہے، صحرائے طلب دور 2 جو خط ہے کفِ پا پہ، سو ہے سلسلۂ پا

دیدار طلب ہے دلِ واماند، کہ آخر 3 نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گلۂ پا

آیا نہ بیابانِ طلب گام زباں تک 4 ، تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا

فریاد سے پیدا ہے، اسدؔ گرمیِ وحشت 5 تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا

(11)

[1821]

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم، یارب؟ 1 ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا

بے دماغِ خجلت ہوں رشکِ امتحاں تا کے؟ 2 ایک، بیکسی، تجھ کو عالم آشنا پایا

خاکبازیِ امید، کارخانۂ طفلی 3 یاس کو دو عالم سے لب بخندہ وا پایا

کیوں نہ وحشتِ غالب باج خواہِ تسکیں ہو؟ 4 کشتۂ تغافل کو خصمِ خوں بہا پایا

(12)

[1816]

دویدن کے کمیں، چون ریشۂ زیرِ زمیں پایا 1 بگردِ سرمہ، اندازِ نگاہِ شرگیں پایا

اُگی اک پنبۂ روزن سے تھی، چشمِ سفید آخر 2 حیا کو، انتظارِ جلوہ ریزی کے کمیں پایا

بہ حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں 3 خضر کو چشمۂ آبِ بقا سے تر جبیں پایا

پریشانی سے، مغزِ سر، ہوا ہے پنبۂ بالش 4 خیالِ شوخیِ خوباں کو راحت آفریں پایا

نفس، حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائیِ مژگاں 5 مگر یک دست و دامانِ نگاہِ واپسیں پایا

اسدؔ کو، پیچ تابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے 6 حصارِ شعلۂ جوالہ میں عزلت گزیں پایا

(13)

[1821]

فکرِ نالہ میں، گویا حلقہ ہوں ز سر تا پا 1 عضو عضو، چوں زنجیر، یک دلِ صدا پایا
شبِ نظارہ پرور تھا خواب میں خرام اُس کا 2 صبح، موجۂ گل کو نقشِ بوریا پایا
جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گل ہے 3 زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دلکش پایا
ہے نگیں کی پاداری، نامِ صاحبِ خانہ 4 ہم سے، تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا
نے اسدؔ جفا سائل، نے ستم جنوں مائل 5 تجھ کو جس قدر ڈھونڈھا، الفت آزما پایا

(14)

[1858]

سات جلدوں کا پارسل پہنچا 1 واہ! کیا خوب بر محل پہنچا

(15)

[1816]

بسان سبزہ رگِ خواب ہے زباں ایجاد 1 کرے ہے خامشی احوالِ بیخوداں پیدا
صفا و شوخی و اندازِ حسن پا بہ رکاب 2 خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا
نہیں ہے آہ کو ایمائے تیر باریدن 3 وگرنہ ہے خمِ تسلیم سے کماں پیدا
نصب تیرہ، بلا گردش آفریں ہے، اسدؔ 4 زمیں سے ہوتے ہیں صد دامن آسماں پیدا

(16)

[1816]

جگر سے ٹوٹے ہوئے مُو کی، ہے سناں پیدا 1 دہانِ زخم میں، آخر، ہوئی زباں پیدا

(17)

[1816]

سحر گہ باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا 1 اُڑے رنگِ گل، اور آئینہ دیوار ہو پیدا

بتاں، زہراب اس شدت سے دو پیکانِ ناوک کو 2 کہ خطِ سبز تا پشتِ لبِ سُو فار ہو پیدا

لگے گر سنگ سر پر، یار کے دستِ نگاریں سے 3 بجائے زخم، گل پر گوشۂ دستار ہو پیدا

کروں گر عرضِ سنگینی کہسار اپنی بیتابی 4 رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا

بہ سنگِ شیشہ توڑوں، ساقیا، پیمانۂ پیماں 5 اگر ابر سیہ مست از سوئے کہسار ہو پیدا

اسدؔ مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے 6 کہ غالب ہے کہ بعد از زاری بسیار ہو پیدا

(18)

[1816]

گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا 1 کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا

زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خونچکانی نے 2 چمن بالیدنیہا، از رمِ نخچیر ہے پیدا

مگر وہ شوخ ہے طوفاں طرازِ شوقِ خونریزی 3 کہ در بحرِ کماں بالیدہ موجِ تیر پیدا

نہیں ہے کف لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ مے سے 4 لطافتہائے جوشِ حسن کا سرشیر ہے پیدا

عروجِ نا امیدی، چشمِ زخمِ چرخ کیا جانے؟ 5 بہارِ بے خزاں، از آہِ بے تاثیر ہے پیدا

اسدؔ جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں 6 جراحتہائے دل سے، جوہرِ شمشیر ہے پیدا

(19)

[1865]

ہاتفِ غیب سن کے یہ چیخا 1 ان کی تاریخ، میرا تاریخا

(20)

[1816]

خودآرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا 1 کہ موم، آئینہ تمثال کو تعویذ بازو تھا

بشیرینی خواب آلودہ مژگاں، نشترِ زنبور 2 خود آرائی سے، آئینہ، طلسم مومِ جادو تھا

نہیں ہے بازگشتِ سیلِ غیراز جانب دریا 3 ہمیشہ دیدۂ گریاں کو، آبِ رفتہ در جو تھا

رہا نظّارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزاں 4 سرِشکِ آگیں مژہ سے دست از جاں شستہ بررو تھا

غمِ مجنوںؔ، عزاداران لیلیٰ کا پرستشگر 5 خُمِ رنگ سیہ، پیمانہ ہر چشمِ آہو تھا

رکھا غفلت نے دور افتادۂ ذوقِ فنا، ورنہ 6 اشارت فہم کو، ہر ناخنِ بریدہ، ابرو تھا

اسدؔ، خاکِ درِ میخانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں 7 گئے وہ دن کہ پانی جامِ مے سے زانو زانو تھا

(21)

[1821]

کس کا خیال، آئینہ انتظار تھا؟ 1 ہر برگِ گل کے پردے میں دل بیقرار تھا

کس کا جنونِ دید، تمنا شکار تھا؟ 2 آئینہ خانہ، وادیِ جوہر غبار تھا

جوں غنچہ وگل، آفتِ فالِ نظر نہ پوچھ 3 پیکاں سے تیرے، جلوۂ زخم، آشکار تھا

دیکھی وفائے فرصتِ رنج ونشاطِ دہر 4 خمیازہ، یک درازیِ عمرِ خمار تھا

صبحِ قیامت ایک دُمِ گرگ تھی، اسدؔ 5 جس دشت میں وہ شوخِ دو عالم شکار تھا

(22)

[1816]

رات دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا 1 رنگِ روئے شمع، برقِ خرمنِ پروانہ تھا

شب کہ تھی کیفیتِ محفل بیادِ روئے یار 2 ہر نظر میں داغِ مے خالِ لبِ پیمانہ تھا

شب کہ باندھا خواب میں آنے کا، قاتل نے جناح 3 وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا
دود کو آج اُس کے ماتم پہ سیہ پوشی ہوئی 4 وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمع ماتم خانہ تھا
ساتھ جنبش کے بیک برخاستن طے ہوگیا 5 تو کہے، صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا
دیکھ اُس کے ساعدِ سیمین و دستِ پُرنگار 6 شاخ گل جلتی تھی مثلِ شمع، گل پروانہ تھا
شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کردیا 7 غالبؔ ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا

(23)

[1821]

عالمِ جہاں بعرضِ بساطِ وجود تھا 1 چوں صبح، چاکِ جیب، مجھے تار و پود تھا
بازی خودِفریب ہے، اہلِ نظر کا ذوق 2 ہنگامہ، گرمِ حیرتِ بود و نبود تھا
عالم، طلسمِ شہر خموشاں ہے سربسر 3 یا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا

(24)

[1821]

ہوں چراغانِ ہوس، چوں کاغذِ آتشزدہ 1 داغ، گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ تھا
بینوائی تر صدائے نغمۂ شہرت، اسدؔ 2 بوریا، یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا

(25)

[1821]

تنگی رفیقِ رہ تھی، عدم یا وجود تھا 1 میرا سفر، بطالعِ چشمِ حسود تھا
تو یک جہاں قماشِ ہوس جمع کر، کہ میں 2 حیرت متاعِ عالمِ نقصان و سود تھا
گردش محیطِ ظلم رہا جس قدر، فلک 3 میں پایمالِ غمزۂ چشمِ کبود تھا
پوچھا تھا گرچہ یار نے احوالِ دل، مگر 4 کس کو دماغِ منتِ گفت و شنود تھا
خور، شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں، اسدؔ 5 سر تا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا

(26)

[1816]

شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دل بیتاب تھا 1 شوخیِ وحشت سے افسانہ فسونِ خواب تھا

لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں، بیتابیاں 2 شوخیِ بارش ہے، مہ فوارۂ سیماب تھا

واں ہجوم نغمہ ہائے سازِ عشرت تھا، اسدؔ 3 ناخن غم، یاں سر تارِ نفس، مضراب تھا

(27)

[1816]

بسکہ جوشِ گریہ سے زیر و زبر ویرانہ تھا 1 چاکِ موج سیل، تا پیراہنِ دیوانہ تھا

داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا، مستیِ بعیِ سپند 2 دودِ مجمر، لالہ ساں، دردِ تہِ پیمانہ تھا

وصل میں بختِ سیہ نے سُنبلستاں گل کیا 3 رنگِ شب، تہبندی دودِ چراغِ خانہ تھا

شب، تری تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز سے 4 تارِ شمع آہنگِ مضرابِ پرِ پروانہ تھا

موسمِ گل میں مَے گلگوں حلالِ میکشاں 5 عقدِ وصلِ دختِ رز، انگور کا ہر دانہ تھا

انتظارِ جلوۂ کاکل میں ہر شمشادِ باغ 6 صورتِ مژگانِ عاشق، صرفِ عرض شانہ تھا

حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے، غفلت بنی 7 راہِ خوابیدہ کو غوغائے جرس افسانہ تھا

کو بوقتِ قتل حقِ آشنائی، اے نگاہ؟ 8 خنجرِ زہراب دادہ، سبزۂ بیگانہ، تھا

جوشِ بے کیفیّتی ہے اضطراب آرا، اسدؔ 9 ورنہ بسمل کا تڑپنا، لغزشِ مستانہ تھا

(28)

[1816]

دیکھتے تھے ہم بچشمِ خود وہ طوفانِ بلا 1 آسمانِ سفلہ جس میں یک کفِ سیلاب تھا

موج سے پیدا ہوئے، پیرہنِ دریا میں، خار 2 گریہ وحشت بیقرارِ جلوۂ مہتاب تھا

جوشِ تکلیفِ تماشا، محشرستانِ نگاہ 3 فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ مشتِ آب تھا
بیخبر مت کہہ ہمیں، بے درد، خود بینی سے پوچھ 4 قُلزمِ ذوقِ نظر میں آئینہ پایاب تھا
بیدلیہائے اسدؔ، افسردگی آہنگ تر 5 یادِ ایامی کہ ذوقِ صحبتِ احباب تھا

(29)

[1816]

یادِ روزے کہ نفس سلسلۂ یارب تھا 1 نالۂ دل، بکمر دامنِ قطعِ شب تھا
بہ تحیر کدۂ فرصِ آرایشِ وصل 2 دلِ شب، آئینہ دارِ تپشِ کوکب تھا
بہ تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار 3 دیدہ گوخوں ہو، تماشائے چمن مطلب تھا
جوہرِ فکر، پَر افشانیِ نیرنگ خیال 4 حسن آئینہ و آئینہ چمن مشرب تھا
پردۂ دردِ دل، آئینۂ صد رنگ نشاط 5 بخیۂ زخمِ جگر، خندۂ زیرِ لب تھا
نالہ ہا حاصلِ اندیشہ کہ چوں کشتِ سپند 6 دلِ ناسوختہ، آتشکدۂ صد تب تھا
عشق میں ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا 7 ورنہ جو چاہیے، اسبابِ تمنا سب تھا
آخرِ کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا 8 دلِ دیوانہ کہ وارستۂ ہر مذہب تھا
شوقِ سامان فضولی ہے، وگرنہ غالبؔ 9 ہم میں سرمایۂ ایجادِ تمنا کب تھا

(30)

[1821]

ضعفِ جنوں کو، وقتِ تپش، در بھی دور تھا 1 اک گھر میں، مختصر سا بیاباں ضرور تھا
اے وائے غفلتِ نگہِ شوق! ورنہ یاں 2 ہر پارہ سنگ، لختِ دلِ کوہِ طور تھا
درسِ تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے 3 وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلص صبور تھا
شاید کہ مرگیا ترے رخسار دیکھ کر 4 پیمانہ، رات، ماہ کا لبریز نور تھا
جنت ہے تیری تیغ کے کشتوں کی منتظر 5 جوہر سواد، جلوۂ مژگانِ حور تھا
ہر رنگ میں جلا اسدؔ فتنہ انتظار 6 پروانہ تجلیِ شمعِ ظہور تھا

(31)

[1816]

بت پرستی ہے، بہارِ نقش بند یہائے دہر 1 ہر صریرِ خامہ میں، یک نالۂ ناقوس تھا

طبع کی واشُد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا 2 یہ دلِ وابستہ، گویا، بیضۂ طاؤس تھا

کل اسدؔ کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں 3 دست بر سر، سر بزانوئے دلِ مایوس تھا

(32)

[1816]

اسدؔ افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے 1 یادِ روزے کہ نفس در گرہِ ''یارب'' تھا

(33)

[1816]

وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا 1 ماہ پر، ہالہ صفت، حلقۂ فتراک چڑھا

نشۂ مے کے اُتر جانے کے غم سے انگور 2 صورتِ اشک بہ مژگان رگِ تاک چڑھا

(34)

[1857]

دو رنگیاں یہ زمانے کی، جیتے جی ہیں سب 1 کہ مُردوں کو نہ، بدلتے ہوئے کفن، دیکھا

(35)

[1816]

دلِ بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا 1 بدمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا

زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام 2 کوچۂ یار، جو مجھ سے قدمِ چند رہا

لکھ سکا میں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی 3 لاجرم، توڑ کے، عاجز، قلمِ چند رہا

الفتِ زر ہمہ نقصاں ہے، کہ آخر قاروں 4 زیر بارِ غمِ دام و درمِ چند رہا

عمر بھر ہوش نہ یک جا ہوئے میرے کہ، اسدؔ 5 میں پرستندۂ روئے صنمِ چند رہا

(36)

[1816]

بہ مُہرِ نامہ جو بوسہ گلِ پیام رہا 1 ہمارا کام ہوا، اور تمہارا نام رہا

ہوا نہ مجھ سے بجز درد، حاصلِ صیاد 2 بسانِ اشک، گرفتارِ چشمِ دام رہا

دل و جگر تفِ فرقت سے جل کے خاک ہوئے 3 وَلے ہنوز خیال وصال خام رہا

شکستِ رنگ کی لائی سحر، شبِ سنبل 4 یہ زلف یار کا افسانہ ناتمام رہا

دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا؟ 5 کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا

نپوچھ حال شب و روزِ ہجر کا، غالبؔ 6 خیال زلف و رخِ دوست صبح و شام رہا

(37)

[1816]

جاں دادگاں کا حوصلہ، فرصت گداز ہے 1 یاں عرصۂ تپیدنِ بسمل نہیں رہا

ہوں قطرہ زن بمرحلۂ یاس روز و شب 2 جز تارِ اشک، جادۂ منزل نہیں رہا

اے آہ، میری خاطرِ وابستہ کے سوا 3 دنیا میں کوئی عقدۂ مشکل نہیں رہا

ہر چند میں ہوں طوطیِ شیریں سخن، ولے 4 آئینہ آہ، میرے مقابل نہیں رہا

(38)

[1821]

ہم نے وحشت کدۂ بزمِ جہاں میں، چوں شمع 1 شعلۂ عشق کو اپنا سر و ساماں سمجھا

(39)

[1816]

یک گام بیخودی سے لوٹیں بہارِ صحرا 1 آغوشِ نقشِ پا میں کیجئے فِشارِ صحرا
وحشت اگر رسا ہے، بیحاصلی ادا ہے 2 پیمانہ ہوا ہے، مشتِ غبارِ صحرا
اے آبلے، کرم کر، یاں رنجہ یک قدم کر 3 اے نورِ چشمِ وحشت، اے یادگارِ صحرا
دل در رکابِ صحرا، خانہ خرابِ صحرا 4 موجِ سرابِ صحرا، عرضِ خمارِ صحرا
ہر ذرّہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک 5 تمثالِ شوقِ بیباک، صد جا دوچارِ صحرا
دیوانگی اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے 6 سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا

(40)

[1816]

شگفتن، کمیں گاہِ تقریب جوئی 1 تصور ہوں، بیموجب آزردگاں کا
غریبِ ستم دیدۂ باز گشتن 2 سخن ہوں، سخن بر لب آوردگاں کا
سراپا یک آئینہ دارِ شکستن 3 ارادہ ہوں، یک عالم افسردگاں کا
بصورت تکلفِ بمعنیٰ تأسف 4 اسدؔ، میں تبسم ہوں پژمردگاں کا

(41)

[1816]

سیر آں سوئے تماشا ہے طلبگاروں کا 1 خضر، مشتاق ہے اس دشت کے آواروں کا
سر خطِ بند ہوا، نامہ گنہگاروں کا 2 خونِ ہدہد سے لکھا نقش گرفتاروں کا
فردِ آئینہ میں بخشیں شکن خندۂ گل 3 دلِ آزردہ پسند، آئینہ رخساروں کا
داد خواہ تپش، و مہر خموشی بر لب 4 کاغذِ سرمہ، ہے جامہ ترے بیماروں کا

وحشتِ نالہ، بہ واماندگیِ وحشت ہے 5 جرسِ قافلہ، یاں دل ہے ،گرانباروں کا

پھر وہ سوئے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے! 6 رنگ اُڑتا ہے گلستاں کے ہواداروں کا

جلوہ مایوس نہیں دل نگرانی، غافل 7 چشمِ امید ہے، روزن تری دیواروں کا

اسدؔ اے ہرزہ درا، نالہ بغوغا تا چند 8 حوصلہ تنگ نکر، بے سبب آزاروں کا

(42)

[1816]

برہنِ شرم ہے، با وصفِ خوشیِ اہتمام اس کا 1 نگیں میں، جو شرارِ سنگ، ناپیدا ہے نام اُس کا

سروکارِ تواضع، تا خمِ گیسو رسانیدن 2 بسانِ شانہ، زینت ریز ہے دستِ سلام اُس کا

مسی آلودہ ہے مُہر نوازشنامہ، ظاہر ہے 3 کہ داغِ آرزوئے بوسہ دیتا ہے پیام اس کا

لڑاوے گروہ بزمِ میکشی میں قہر و شفقت کو 4 بھرے پیمانۂ صد زندگانی ایک جام اُس کا

بامید نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت 5 مبادا! ہو عنانگیر تغافل، لطفِ عام اُس کا

اسدؔ، سودائے سرسبزی سے ہے تسلیم رنگیں تر 6 کہ ،کشتِ خشک اُسکا، ابر بے پرواخرام اُس کا

(43)

[1816]

نہاں کیفیتِ مَے ہے سامانِ حجاب اُس کا 1 بُنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا

اگر اُس شعلہ رُو کو دوں پیامِ مجلس افروزی 2 زبانِ شمعِ خلوتخانہ دیتی ہے جواب اُس کا

عیاں کیفیتِ میخانہ ہے جوئے گلستاں میں 3 کہ مَے عکسِ شفق ہے،اور ساغر ہے حباب اُس کا

اُٹھائے ہیں جو میں افتادگی میں متصل صدمے 4 کروں گا اشک ہائے واچکیدہ سے حساب اُس کا

اسدؔ کے واسطے رنگے بروئے کار ہو پیدا 5 غبار، آوارۂ سرگشتہ ہے، یا بوترابؔ اُس کا

(44)

[1816]

جوشِ بہار، کلفتِ نظارہ ہے، اسدؔ 1 ہے ابر پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا

(45)

[1816]

عبادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا 1 نظر آتا ہے موئے شیشہ، رشتہ شمعِ بالیں کا

صدا ہے کوہ میں حشر آفریں، اے غفلت اندیشاں 2 پئے سنجیدنِ یاراں، ہو حامل خوابِ سنگیں کا

بجائے غنچہ وگل ہے ہجوم خار وخس، یاں تک 3 کہ صرفِ بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچیں کا

نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روئے عرق آگیں 4 چُنے ہے کہکشاں، خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا

بوقتِ کعبہ جوئی ہا، جرس کرتا ہے ناقوسی 5 کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بتخانۂ چیں کا

تپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فرامُش ہے 6 رکھا اِسپند نے مجمر میں پہلو گرم تمکیں کا

اسدؔ، اربابِ فطرت قدر دانِ لفظ ومعنیٰ ہیں 7 سخن کا بندہ ہوں، لیکن نہیں مشتاق تحسیں کا

(46)

[1816]

بہارِ رنگِ خونِ گل ہے، ساماں اشکباری کا 1 جنونِ برق، نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا

برائے حلِّ مشکل ہوں، زپا افتادۂ حسرت 2 بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیماں خاکساری کا

بوقتِ سرنگونی ہے، تصور، انتظارستاں 3 نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا

اسدؔ، ساغر کشِ تسلیم ہو، گردش سے گردوں کی 4 کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے، گلہ بدروزگاری کا

(47)

[1816]

شوخیِ نیرنگ، صیدِ وحشتِ طاؤس ہے 1 دام، سبزے میں ہے، پروازِ چمن تسخیر کا

لذتِ ایجادِ ناز، افسونِ عرضِ ذوقِ قتل 2 نعل، آتش میں ہے تیغِ یار سے، نخچیر کا

خشت پشتِ دستِ عجز وقالب آغوشِ وداع 3 پُر ہوا ہے سیل سے، پیمانہ کس تعمیر کا؟

وحشتِ خوابِ عدم، شورِ تماشا ہے، اسدؔ   4   جو مژہ جوہر نہیں آئینہ تعبیر کا

(48)

[1816]

طاؤس در رکاب ہے، ہر ذرّہ آہ کا   1   یارب، نفس، غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟

عزلت گزینِ بزم ہیں، واماندگانِ دید   2   مینائے مے ہے، آبلہ پائے نگاہ کا

ہر گام، آبلے سے ہے، دل درتہِ قدم   3   کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا!

جیب نیازِ عشق، نشاں دارِ ناز ہے   4   آئینہ ہوں، شکستنِ طرفِ کلاہ کا

(49)

[1816]

ہوس گستاخیِ آئینہ، تکلیفِ نظر بازی   1   بجیبِ آرزو پنہاں ہے، حاصل دلربائی کا

نظر بازی، طلسم وحشت آبادِ پرستاں ہے   2   رہا بیگانہ تاثیر، افسوں آشنائی کا

نپایا دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل نے   3   سوادِ خط پیشانی سے، نسخہ مومیائی کا

اسدؔ، یہ عجز و بیسامانیِ فرعون توام ہے   4   جسے تو بندگی کہتا ہے، دعوا ہے خدائی کا

(50)

[1816]

جہاں مٹ جائے سعیِ دید، خضرِ آبادِ آسایش   1   بجیبِ ہر نگہ پنہاں ہے، حاصل رہنمائی کا

بعجز آبادِ وہمِ مدعا تسلیمِ شوخی ہے   2   تغافل کو نکر مغرور تمکیں آزمائی کا

اسدؔ کا قصہ طولانی ہے، لیکن مختصر یہ ہے   3   کہ حسرت کش رہا عرضِ ستم ہائے جدائی کا

(51)

[1816]

فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا   1   دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دورِ ساغر کا

خطِ نوخیز کی، آئینے میں دی کس نے آرائش؟ 2 کہ ہے تہ بندیِ پر ہائے طوطی رنگ جوہر کا

گیا جو نامہ بر، واں سے برنگِ باختہ آیا 3 خطوطِ روئے قالیں، نقش ہے پشتِ کبوتر کا

شکستِ گوشہ گیراں، ہے فلک کو حاصل گردش 4 صدف سے آسیائے آب میں ہے دانہ گوہر کا

فزوں ہوتا ہے ہر دم جوشِ خونبازی، تماشا ہے 5 نفس کرتا ہے رگہائے مژہ پر کام نشتر کا

خیالِ شربتِ عیسیٰ گدازِ تر جبینی ہے 6 اسؔد، ہوں مست دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا

(52)

[1816]

کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا؟ 1 کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا

نہاں ہے مردمک میں، شوقِ رخسارِ فروزاں سے 2 سپند شعلہ نادیدہ صفت، انداز جستن کا

گدازِ دل کو کرتی ہے، کشودِ چشم، شب پیما 3 نمک ہے شمع میں جوں موم جادو، خوابِ بستن کا

نفس در سینہ ہائے ہمدگر رہتا ہے پیوستہ 4 نہیں ہے رشتہ الفت کو اندیشہ گستن کا

ہَوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی 5 کہ تھا آئینہ خور پر تصور زنگ بستن کا

تکلف عافیت میں ہے، دلا، بند قبا وا کر 6 نفس، بعد ازِ وصالِ دوست، تاواں ہے گستن کا

ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے 7 بہ بندِ گریہ ہے نقشِ بر آب، اندیشہ رَستن کا

عیادت سے، اسؔد، میں بیشتر بیمار ہوتا ہوں 8 سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں، سینہ خستن کا

(53)

[1821]

ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو 1 عدم کو لے گئے دل میں غبار صحرا کا

مرا شمول ہر ایک دل کے پیچ تاب میں ہے 2 میں مدّعا ہوں تپش نامۂ تمنا کا

(54)

[1816]

کرے، گر حیرتِ نظارہ، طوفاں نکتہ گوئی کا 1 حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے، بیضہ طوطی کا

بروئے قیس، دستِ شرم، ہے مژگانِ آہو سے 2 مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا
فسانِ تیغِ نازک قاتلاں، سنگِ جراحت ہے 3 دلِ گرمِ تپش، قاصد ہے پیغامِ تسلی کا
نہیں گرداب جز سرگشتگی ہائے طلب ہرگز 4 حبابِ بحر کے، ہے آبلوں میں خار ماہی کا
نیازِ جلوہ ریزی، طاقتِ بالیں شکستنہا 5 تکلف کو خیال آیا ہو گر بیمار پرسی کا
نہ بخشی فرصتِ یک شبنمستاں جلوۂ خور نے 6 تصور نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا
اسدؔ تاثیرِ صافیہائے حیرت جلوہ پرور ہو 7 گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکس زنگی کا

(55)

[1816]

زبس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا، وہم بسمل کا 1 چُرایا زخمہائے دل نے پانی تیغ قاتل کا
نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی 2 تماشائی ہوں، وحدتخانۂ آئینہ دل کا
شرر فرصت نگہ، سامانِ یک عالمِ چراغاں ہے 3 بقدرِ رنگ، یاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا
سراسر تاختن کو شش جہت یک عرصہ جولاں تھا 4 ہوا، واماندگی سے رہرواں کی، فرقِ منزل کا
مجھے راہِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں، غالبؔ 5 عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے، خامہ بیدلؔ کا

(56)

[1816]

وحشی بن صیاد نے ہم رمخوردوں کو کیا رام کیا 1 رشتۂ چاکِ جیب دریدہ، صرفِ قُماش دام کیا
عکس رخِ افروختہ تھا تصویر بہ پشتِ آئینہ 2 شوخ نے وقتِ حسن طرازی تمکیں سے آرام کیا
ساقی نے از بہرِ گریباں چاک موجِ بادۂ ناب 3 تارِ نگاہِ سوزن مینا، رشتۂ خط جام کیا
مہر بجائے نامہ لگائی برلبِ پیکِ نامہ رساں 4 قاتلِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا
شامِ فراقِ یار میں جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسدؔ 5 ماہ کو، در تسبیح کواکب، جائے نشین امام کیا

(57)

[1816]

خوشی جینے کی کیا مرنے کا غم کیا 1 ہماری زندگی کیا، اور ہم کیا

(58)

[1816]

دود میرا، سنبلستاں سے کرے ہے ہمسری 1 بسکہ ذوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا
شمع رویوں کی سر انگشتِ حنائی دیکھ کر 2 غنچۂ گل، پرفشاں پروانہ آسا، جل گیا
خانمان عاشقان، دوکانِ آتشباز ہے 3 شعلہ رُو جب ہو گئے گرمِ تماشا، جل گیا
تا کجا افسوسِ گرمیہائے صحبت؟ اے خیال 4 دل، بسوزِ آتشِ داغِ تمنا جل گیا

(59)

[1857+]

پیری میں بھی کمی نہ ہوئی تاک جھانک کی 1 روزن کی طرح، دید کا آزار رہ گیا
وہ مرغ ہے خزاں کی صعوبت سے بے خبر 2 آیندہ سال تک جو گرفتار رہ گیا

(60)

[1864]

ان دلفریبیوں سے نہ کیوں اُس پہ پیار آئے؟ 1 روٹھا جو بے گناہ، تو بے عذر من گیا

(61)

[1857+]

تھا تو خط، پر، نہ تھا جواب طلب 1 کوئی اس کا جواب کیا لکھتا

(62)

[1816]

خلوتِ آبلۂ پا میں ہے، جولاں میرا 1 خوں ہے، دل تنگی وحشت سے بیاباں میرا

ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے، طوفاں میرا 2 موجِ خمیازہ ہے، ہر زخمِ نمایاں میرا

عیشِ بازیکدۂ حسرتِ جاوید رسا 3 خونِ آدینہ سے رنگیں ہے، دبستاں میرا

حسرتِ نشۂ وحشت نہ بسعیِ دل ہے 4 عرضِ خمیازۂ مجنوں ہے گریباں میرا

عالمِ بیسروسامانی فرصت مت پوچھ 5 لنگرِ وحشتِ مجنوں ہے، بیاباں میرا

بے دماغ تپشِ رشک ہوں اے جلوۂ حسن 6 تشنۂ خونِ دل و دیدہ ہے پیماں میرا

فہم، زنجیریِ بیربطیِ دل ہے، یا رب! 7 کس زباں میں ہے لقب خوابِ پریشاں میرا

بہوس، دردِ سرِ اہلِ سلامت تا چند؟ 8 مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا

بوئے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی، اسد 9 دَے نے برباد کیا پیرہنستاں میرا

(63)

[1821]

رہِ خوابیدہ، تھی گردن کشِ یک درسِ آگاہی 1 زمیں کو سیلیِ اُستاد ہے، نقشِ قدم میرا

سراغ آوارہ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں 2 پرافشاں ہے غبارِ آنسوئے صحرائے عدم میرا

نہو وحشت کشِ درسِ سرابِ سطر آگاہی 3 غبارِ راہ ہوں، بیمدعا ہے پیچ وخم میرا

ہوائے صبح، یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے 4 دہانِ زخم پیدا کر، اگر کھانا ہے غم میرا

اسد، وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیِ دل ہوں 5 برنگِ موجِ مَے، خمیازۂ ساغر ہے، رم میرا

(64)

[1816]

زبس ہے ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا 1 رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ در مینا

درآبِ آئینہ از جوشِ عکسِ گیسوئے مشکیں 2 بہارِ سنبلستاں جلوہ گر ہے آں سوئے دریا

کہاں ہے دیدۂ روشن کہ دیکھے بےحجابانہ 3 نقابِ یار ہے از پردہ ہائے چشمِ نابینا

نہ دیجے پاسِ ضبطِ آبرو، وقتِ شکستن بھی 4 تحمل پیشۂ تمکین رہیے آئینہ آسا

اسدؔ، طبع متیں سے گر نکالوں شعر بر جستہ 5 شرر، ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا

(65)

[1821]

شورِ رسوائی دل دیکھ کہ یک نالۂ شوق 1 لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا
شوخیِ رنگِ حنا، خونِ وفا سے کب تک؟ 2 آخر، اے عہد شکن، تو بھی پشیماں نکلا
جوہر ایجادِ خط سبز ہے، خود بینیِ حسن 3 جو نہ دیکھا تھا، سو آئینے میں پنہاں نکلا
میں بھی مغرورِ جنوں ہوں، اسدؔ، اے خانہ خراب 4 پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا

(66)

[1821]

کارخانے سے جنوں کے بھی میں عریاں نکلا 1 میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا
ساغرِ جلوۂ سرشار ہے، ہر ذرّۂ خاک 2 شوقِ دیدار بلا آئینہ ساماں نکلا
کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں، لیکن آخر 3 جس کو دل کہتے تھے سو تیر کا پیکاں نکلا
کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں، یارب! 4 نقشِ ہر ذرّہ، سُویدائے بیاباں نکلا

(67)

[1816]

نزاکت، ہے فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا 1 شرارِ سنگ، اندازِ چراغ از جسم جستن ہا
سیہ مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں، جوہرِ مژگاں 2 شرار آسا، ز سنگِ سرمہ یکسر بارِ جستن ہا
دل از اضطراب آسودہ، طاعتگاہِ داغ آیا 3 برنگِ شعلہ ہے، مُہر نماز، از پا نشستن ہا
اسدؔ، ہر اشک ہے یک حلقہ بر زنجیر افزودن 4 یہ بندِ گریہ ہے نقش بر آب، امیدِ رستن ہا

(68)

[1816]

بسانِ جوہرِ آئینہ از ویرانیِ دلہا 1 غبارِ کوچہ ہائے موج ہے، خاشاکِ ساحلہا

نگہ کی ہم نے پیدا، رشتۂ ربطِ علائق سے 2 ہوئے ہیں پردہ ہائے چشمِ عبرت، جلوہ حائلہا

نہیں ہے، باوجودِ ضعف، سیرِ بیخودی آساں 3 رہِ خوابیدہ میں افگندنی ہے، طرح منزلہا

غریبی بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ 4 بوہمِ زر، گرہ میں باندھتے ہیں برق حاصلہا

تماشا کردنی ہے، انتظار آبادِ حیرانی 5 نہیں غیر از نگہ، چوں نرگستاں، فرشِ محفلہا

اسدؔ تارِ نفس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی 6 بنوکِ ناخنِ شمشیر کیجئے حلِ مشکلہا

(69)

[1816]

بشغلِ انتظارِ مہوشاں در خلوتِ شبہا 1 سرِ تارِ نظر، ہے رشتۂ تسبیحِ کوکبہا

کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابیہائے دل، گردوں 2 نہ نکلے خشت، مثلِ اُستخواں، بیرونِ قالبہا

عیادت ہائے طعن آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے 3 رفوئے زخم کرتی ہے، بنوکِ نیشِ عقربہا

کرے ہے حسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی 4 کہ ہے تہبندی خط سبزۂ خط در تۂ لبہا

فنا کو عشق ہے، بےمقصداں، حیرت پرستاراں 5 نہیں رفتارِ عمرِ تیز رو پابندِ مطلبہا

اسدؔ کو بت پرستی سے غرض دردِ آشنائی ہے 6 نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا

(70)

[1816]

گرمیِ دولت ہوئی آتشزنِ نامِ نِکو 1 خانۂ خاتم میں، یاقوتِ نگیں، اخگر ہوا

نشّے میں گم کردہ رہ آیا، وہ مستِ فتنہ خُو 2 آج رنگِ رفتہ، دورِ گردشِ ساغر ہوا

درد سے در پردہ دی، مژگاں سیاہاں نے، شکست 3 ریزہ ریزہ اُستخواں کا، پوست میں نشتر ہوا

زہد، گردیدن ہے گردِ خانہ ہائے مُنعماں 4 دانۂ تسبیح سے، میں مُہرہ در ششدر ہوا

اے بضبطِ حال خُو ناکردگاں، جوشِ جنوں 5 نشۂ مَے ہے، اگر یک پردہ نازک تر ہوا

اس چمن میں ریشہ واری جس نے سر کھینچا، اسدؔ 6 تر زبانِ شکرِ لطفِ ساقیِ کوثر ہوا

(71)

[......]

خاکِ عاشق، بسکہ ہے فرسودۂ پروازِ شوق 1 جادۂ ہر دشت تارِ دامنِ قاتل ہوا

(72)

[1816]

وردِ اسم حق سے، دیدارِ صنم حاصل ہوا 1 رشتۂ تسبیح، تارِ جادۂ منزل ہوا
محتسب سے تنگ ہے، از بسکہ کارِ میکشاں 2 رَز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا
قیسؔ نے از بسکہ کی سیرِ گریبانِ نفس 3 یک دو چین دامانِ صحرا، پردۂ محمل ہوا
وقتِ شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر 4 گوشِ نسریں عارضاں، پروانۂ محفل ہوا
عیب کا دریافت کرنا ہے ہنرمندی، اسدؔ 5 نقص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا

(73)

[1821]

نہوئی ہم سے رقم حیرتِ خطِ رخِ یار 1 صفحۂ آئینہ، جولانگہِ طوطی نہوا
وسعتِ رحمتِ حق دیکھ کہ بخشا جاوے 2 مجھ سا کافر کہ جو ممنونِ معاصی نہوا

(74)

[1816]

تنک ظرفوں کا رُتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا 1 حبابِ مے بصد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا
عجب، اے آبلہ پایاں، صحرائے نظر بازی 2 کہ تارِ جادۂ رہ رشتہ گوہر نہیں ہوتا
خوشا! عجزے کہ عاشق جل بجھے چوں شعلۂ خامش 3 کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا
تماشائے گل و گلشن ہے مفتِ سر بجیبی ہا 4 بہ از چاکِ گریباں، گلستاں کا در، نہیں ہوتا

نرکھ چشمِ حصولِ نفع صحبت ہائے ممسک سے   5   لبِ خشک صدف آب گہر سے تر نہیں ہوتا

نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں   6   کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا

صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا   7   صدف بن قطرۂ نیساں، اسدؔ، گوہر نہیں ہوتا

(75)

[.....]

گروہِ مستِ ناز دیوے گا صلائے عرضِ حال   1   خارِ گل، بہر دہانِ گل، زباں ہو جائے گا

گر شہادت آرزو ہے، نشّے میں گستاخ ہو   2   بالِ شیشے کا، رگِ سنگِ فساں ہو جائے گا

(76)

[1816]

بسکہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہو گیا   1   صفحۂ نامہ، غلافِ بالش پر ہو گیا

صورتِ دیبا تپش سے میری، غرقِ خوں ہے آج   2   خارِ پیراہن رگ بستر کو نشتر ہو گیا

بسکہ آئینے نے پایا گرمیِ رخ سے گداز   3   دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل، تر ہو گیا

شعلہ رخسارا، تحیر سے تری رفتار کے   4   خارِ شمعِ آئینہ، آتش میں جوہر ہو گیا

بسکہ وقتِ گریہ نکلا تیرہ کاری کا غبار   5   دامنِ آلودۂ عصیاں گراں تر ہو گیا

حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر، اے اسدؔ   6   نقشِ پائے خضر، یاں، سدِّ سکندر ہو گیا

(77)

[1816]

خط جو رخ پر جانشینِ ہالۂ مہ ہو گیا   1   لاہ دودِ شعلۂ جوالۂ مہ ہو گیا

حلقۂ گیسو کھلا دورِ خطِ رُخسار پر   2   ہالہ دیگر بہ گردِ ہالۂ مہ ہو گیا

شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب   3   پارۂ چاکِ کتاں پر کالۂ مہ ہو گیا

شب کہ وہ گل باغ میں تھا جولہ فرما، اے اسدؔ   4   داغِ مہ، جوشِ چمن سے، لالۂ مہ ہو گیا

ردیف "ب"

(78)

[1816]

بسکہ ہے میخانہ ویراں، چوں بیابانِ خراب 1 عکسِ چشمِ آہوئے رمخوردہ ہے، داغِ شراب

تیرگیِ ظاہری، ہے طبعِ آگہ کا نشاں 2 غافلاں، عکسِ سوادِ صفحہ ہے، گردِ کتاب

یک نگاہِ صاف، صد آئینۂ تاثیر ہے 3 ہے رگِ یاقوت، عکسِ خطِ جامِ آفتاب

ہے عرق افشاں مشی سے، ادہمِ مشکین یار 4 وقتِ شب اختر گنے ہے، چشمِ بیدارِ رکاب

ہے، شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی 5 ہر یک اختر ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب

بسکہ شرمِ عارضِ رنگیں سے حیرت جلوہ ہے 6 ہے شکستِ رنگِ گل، آئینہ پردازِ نقاب

شب کہ تھا نظارگی روئے بتاں کا، اے اسدؔ 7 گر گیا بامِ فلک سے صبح، طشتِ ماہتاب

(79)

[1816]

ہے بہاراں میں خزاں حاصل، خیالِ عندلیب 1 رنگِ گل آتشکدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب

عشق کو ہر رنگ شانِ حسن ہے مدِّ نظر 2 مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب

حیرتِ حسنِ چمن پیرا سے تیرے، رنگِ گل 3 بسملِ ذوقِ پریدن ہے ببالِ عندلیب

عمر میری ہوگئی صرفِ بہارِ حسنِ یار 4 گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب

منع مت کر حسن کی، ہم کو، پرستش سے کہ ہے 5 بادۂ نظارۂ گلشن، حلالِ عندلیب

ہے مگر موقوف بر وقتِ دگر، کارِ اسدؔ 6 اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب

(80)

[1860?]

خوشنودیِ احباب کا طالب، غالبؔ

(81)

[1854-57]

ملے، دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے، ہیں دو طالب　1　نظام الدین کو خسرو، سراج الدین کو غالبؔ

(82)

[1864]

کوئی اس کا جواب دو صاحب　1　سائلوں کا ثواب لو صاحب

ردیف ''ت''

(83)

[1816]

جاتا ہوں جدھر سب کی اٹھے ہے اُدھر انگشت　1　یکدست جہاں مجھ سے پھرا ہے مگر انگشت
میں الفتِ مژگاں میں جو انگشت نما ہوں　2　لگتی ہے تجھے تیر کے مانند، ہر انگشت
ہر غنچۂ گل، صورتِ یک قطرۂ خوں ہے　3　دیکھا ہے کسو کا جو حنا بستہ سر انگشت
گرمی ہے زباں کی، سببِ سوختنِ جاں　4　ہر شمع، شہادت کو ہے یاں سر بسر ہر انگشت
خوں دل میں جو میرے نہیں باقی، تو پھر اُس کی　5　چوں ماہیِ بے آب، تڑپتی ہے ہر انگشت
شوخی تری کہدیتی ہے احوال ہمارا　6　رازِ دلِ صد پارہ کی ہے پردہ در انگشت
کس رتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ چوں گل　7　آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت

(84)

[1816]

چشم بند خلق، غیر از نقشِ خود بینی نہیں　1　آئینہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست

برق خرمن زارِ گوہر ہے، نگاہِ تیز، یاں 2 اشک ہوجاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست

ہے سوار نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے 3 آفتابِ روزِ محشر ہے، گلِ دستارِ دوست

لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے، اسدؔ 4 آتشِ مَے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست

(85)

[1812+]

دو عالم کی ہستی پہ خطِ فنا کھینچ 1 دل و دستِ اربابِ ہمت سلامت!

نہیں گر بکامِ دلِ خستہ، گردوں 2 جگر خائیِ جوشِ حسرت سلامت!

نہ اوروں کی سنتا، نہ کہتا ہوں اپنی 3 سرِ خستہ و شورِ وحشت سلامت!

وفُورِ وفا ہے، ہجوم بلا ہے 4 سلامت ملامت، ملامت سلامت!

نہ فکرِ سلامت، نہ بیمِ ملامت 5 ز خود رفتگی ہائے حیرت سلامت!

رہے، غالبؔ خستہ، مغلوبِ گردوں 6 یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت!

ردیف ''ث''

(86)

[1816]

دودِ شمع کشتۂ گل، بزم سامانی عبث 1 یک شبہ آشفتہ نازِ سنبلستانی عبث

ہے، ہوس، محمل بدوشِ شوخیِ ساقیِ مست 2 نشۂ مَے کے تصور میں نگہبانی عبث

باز ماند نہائے مژگاں، ہے یک آغوشِ وداع 3 عید، در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث

جز غبارِ کردہ سیر، آہنگی پرواز کو؟ 4 بلبلِ تصویر و دعوائے پر افشانی عبث

سر نوشتِ خلق، ہے طغرائے عجزِ اختیار 5 آرزوہا خار خارِ چینِ پیشانی عبث

جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جز موجِ سراب 6 وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث

دست برہم سودہ ہے، مژگانِ خوابیدہ، اسدؔ 7 اے دل از کف دادۂ غفلت، پشیمانی عبث

(87)

[1816]

نازِ لطف عشقِ با وصفِ توانائی عبث 1 رنگ ہے سنگِ محک، دعوائے مینائی عبث
ناخنِ دخل عزیزاں، یک قلم ہے نقب زن 2 پاسبانیِ طلسمِ گنج تنہائی عبث
محمل پیمانۂ فرصت ہے بر دوشِ حباب 3 دعویٰ دریا کشی و نشّہ پیمائی عبث
جانِ عاشق حامل صد غلبۂ تاثیر ہے 4 ،دل کو، اے بیداد خو، تعلیم خارائی عبث
یک نگاہِ گرم ہے، چوں شمع، سرتا پا گداز 5 بہر از خود رفتگاں، رنجِ خود آرائی عبث
قیس بھاگا شہر سے، شرمندہ ہو کر، سوئے دشت 6 بن گیا تقلید سے میری، یہ سودائی عبث
اے اسدؔ، بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز 7 عالمِ تسلیم میں یہ دعوا آرائی عبث

ردیف ”ج“

(88)

[1816]

معزولیِ تپش ہوئی افراطِ انتظار 1 چشمِ کشودہ، حلقۂ بیرونِ در ہے آج
حیرت فروشِ صد نگرانی ہے، اضطرار 2 ہر رشتہ چاکِ جیب کا، تارِ نظر ہے آج
ہوں داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار 3 نورِ چراغِ بزم سے جوشِ سحر ہے آج
کرتی ہے عاجزی سفرِ سوختن تمام 4 پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج
تا صبح بہ ہے منزلِ مقصد رسیدنی 5 دودِ چراغِ خانہ، غبارِ سفر ہے آج
دور اوفتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ 6 مرغِ خیال، بلبلِ بے بال و پر ہے آج

(89)

[1816]

رنگریزِ جسم و جاں نے از خمستانِ عدم 1 خرقۂ ہستی نکالا ہے برنگِ احتیاج

(90)

[1816]

حبِّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج 1 جنبشِ ہر برگ سے، ہے گل کے لب کو اختلاج
طفلِ شوخِ غنچۂ گل، بسکہ، ہے وحشی مزاج 2 شاخِ گل جنبش میں ہے، گہوارہ آسا، ہر نفس
چشمِ مست یار سے، ہے گردنِ مینا پہ باج 3 سیرِ ملکِ حسن کر، میخانہ ہا نذرِ خمار
قہرمانِ عشق میں، حسرت سے لیتے ہیں خراج 4 گریہ ہائے بیدلاں، گنجِ شرر در آستیں
حسرتِ فرصت جہاں دیتی ہے حیرت کو رواج 5 ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم
پنجۂ مژگاں بخود بالیدنی رکھتا ہے آج 6 اے اسدؔ، ہے مستعد شانۂ گیسو شدن

ردیف "چ"

(91)

[1816]

جوں بوئے غنچہ، یک نفسِ آرمیدہ کھینچ 1 بیدل، نہ نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ کھینچ
دردِ طلب بہ آبلۂ نادمیدہ کھینچ 2 یک مشتِ خوں ہے، پرتوِ خور سے، تمام دشت
پائے نظر بدامنِ شوقِ دویدہ کھینچ 3 پیچیدگی، ہے حاملِ طومارِ انتظار
اے خارِ دشت، دامنِ شوقِ رمیدہ کھینچ 4 برقِ بہار سے ہوں میں پا در حنا ہنوز
یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ کھینچ 5 بیخود بلطفِ چشمکِ عبرت ہے، چشمِ صید
فرشِ طرب بہ گلشنِ ناآفریدہ کھینچ 6 بزمِ نظر ہیں بیضۂ طاؤسِ خلوتاں
ساغر بہ بارگاہِ دماغِ رسیدہ کھینچ 7 دریا بساطِ دعوتِ سیلاب ہے، اسدؔ

(92)

[1821]

نہ کہہ کہ طاقتِ رسوائی وصال نہیں 1 اگر یہی عرقِ فتنہ ہے، مکرر کھینچ

جنونِ آئینہ، مشتاقِ یک تماشا ہے 2 ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ

خمارِ منّتِ ساقی اگر یہی ہے، اسدؔ 3 دل گداختہ کے میکدے میں ساغر کھینچ

(93)

[1816]

قطعِ سفر ہستی و آرامِ فنا ہیچ 1 رفتار نہیں بیشتر از لغزشِ پا ہیچ

حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی 2 ہستی نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا ہیچ

تمثال گداز آئینہ، ہے عبرت بینش 3 نظارہ تحیّر، چمنستان بقا ہیچ

گلزارِ دمیدن، شررستان رمیدن 4 فرصتِ تپش، و حوصلۂ نشوونما ہیچ

آہنگِ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے 5 ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ

کس بات پہ مغرور ہے، اے عجزِ تمنا؟ 6 سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ

آہنگِ اسدؔ میں نہیں جز نغمۂ بیدلؔ 7 ''عالم ہمہ افسانۂ ما دارد، و ما ہیچ

ردیف ''ح''

(94)

[1816]

دعویِ عشقِ بتاں سے بگلستاں گل و صبح 1 ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح

ساقِ گلرنگ سے، اور آئینہ زانو سے 2 جامہ زیبوں کے سدا ہیں، تہِ داماں گل و صبح

وصلِ آئینہ رخاں، ہم نفسِ یک دیگر 3 ہیں دعاہائے سحرگاہ سے خواہاں گل و صبح

آئینہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر 4 بسکہ ہیں بیخود و وارفتہ و حیراں گل و صبح

زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند، اسدؔ 5 غفلت آرامیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح

ردیف "د"

(95)

[1821]

تھی، نگہ میری نہانخانۂ دل کی نقاب 1 بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد
تھا میں گلستۂ احباب کی بندش کی گیاہ 2 متفرق ہوئے میرے رفقا میرے بعد

(96)

[1816]

تو پست فطرت اور خیال بسا بلند 1 اے طفلِ خود معاملہ، قد سے عصا، بلند
ویرانیے، جز آمد و رفتِ نفس نہیں 2 ہے کوچہ ہائے نے میں غبارِ صدا، بلند
رکھتا ہے انتظارِ تماشائے حسن دوست 3 مژگانِ باز ماندہ سے، دستِ دعا، بلند
موقوف کیجئے یہ تکلف نگاریاں 4 ہوتا ہے، ورنہ شعلۂ رنگِ حنا بلند
قربانِ اوج ریزیٔ چشمِ حیا پرست 5 یک آسماں ہے، مرتبۂ پشتِ پا، بلند
ہے، دلبری، کمینگرِ ایجادِ یک نگاہ 6 کارِ بہانہ جوئیٔ چشمِ حیا، بلند
بالیدگی نیازِ قدِ جانفزا، اسدؔ 7 در ہر نفس بقدرِ نفس ہے، قبا، بلند

(97)

[1816]

حسرتِ دست گہ و پائے حمل تا چند؟ 1 رگِ گردن، خطِ پیمانۂ بے مُل تا چند؟
ہے گلیمِ سیہ بختِ پریشاں، کاکل 2 موئنہ بافتنِ ریشۂ سنبل تا چند؟
کوکبِ بخت، بجز روزنِ پُر دود نہیں 3 عینکِ چشمِ جنوں، حلقۂ کاکل تا چند؟
چشم بے خونِ دل، و دل تہی از جوشِ نگاہ 4 بزباں عرضِ فسون، ہوسِ گل تا چند؟

بزم داغِ طرب، و باغ گشادِ پرِ رنگ 5 شمع وگل تا کے؟ و پروانہ و بلبل تا چند؟
نالہ دامِ ہوس، و دردِ اسیری معلوم 6 شرحِ بر خود غلطیہائے تحمل تا چند؟
جوہرِ آئینہ، فکرِ سخن موئے دماغ 7 عرضِ حسرت، پسِ زانوئے تامّل تا چند؟
سادگی، ہے عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا 8 ناکسی، آئینہ نازِ توکل تا چند؟
اسدؔ خستہ، گرفتارِ دو عالم اوہام 9 مشکل آساں کن یک خلق، تغافل تا چند؟

(98)

[1816]

بکامِ دل کریں کس طرح گمرہاں، فریاد؟ 1 ہوئی ہے، لغزشِ پا لکنتِ زباں، فریاد!
کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی 2 ز دستِ مشتِ پر و خار آشیاں فریاد!
نوازشِ نفسِ آشنا کہاں؟ ورنہ 3 برنگِ نَے ہے نہاں در ہر اُستخواں فریاد!
تغافل، آئینہ دارِ خموشیِ دل ہے 4 ہوئی ہے محو بتقریبِ امتحاں فریاد!
ہلاکِ بیخبری، نغمۂ وجود و عدم 5 جہان واہلِ جہاں سے، جہاں جہاں فریاد!
جوابِ سنگدلیہائے دشمناں، ہمت 6 ز دست شیشہ دلیہائے دوستاں فریاد!
ہزار آفت و یک جان بے نوائے اسدؔ 7 خدا کے واسطے، اے شاہِ بیکساں فریاد!

(99)

[1816]

بسکہ وہ پاکوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد 1 ہے غلافِ دفچۂ خرشید، ہر یک گرد باد
طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگ جوییہائے یار 2 ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ، خنجر، مستزاد
ہاتھ آیا زخمِ تیغِ یار سا پہلو نشیں 3 کیوں نہ ہووے آج کے دن بےکسی کی روح شاد؟
کیجئے آہوئے ختن کو خضرِ صحرائے طلب 4 مشک ہے سنبلستانِ زلف میں، گردِ سواد
ہم نے سوزِ زخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی 5 گل ہوا ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد

بسکہ ہیں در پردہ معروفِ سیہ کاری تمام 6 آستر ہے خرقۂ زہاد کا، صوفِ مداد
تیغ در کف، کف بلب آتا ہے قاتل اس طرف 7 مژدہ باد، اے آرزوئے مرگِ غالب؟، مژدہ باد

ردیف "د"

(100)

[1816]

خط نوخیز، نیلِ چشم زخمِ صافیِ عارض 1 لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بچنگ، آخر
ہلال آسا تہی رہ، گر کشادنہائے دل چاہے 2 ہوا، مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ، آخر
تڑپ کر مر گیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا 3 ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت، زخمِ خدنگ، آخر
لکھی یاروں کی بدمستی نے میخانے کی پامالی 4 ہوئی قطرہ فشانیہائے مے بارانِ سنگ، آخر
اسؔد، پیری میں بھی آہنگ شوقِ یار قائم ہے 5 نہیں ہے نغمے سے خالی، خمیدنہائے چنگ، آخر

(101)

[1816]

دِیا یاروں نے بیہوشی میں درماں کا فریب آخر 1 ہُوا، سکتے سے، میں آئینہ دستِ طبیب، آخر
رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے 2 ملیں گے منزلِ الفت میں ہم اور عندلیب، آخر
غرورِ ضبط، وقتِ نزع ٹوٹا بیقراری سے 3 نیازِ پر فشانی ہوگیا صبر و شکیب، آخر
اسؔد کی طرح میری بھی، بغیر از صبحِ رخساراں 4 ہوئی شام جوانی، اے دلِ حسرت نصیب آخر

(102)

[1812]

نیاز عشق، خرمن سوزِ اسبابِ ہوس بہتر 1 جو، ہو جاوے نثارِ برق مشتِ خار و خس بہتر

(103)

[1816]

بسکہ مائل ہے وہ رشکِ ماہتاب آئینے پر 1 ہے نفس، تارِ شعاعِ آفتاب، آئینے پر

بازگشت جادہ پیمائے رہِ حیرت کہاں؟ 2 غافلاں، غش جان کر، چھڑکے ہیں آب آئینے پر

بدگماں کرتی ہے عاشق کو خودآرائی تری 3 بیدلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر

ناز خود بینی کے باعث، مجرمِ صد بیگناہ 4 جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ تاب آئینے پر

مدعی، میری صفائے دل سے ہوتا ہے خجل 5 ہے تماشا، زِشت رویوں کا عتاب آئینے پر

سدِّ اسکندر بنے بہرِ نگاہِ گلرخاں 6 گر کرے یوں امر، نہی بوتراب آئینے پر

دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے، غالبؔ کیا کیا؟ 7 رکھ دیا پہلو بوقتِ اضطراب آئینے پر

(104)

[1816]

ناتوائی نے نہ چھوڑا بسکہ بیش از عکسِ جسم 1 مفت واگستردنی ہے، فرشِ خواب آئینے پر

(105)

[1821]

دل خونیں جگر بے صبر، وفیضِ عشق مستغنی 1 الٰہی یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر

(106)

[1816]

فسونِ یکدلی ہے لذّتِ بیداد دشمن پر 1 کہ وجدِ برق، چوں پروانہ، بال افشاں ہے خرمن پر

تکلف، خارِ خارِ التماسِ بیقراری ہے 2 کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشت سوزن پر

یہ کیا وحشت ہے؟ اے دیوانے پیش از مرگ 3 رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر
واویلا

(107)

[1816]

بنیش، بسعیِ ضبطِ جنوں، نوبہار تر 1 دل، در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر
قاتل بعزمِ ناز، و دل از زخم درگداز 2 شمشیر آبدار، و نگہ آبدار تر
ہے کسوتِ عروجِ تغافل، کمالِ حسن 3 چشمِ سیہ، بمرگِ نگہ، سوگوار تر
سعیِ خرام، کاوشِ ایجادِ جلوہ ہے 4 جوشِ چکیدنِ عرق، آئینہ کار تر
ہر گردباد، حلقۂ فتراکِ بیخودی 5 مجنونِ دشتِ عشق، تحیر شکار تر
اے چرخ، خاک برسرِ تعمیرِ کائنات 6 لیکن بنائے عہدِ وفا اُستوار تر
سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ 7 جتنا کہ، نا امید تر، امیدوار تر
آئینہ داغِ حیرت، و حیرت شکنجِ یاس 8 سیماب بیقرار و اسدؔ بیقرار تر

(108)

[1816]

دنداں کا خیال، چشمِ تر، کر 1 ہر دانۂ اشک کو گہر کر
آتی نہیں نیند، اے شبِ تار 2 افسانۂ زلفِ یار سر کر
اے دل، بخیالِ عارضِ یار 3 یہ شامِ غم آپ پر سحر کر
ہر چند امید دورتر ہو 4 اے حوصلے، سعی بیشتر کر
میں آپ سے جا چکا ہوں، اب بھی 5 اے بیخبری، اُسے خبر کر
افسانہ، اسدؔ بایں درازی 6 اے غمزدہ، قصہ مختصر کر

(109)

[1816]

شیشہ آتشیں، رخ پرُنور 1 عرق از خط چکیدہ، روغنِ مور
بسکہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں 2 مردمک سے ہے خیال برلبِ گور

بار لائی ہے دانہ ہائے سرِ شک 3 مژہ، ہے ریشۂ رزِ انگور
ظلم کرنا گدائے عاشق پر 4 نہیں شاہانِ حسن کا دستور
دوستو، مجھ ستم رسیدہ سے 5 دشمنی ہے، وصال کا مذکور
زندگانی پہ اعتماد غلط 6 ہے کہاں قیصر اور کہاں فغفور؟
کیجئے، جوں اشک، اور قطرہ زنی 7 اے اسدؔ، ہے ہنوز دلی دور

(110)

[1860]

خدا سے میں بھی چاہوں از رہِ مہر 1 فروغِ میرزا حاتم علی مہر

ردیف ”ز“

(111)

[1821]

فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ 1 نگاہ عکس فروش و خیال آئینہ ساز
ہنوز، اے اثرِ دید، ننگِ رسوائی 2 نگاہ فتنہ خرام، و درِ دو عالم باز
ز بس کہ جلوۂ صیاد حیرت آرا ہے 3 اڑی ہے صفحۂ خاطر سے صورتِ پرواز
ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے 4 کہ شیشہ نازک، و صہبا ہے آبگینہ گداز
اسدؔ سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنیٰ ہے 5 کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز

(112)

[1816]

کو بیابانِ تمنا و کجا جولانِ عجز؟ 1 آبلے پا کے، ہیں یاں رفتار کو دندانِ عجز
ہو قبولِ کم نگاہی، تحفۂ اہلِ نیاز 2 اے دل واے جانِ ناز، اے دین واے ایمانِ عجز

بوسۂ پا، انتخابِ بدگمانیہائے حسن 3 یاں ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز

حسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمیہائے ناز 4 عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز

اضطرابِ نارسائی، مایہ شرمندگی 5 ہے عرق ریزی خجلت، جوششِ طوفانِ عجز

وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو 6 قامتِ خوباں، ہو محراب نیازستانِ عجز

بسکہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسدؔ 7 گرد باد اس راہ کا، ہے عقدۂ پیمانِ عجز

(113)

[1816]

میں ہوں سرابِ یک تپش آموختن ہنوز 1 زخمِ جگر ہے تشنۂ لب دوختن ہنوز

اے شعلہ، فرصتے کہ سویدائے دل سے ہوں 2 کِشتِ سپند صد جگر اندوختن ہنوز

فانوسِ شمع ہے کفنِ کشتگان شوق 3 در پردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز

مجنوں، فسونِ شعلہ خرامی فسانہ ہے 4 ہے شمعِ جادہ، داغ نیفروختن ہنوز

کو یک شرر؟ کہ سازِ چراغاں کروں، اسدؔ 5 بزمِ طرب ہے پردگیِ سوختن ہنوز

(114)

[1816]

داغِ اطفال ہے دیوانہ بکہسار ہنوز 1 خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز

خانہ ہے، سَیل سے، خوکردۂ دیدار ہنوز 2 دوربیں در زدہ ہے رخنۂ دیوار ہنوز

آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس 3 چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز

کیوں ہوا تھا طرفِ آبلہ پا، یارب؟ 4 جادہ، ہے وا شدنِ پیچشِ طومار ہنوز

ہوں خموشی چمن حسرتِ دیدار، اسدؔ 5 مژہ ہے شانہ کشِ طرّہ گفتار ہنوز

(115)

[1816]

1 بیگانۂ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز — وہ سبزہ سنگ پر نہ اُگا، کوہکن ہنوز
2 یارب، یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا؟ — ہے ربطِ مشک و داغِ سوادِ ختن ہنوز
3 جوں جادہ، سر بکوئے تمنائے بیدلی — زنجیرِ پا ہے رشتہ حب الوطن ہنوز
4 میں دور گردِ قربِ بساطِ نگاہ تھا — بیرونِ دل نہ تھی تپشِ انجمن ہنوز
5 تھا مجھ کو خار خارِ جنونِ وفا، اسدؔ — سُوزن میں تھا نہُفتہ گلِ پیرہن ہنوز

(116)

[1816]

1 حسنِ خودآرا کو ہے مشقِ تغافل ہنوز — ہے کفِ مشاطہ میں آئینہ گل ہنوز
2 سادگیِ یک خیالی، شوخیِ صد رنگ نقش — حیرت آئینہ ہے جیبِ تأمل ہنوز
3 سادہ و پُرکارتر، غافل و ہشیارتر — مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سنبل ہنوز
4 ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکیں گراں — سیلی اُستاد ہے ساغر بے مُل ہنوز
5 شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بیخبر — شاخِ گلِ نغمہ ہے، نالہ بلبل، ہنوز
6 دل کی صدائے شکست سازِ طرب ہے، اسدؔ — شیشۂ بے بادہ سے چاہے ہے قلقل ہنوز

(117)

[1816]

1 چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تأمل ہنوز — غنچے میں دلتنگ ہے، حوصلۂ گل ہنوز
2 دل میں ہے، سودائے زلف مستِ تغافل ہنوز — ہے مژۂ خوابناک ریشۂ سنبل ہنوز

پرورش نالہ ہے وحشتِ پرواز سے 3 ہے تہِ بالِ پری بیضۂ بلبل ہنوز

عشق کمینگاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد 4 دامِ تہِ سبزہ ہے، حلقۂ کاکل ہنوز

لذتِ تقریرِ عشق، پردگیِ گوشِ دل 5 جوہرِ افسانہ ہے عرضِ تجمل ہنوز

آئینہ امتحاں، نذرِ تغافل، اسدؔ 6 شش جہت اسباب ہے وہمِ توکل ہنوز

(118)

[1816]

نہ بندھا تھا بعدم نقشِ دلِ مور ہنوز 1 تب سے ہے یاں دہن یار کا مذکور ہنوز

سبزہ ہے نوکِ زبانِ دہنِ گور ہنوز 2 حسرتِ عرضِ تمنا میں ہوں رنجور ہنوز

صد تجلی کدہ ہے صرفِ جبینِ غربت 3 پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طورؔ ہنوز

زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار 4 جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز

پا، پر از آبلہ راہِ طلبِ مَے میں ہوا 5 ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز

گل کھلے غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی 6 سرخوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز

اے اسدؔ تیرگی بختِ سیہ ظاہر ہے 7 نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز

ردیف ''س''

(119)

[1816]

کرتا ہے، بیادِ بتِ رنگیں، دلِ مایوس 1 رنگ ز نظر رفتہ، حنائے کفِ افسوس

تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا؟ 2 ہے بالشِ دل سوختگاں میں، پرِ طاؤس

حیرت سے ترے جلوے کی، از بسکہ، ہیں بیکار 3 خور، قطرۂ شبنم میں ہے، چوں شمع بفانوس

دریافتنِ صحبتِ اغیار غرض ہے 5 اے نامہ رساں نامہ رساں چاہئے جاسوس

ہے مشق اسدؔ دستگہِ وصل کی منظور 6 ہوں خاک نشیں از پئے ادراک قدم بوس

(120)

[1867]

سنینِ عمر کے ستر، ہوئے شمار، برس 1 بہت جیوں، تو جیوں اور تین چار برس

(121)

[1867]

دشتِ الفت میں ہے خاکِ کشتگاں محبوس وبس 1 پیچ تابِ جادہ، ہے خطِّ کفِ افسوس وبس

نیم رنگیہائے شمعِ محفلِ خوباں سے ہے 2 پیچکِ مہ، صرفِ چاکِ پردۂ فانوس وبس

ہے تصور میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں 3 کاسۂ زانو، ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس وبس

کفر ہے، غیر از وفورِ شوق، رہبر ڈھونڈھنا 4 راہِ صحرائے حرم میں ہے، جرس، ناقوس وبس

یک جہاں گل، تختۂ مشقِ شگفتن ہے، اسدؔ 5 غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس

(122)

[1821]

کب فقیروں کو رسائی بُتِ میخوار کے پاس؟ 1 تو بنے بو دیجیے میخانے کی دیوار کے پاس

(123)

[1816]

حاصلِ دلبستگی ہے عمرِ کوتہ اور بس 1 وقتِ عرض عُقدہ ہائے متصل تارِ نفس

کیوں نہ طوطیِ طبیعت نغمہ پیرائی کرے 2 باندھتا ہے، رنگِ گل، آئینہ تا چاکِ قفس

اے ادا فہماں، صدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں 3 ہے بصحرائے تحیّر، چشمِ قربانی، جرس

تیز تر ہوتا ہے خشمِ تندخویاں عجز سے 4 ہے رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ، خار وخس

سختیِ راہِ محبت، منعِ دخلِ غیر ہے 5 پیچ تابِ جادہ، ہے یاں جوہرِ تیغِ عَسَس

اے اسدؔ ہم خود اسیرِ رنگ و بوئے باغ ہیں 6 ظاہرا، صیادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس

ردیف ”ش“

(124)

[1816]

ہوئی ہے بسکہ صرفِ مشقِ تمکیں بہار، آتش 1 باندازِ حنا، ہے رونقِ دستِ چنار آتش

شرر، ہے رنگ، بعد اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں 2 کرے ہے سنگ پر، خرشید آب، روئے کار آتش

گدازِ موم ہے افسوسِ ربطِ پیکر آرائی 3 نکالے کب نہالِ شمع بے تخمِ شرار آتش

خیالِ دود، تھا سرجوشِ سودائے غلط فہمی 4 اگر رکھتی نہ خاکسترنشینی کا غبار، آتش

ہوائے پرفشانی، برقِ خرمنہائے خاطر ہے 5 ببالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زار، آتش

نہیں برق و شرر، جز وحشت و ضبطِ تپیدنہا 6 بلا گردانِ بے پروا خرامیہائے یار، آتش

دھویں سے آگ کے، اک ابرِ دریا بار ہو پیدا 7 اسدؔ، حیدرؔ پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش

(125)

[1816]

باقلیمِ سخن ہے جلوۂ گردِ سواد، آتش 1 کہ ہے، دودِ چراغاں سے، ہیولائے مداد آتش

اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی 2 نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گردباد، آتش

کرے ہے لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں 3 بتقریبِ نگارشہائے سطرِ شعلہ یاد، آتش

دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا 4 نہو بالیدہ، غیر از جنبشِ دامانِ باد، آتش

اسدؔ قدرت سے حیدرؔ کی، ہوئی ہر گبر و ترسا کو 5 شرارِ سنگِ بت ہے، بر بنائے اعتقاد، آتش

(126)

[1812]

یاد آیا جو وہ کہنا کہ نہیں، واہ غلط 1 کی، تصور نے بصحرائے ہوس راہ، غلط

ردیف "ع"

(127)

[1816]

شمع سے ہے، بزمِ انگشتِ تحیر در دہن 1 شعلۂ آوازِ خوباں پر، بہنگام سماع
جوں پرِ طاؤس، جوہر تختہ مشقِ رنگ ہے 2 بسکہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع
رنجشِ حیرت سرشتاں سینہ صافی پیشکش 3 جوہرِ آئینہ ہے یاں، گردِ میدانِ نزاع
چار سوئے دہر میں بازار غفلت گرم ہے 4 عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع
آشنا، غالبؔ نہیں ہیں دردِ دل کے آشنا 5 ورنہ کس کو میرے افسانے کی تاب استماع؟

ردیف "غ"

(128)

[1816]

بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منعِ بارِ باغ 1 ہے، زبانِ پاسباں، خارِ سرِ دیوارِ باغ
کون آیا جو چمن بیتابِ استقبال ہے؟ 2 جنبشِ موجِ صبا، ہے شوخیِ رفتار باغ
میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ خمار 3 مردمِ چشمِ تماشا، نقطۂ پرکارِ باغ
آتشِ رنگِ رخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ 4 ہے دلِ سردِ صبا سے، گرمیِ بازارِ باغ
کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے؟ 5 نَے زبانِ غنچہ گویا، نَے زبانِ خار باغ
جوشِ گل، کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسدؔ 6 زیرِ مشقِ شعر، ہے نقش از پئے احضار باغ

(129)

[1816]

عشّاق، اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ 1 دیتا ہے اور، جوں گل و شبنم، بہار داغ

جوں چشم، باز ماندہ ہے ہر یک بسوئے دل　2　رکھتا ہے داغِ تازہ کا یاں انتظار، داغ

بے لالہ عارضاں مجھے گلگشت باغ میں　3　دیتی ہے، گرمیِ گل و بلبل، ہزار داغ

جوں اعتماد، نامہ و خط کا ہو مُہر سے　4　یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار، داغ

ہوتے ہیں محو جلوۂ خور سے، ستارگاں　5　دیکھ اُس کو دل سے مٹ گئے بے اختیار، داغ

وقتِ خیالِ جلوۂ حسنِ بتاں، اسدؔ　6　دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار، داغ

ردیف "ف"

(130)

[1816]

نامہ بھی لکھتے ہو، تو بخطِّ غبار، حیف!　1　رکھتے ہو مجھ سے اتنی کدورت، ہزار حیف

بیش از نفس، بتاں کے کرم نے وفا نکی　2　تھا محملِ نگاہ بدوشِ شرار، حیف

تھے میرے ہی جلانے کو، اے آہِ شعلہ ریز　3　گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف

گل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا　4　گھبرا رہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف

ہیں میری مشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں　5　پائی جگہ بھی دل میں، تو ہو کر غبار، حیف

بنتا، اسدؔ، میں سرمۂ چشم رکابِ یار　6　آیا نہ میری خاک پہ وہ شہسوار، حیف

(131)

[1816]

عیسیِ مہرباں ہے شفاریز یک طرف　1　درد آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف

سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن　2　خوابِ گرانِ خسروِ پرویز یک طرف

خرمن بباد دادۂ دعوی ہیں، ہو، سو ہو　3　ہم یک طرف ہیں، برقِ شرربیز یک طرف

مفتِ دل و جگر، خلشِ غمزہ ہائے ناز　4　کاوش فروشیِ مژۂ تیز یک طرف

ہر مو، بدن پہ شہپر پرواز ہے مجھے　5　بیتابیِ دل تپش انگیز یک طرف

یک جانب، اے اسدؔ شب فرقت کا بیم ہے 6 دامِ ہوس ہے، زلفِ دلاویز، یک طرف

ردیف "ک"

(132)

[1812ء]

آئے ہیں پارہ ہائے جگر درمیانِ اشک 1 لایا ہے لعلِ بیش بہا، کاروانِ اشک

ظاہر کرے ہے جنبشِ مژگاں سے مدّعا 2 طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ، زبانِ اشک

میں وادیِ طلب میں ہوا جملہ تن عرق 3 از بسکہ صرفِ قطرہ زنی تھا بسانِ اشک

رونے نے طاقت اتنی نچھوڑی کہ یک بار 4 مژگاں کو دوں فشار، پئے امتحانِ اشک

دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار 5 باغِ بخوں تپیدن، و آبِ روانِ اشک

سیلِ بنائے ہستیِ شبنم ہے، آفتاب 6 چھوڑے نہ چشم میں، تپشِ دل، نشانِ اشک

ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں، اسدؔ 7 ہے بر سرِ مژہ نگراں، دیدبانِ اشک

(133)

[1824]

دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک 1 وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک

ہم سخن اور ہمزباں، حضرتِ قاسمؔ و طپاںؔ 2 ایک طپشؔ کا جانشین، دردؔ کا یادگار ایک

نقدِ سخن کے واسطے، ایک عیارِ آگہی 3 شعر کے فن کے واسطے، مایۂ اعتبار ایک

ایک وفا و مہر میں، تازگیِ بساطِ دہر 4 لطف و کرم کے باب میں، زینتِ روزگار ایک

گلکدۂ تلاش کو، ایک ہے رنگ، ایک بو 5 ریختے کے قماش کو، پود ہے ایک، تار ایک

مملکتِ کمال میں، ایک امیرِ نامور 6 عرصۂ قیل و قال میں، خسرو نامدار ایک

گلشنِ اتفاق میں، اک بہارِ بے خزان 7 میکدۂ وفاق میں، بادۂ بے خمار ایک

زندۂ شوقِ شعر کو، ایک چراغِ انجمن 8 کشتۂ ذوقِ شعر کو، شمعِ سرِ مزار ایک

دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا 9 ایک محبِ چار یار، عاشقِ ہشت وچار ایک

جانِ وفا پرست کو، ایک شمیم نو بہار 10 فرقِ سبزہ مست کو، ابرِ تگرگ بار ایک

لایا ہے، کہہ کے یہ غزل شائبہ ریا سے دور 11 کرکے دل وزبان کو، غالبؔ خاکسار ایک

(134)

[1821]

تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عمر 1 سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں، سحر ہونے تک

(135)

[1863]

ولی عہد میں شاہی ہو مبارک! 1 عنایاتِ الٰہی ہو مبارک

(136)

[1821]

اس عمل، میں عیش کی لذت نہیں ملتی، اسدؔ 1 زور نسبت مے سے رکھتا ہے، نصارا کا نمک

ردیف "گ"

(137)

[1816]

اے آرزو شہیدِ وفا، خوں بہا نمانگ 1 جز بہر دست و بازوئے قاتل، دعا نمانگ

گستاخیِ وصال، ہے مشاطۂ نیاز 2 یعنی، دعا بجز خمِ زلفِ دوتا نمانگ

برہم ہے، بزمِ غنچہ، بیک جنبشِ نشاط 3 کاشانہ بسکہ تنگ ہے، غافل، ہوا نمانگ

عیسیٰ، طلسمِ حسنِ تغافل، ہے زینہار 4 جز پشتِ چشم، نسخۂ عرضِ دوا نمانگ
میں دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز ہوں 5 دشمن سمجھ، ولے نگہِ آشنا نمانگ
نظّارہ دیگر، و دلِ خونیں نفس دگر 6 آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ دعا نمانگ
یک بخت اوج، نذرِ سبکباریِ اسدؔ 7 سر پر، و بالِ سایۂ بالِ ہما نمانگ

ردیف "ل"

(138)

[1860]

پیر و مرشد، معاف کیجئے گا 1 میں نے جمنا کا کچھ نہ لکھا حال

(139)

[1816]

گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ دل 1 ہے چمن سرمایۂ بالیدن صد رنگ، دل
بیدلوں سے ہے تپش، جوں خواہشِ آب از سراب 2 ہے شرر موہوم، اگر رکھتا نہ ہووے سنگ دل
رشتۂ فہمیدِ مُمسک ہے بہ بندِ کو تہی 3 عُقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل
ہوں ز پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حسن سبز 4 کس قدرت ہے نشہ فرسائے خمارِ بنگ دل
شوقِ بے پروا کے ہاتھوں مثلِ سازِ نادرست 5 کھینچتا ہے آج نالے، خارج از آہنگ، دل
اے اسدؔ، خامُش ہے طوطیِ شکر گفتار طبع 6 ظاہرا رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ دل

(140)

[1816]

ہر عضو، غم سے ہے شکن آسا شکستہ دل 1 چوں زلفِ یار، ہوں میں سراپا شکستہ دل
ہے سرنوشت میں رسمِ وا شکستگی 2 ہوں، جوں خطِ شکستہ بہر جا شکستہ دل
امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں 3 ہے چشمِ اشک ریز سے، دریا، شکستہ دل

ناسازی نصیب، دُرشتی غم سے ہے 4 امید نا امید، و تمنا شکستہ دل
ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے میخانے میں، اسدؔ 5 صہبا فتادہ خاطر، و مینا شکستہ دل

(141)

[1816]

ہوں بوحشت، انتظار آوارۂ دشتِ خیال 1 اک سفیدی مارتی ہے دور سے، چشمِ غزال
ہے نفس پروردہ، گلشن، کس ہوائے بام کا؟ 2 طوقِ قمری میں ہے، سرو باغ، ریحانِ سفال
ہم غلط سمجھے تھے، لیکن زخمِ دل پر رحم کر 3 آخر اس پردے میں تو ہنستی تھی، اے صبحِ وصال
بیکسی افسردہ ہوں، اے ناتوانی، کیا کروں؟ 4 جلوۂ خُرشید سے ہے گرم، پہلوئے ہلال
شکوہ درد، و درد داغ، اے بیوفا، معذور رکھ 5 خوں بہائے یک جہاں اُمید ہے تیرا خیال
عرض دردِ بیوفائی، وحشتِ اندیشہ ہے 6 خوں ہوا دل تا جگر، یارب، زبانِ شکوہ لال!
اس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے، اسدؔ 7 مالِ سُنّی کو مُباح اور خون صوفی کو حلال

(142)

[1816]

بدر، ہے آئینہ طاقِ ہلال 1 غافلاں، نقصاں سے پیدا ہے کمال
ہے بیادِ زلفِ مشکیں سال و ماہ 2 روزِ روشن، شامِ آں سوئے خیال
بسکہ ہے اصلِ دمیدنہا، غبار 3 ہے نہالِ شکوہ، ریحان سفال
صافیِ رخ سے ترے ہنگام شب 4 عکسِ داغِ مہ، ہوا عارض پہ خال
نور سے تیرے ہے اس کی روشنی 5 ورنہ تھا خُرشید یک دستِ سوال
شور حشر اُس فتنہ قامت کے حضور 6 سایہ آسا ہوگیا ہے پایمال
ہو جو بلبل پیروِ فکرِ اسدؔ 7 غنچۂ منقارِ گل ہو زیرِ بال

(143)

[1821+]

دیوانگاں کا چارہ فروغِ بہار ہے 1 ہے شاخِ گل میں، پنجۂ خوباں، بجائے گل

مژگاں تلک رسائیٔ لختِ جگر کہاں؟ 2 اے وائے! گر نگاہ نہ ہو آشنائے گل

(144)

[1816]

بہرِ عرضِ حال شبنم سے رقم ایجاد گل 1 ظاہرا ہے اس چمن میں لالِ مادرزاد گل

گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یاد، گل 2 غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریاد گل

گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روئے یار کو 3 شمع ساں ہو جائے قط خامۂ بہزاد، گل

دستِ رنگیں سے جو رخ پروا کرے زلفِ رسا 4 شاخِ گل میں ہو نہاں، چوں شانہ در شمشاد، گل

سعی عاشق ہے فروغ افزائے آبروئے کار 5 ہے شرارِ تیشہ، بہرِ تربتِ فرہاد، گل

ہے، تصور، صافیِ قطع نظر از غیرِ یار 6 لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گل

گلشن آبادِ دلِ مجروح میں ہو جائے ہے 7 غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد، گل

برقِ سامانِ نظر ہے، جلوۂ بیباکِ حسن 8 شمع خلوتخانہ کیجیے، ہرچہ باداباد، گل

خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں، اسدؔ 9 حسرتیں کرتی ہے، میری خاطرِ آزاد، گل

ردیف "م"

(145)

[1861]

خدا کے بعد نبیؑ، اور نبیؑ کے بعد امام 1 یہی ہے مذہبِ حق، والسلام والاکرام

(146)

[1816]

جس دم کہ جادہ وار ہو تارِ نفس تمام 1 پیمایشِ زمینِ رہِ عمر بس تمام

کیا دے صدا؟ کہ کلفت گم گشتگاں سے، آہ! 2 ہے سرمہ، گردِ رہ، بگلوئے جرس تمام
ڈرتا ہوں کوچہ گردیِ بازارِ عشق سے 3 ہیں، خارِ راہ، جوہرِ تیغِ عسس تمام
اے بالِ اضطراب، کہاں تک فسردگی؟ 4 یک پر زدن تپش میں ہے، کارِ قفس، تمام
گزرا جو آشیاں کا تصور بوقتِ بند 5 مژگانِ چشمِ دام ہوئے، خار و خس تمام
کرنے نپائے ضعف سے شورِ جنوں، اسدؔ 6 اب کے بہار کا یوں ہی گذرا برس تمام

(147)

[1816]

یاں اشک جدا گرم ہے، اور آہ جدا گرم 1 حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم
اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم 2 پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہوا گرم
وا کر سکے یاں کون بجز کاوشِ شوخی 3 جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم
گر ہے سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار 4 جوں پنجۂ خُرشید ہو، اے دستِ دعا، گرم
یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلا دے 5 کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم
غیروں سے اُسے گرم سخن دیکھ کے، غالبؔ 6 میں رشک سے، جوں آتشِ خاموش، رہا گرم

(148)

[1816]

اثر کمندیِ فریادِ نارسا معلوم 1 غبارِ نالہ، کمیں گاہِ مُدّعا معلوم
بقدرِ حوصلۂ جلوہ ریزی ہے 2 وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم
بہار، در گروِ غنچہ، شہر جولاں ہے 3 طلسمِ ناز، بجز تنگیِ قبا معلوم
طلسمِ خاک کمیں گاہِ یک جہاں سودا 4 بمرگ، تکیہ آسایش فنا معلوم
تکلف، آئینہ دو جہاں مُدارا ہے 5 سراغِ یک نگہِ قہر آشنا معلوم
اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرز جفا 6 وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم

(149)

[1821]

رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ، ہم 1 شعلہ ہا نذرِ سمندر، بلکہ آتش خانہ ہم

حسرت عرض تمنا یاں سے سمجھنا چاہیے 2 دو جہاں حشرِ زبانِ خشک ہیں، جوں شانہ، ہم

کشتی عالم بطوفانِ تغافل دے، کہ ہیں 3 عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ، ہم

وحشت بیر بطی پیچ و خم ہستی نپوچھ 4 ننگِ بالیدن ہیں، جوں موئے سرِ دیوانہ ہم

(150)

[1816]

بسکہ ہیں بد مستِ بشکن بشکنِ میخانہ ہم 1 موئے شیشہ کو سمجھتے ہیں خطِ پیمانہ ہم

بسکہ ہر یک موئے زلف افشاں سے ہے تار شعاع 2 پنجۂ خرشید کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم

ہے فروغِ ماہ سے، ہر موج اک تصویر چاک 3 سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم

مشق از خود رفتگی سے، ہیں بگلزارِ خیال 4 آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ ہم

فرطِ بیخوابی سے، ہیں شبہائے ہجر یار میں 5 جوں زبان شمع، داغِ گرمیِ افسانہ ہم

جانتے ہیں، جوشش سودائے زلف یار میں 6 سنبل بالیدہ کو موئے سرِ دیوانہ ہم

بسکہ وہ چشم و چراغِ محفل اغیار ہے 7 چپکے چپکے جلتے ہیں، جوں شمع خلوتخانہ، ہم

شام غم میں، سوز عشق آتش رخسار سے 8 پرفشانِ سوختن ہیں، صورتِ پروانہ، ہم

(151)

[1816]

ازانجا کہ حسرت کش یار ہیں ہم 1 رقیب تمنائے دیدار ہیں ہم

رسیدن، گل باغ واماندگی ہے 2 عبث محمل آرائے رفتار ہیں ہم

نفس ہو نہ معزول شعلہ دُرودن 3 کہ ضبطِ تپش سے شرر کار ہیں ہم

تغافل، کمیں گاہ وحشت شناسی 4 نگہبان دلہائے اغیار ہیں ہم

تماشائے گلشن، تمنائے چیدن 5 بہار آفرینا، گنہگار ہیں ہم

نہ ذوقِ گریباں، نہ پروائے داماں 6 نگہ آشنائے گل و خار ہیں ہم

اسدؔ شکوہ کفر، و دعا ناسپاسی 7 ہجومِ تمنا سے لاچار ہیں ہم

ردیف "ن"

(152)

[1816]

نہیں ہے بے سبب قطرے کو، شکل گوہر، افسردن 1 گرہ ہے حسرتِ آبے بروئے کار آوردن

مہِ نو سے ہے، رہزن وار، نعلِ واژگوں باندھا 2 نہیں ممکن بجولاں ہائے گرداں دخلِ پے بردن

خمارِ ضبط سے بھی نشہ اظہار پیدا ہے 3 تراوش شیرۂ انگور کی ہے مفتِ افشردن

خراب آبادِ غربت میں عبث، افسوسِ ویرانی 4 گل از شاخ دور افتادہ ہے نزدیکِ پژمردن

فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں 5 خوشا! اے غفلت آگاہاں، نفس وزدیدن ومردن

دریغا! بستنِ رختِ سفر سے ہو کے میں غافل 6 رہا پامال حسرت ہائے فرشِ بزمِ گستردن

اسدؔ، ہے طبع مجبورِ تمنا آفرینی ہا 7 فغاں! بے اختیاری و غریب آرزو خوردن

(153)

[1816]

جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع، نگاہیں 1 خوابیدہ بحیرتکدۂ داغ ہیں آہیں

پھر حلقۂ کاکل میں پڑی دید کی راہیں 2 چوں دود، فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں

پایا سرِ ہر ذرہ، جگر گوشۂ وحشت 3 ہیں داغ سے معمور، شقایق کی کلاہیں

کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگاں خود آرا؟ 4 آئینے کے پایاب سے اُتری ہیں سپاہیں

دیر و حرم، آئینۂ تکرارِ تمنا 5 واماندگیِ شوق تراش ہے پناہیں

یہ مطلع، اسدؔ جوہر افسون سخن ہو 6 گر عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ چاہیں
مطلع

حسرت کش یک جلوۂ معنیٰ ہیں نگاہیں 7 کھینچوں ہوں سُویدائے دل چشم سے آہیں

(154)

[1857]

تم سلامت رہو قیامت تک! 1 دولت و عز و جاہ، روز افزوں

(155)

[1816]

دیکھیے مت چشمِ کم سے سوئے ضبط افسردگاں 1 جوں صدف پُر دُر ہیں، دنداں در جگر افسردگاں
گرمِ تکلیف دل رنجیدہ ہے از بسکہ، چرخ 2 قُرصِ کافوری ہے، مہر، از بہر سرما خوردگاں
رنجش دل یک جہاں ویراں کرے گی، اے فلک 3 دشت ساماں ہے، غبارِ خاطرِ آزردگاں
ہاتھ پر ہو ہاتھ، تو درسِ تأسف ہی سہی 4 شوق مفتِ زندگی ہے، اے بغفلت مردگاں
خار سے گل سینہ افگارِ جفا ہے، اے اسدؔ 5 برگ ریزی ہے پر افشانی ناوک خوردگاں

(156)

[1816]

صاف ہے از بسکہ عکس گل سے، گلزار چمن 1 جانشینِ جوہر آئینہ ہے، خارِ چمن
ہے نزاکت بسکہ فصلِ گل میں معمارِ چمن 2 قالب گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن
تیری آرایش کا استقبال کرتی ہے بہار 3 جوہرِ آئینہ، ہے یاں نقش احضارِ چمن
بسکہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست 4 ہے، کلاہِ نازِ گل، بر طاقِ دیوارِ چمن
وقت ہے، گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے 5 یوسفؔ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن

وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل، اسدؔ 6 چشمِ دریا بار ہے میر آبِ سرکارِ چمن

(157)

[1816]

ہوئی ہیں آب، شرمِ کوشش بیجا سے، تدبیریں 1 عرق ریزِ تپش ہیں، موج کے مانند، زنجیریں
خیال سادگیہائے تصور، نقشِ حیرت ہے 2 پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں
زبس ہر شمع یاں آیئنۂ حیرت پرستی ہے 3 کرے ہیں غنچہ منقارِ طوطی نقشِ گل گیریں
سپند آہنگی ہستی، وسعی نالہ فرسائی 4 غبار آلودہ ہیں، جوں دودِ شمع کشتہ، تقریریں
ہجومِ سادہ لوحی، پنبۂ گوشِ حریفاں ہے 5 وگرنہ خواب کی، مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں
بتانِ شوخ کی تمکینِ بعد از قتل کی حیرت 6 بیاضِ دیدۂ نخچیر پر کھینچے ہے تصویریں
اسدؔ، طرزِ عروجِ اضطرابِ دل کو کیا کہیئے 7 سمجھتا ہوں تپش کو الفت قاتل کی تاثیریں

(158)

[1833]

اس قدر ضبط کہاں ہے کبھی آ بھی نہ سکوں 1 ستم اتنا تو نہ کیجئے کہ اٹھا بھی نہ سکوں!
لگ گئی آگ اگر گھر کو، تو اندیشہ کیا 2 شعلۂ دل تو نہیں ہے کہ بجھا بھی نہ سکوں
تم نہ آؤ گے، تو مرنے کی ہیں سو تدبیریں 3 موت کچھ تم تو نہیں ہو کہ بلا بھی نہ سکوں
ہنس کے بلوایئے، مٹ جائے گا سب دل کا گلہ 4 کیا تصور ہے تمہارا کہ مٹا بھی نہ سکوں

(159)

[1816]

سازشِ صلح بتاں میں ہے نہاں جنگیدن 1 نغمہ و چنگ، ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن
بسکہ شرمندۂ بوئے خوشِ گلرویاں ہے 2 نکہت گل کو ہے غنچے میں نفس دزدیدن
ہے فروغِ رُخ افروختۂ خوباں سے 3 شعلۂ شمع، پرافشاں بخود لرزیدن
گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں، پیکاں 4 گرہِ غنچہ ہے، سامانِ چمن بالیدن

چمن دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ، اسدؔ 5 وائے! اے بیخودی و تہمتِ آرامیدن

(160)

[1816]

خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں 1 جوں گردِ راہ، جامۂ ہستی قبا کروں

گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گلا کروں 2 موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں

آ، اے بہارِ ناز، کہ تیرے خرام سے 3 دستار گردِ شاخِ گُلِ نقشِ پا کروں

خوش اوفتادگی! کہ بصحرائے انتظار 4 جوں جادہ، گردِ رہ سے نگہ سرمہ سا کروں

صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک 5 درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں

وہ بیدماغِ مِنّتِ اقبال ہوں کہ میں 6 وحشت بداغِ سایۂ بالِ ہما کروں

وہ التماسِ لذتِ بیدار ہوں کہ میں 7 تیغِ ستم کو پشتِ خمِ التجا کروں

وہ رازِ نالہ ہوں کہ بشرحِ نگاہِ عجز 8 افشاں، غبارِ سرمہ سے، فردِ صدا کروں

(161)

[1821+]

فلکِ سفلہ بے محابا ہے 1 اس ستمگر کو انفعال کہاں؟

بوسے میں وہ مضایقہ نکرے 2 پر مجھے طاقتِ سوال کہاں؟

(162)

[1851]

درم و دام اپنے پاس کہاں؟ 1 چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں؟

(163)

[1812]

آنسو کہوں کہ، آہ، سوارِ ہوا کہوں؟ 1 ایسا عناں گسیختہ آیا کہ کیا کہوں!
اقبالِ کلفتِ دلِ بیمدعا رسا 2 اختر کو داغِ سایۂ بالِ ہما کہوں
مضمونِ وصل ہاتھ نہ آیا، مگر اُسے 3 اب طائرِ پریدۂ رنگِ حنا کہوں
دزدیدن دلِ ستم آمادہ ہے محال 4 مژگاں کہوں کہ جوہرِ تیغِ قضا کہوں
طرز آفرینِ نکتہ سرائیٔ طبع ہے 5 آئینۂ خیال کو طوطی نما کہوں
غالبؔ، ہے رتبہ فہمِ تصور سے کچھ پرے 6 ہے عجزِ بندگی، کہ علی کو خدا کہوں

(164)

[1821+]

اپنا احوالِ دلِ زار کہوں یا نکہوں؟ 1 ہے حیا مانعِ اظہار، کہوں یا نکہوں؟
نہیں کرنے کا، میں تقریر ادب سے باہر 2 میں بھی ہوں محرمِ اسرار، کہوں یا نکہوں؟
شکر سمجھو اسے، یا کوئی شکایت سمجھو 3 اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نکہوں؟
اپنے دل ہی سے، میں احوالِ گرفتاریٔ دل 4 جب نہ پاؤں کوئی غمخوار، کہوں یا نکہوں؟
دل کے ہاتھوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی میرا 5 ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نکہوں؟
میں تو دیوانہ ہوں، اور ایک جہاں ہے غماز 6 گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نکہوں؟
آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے تو، اسدؔ 7 حسبِ حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نکہوں؟

(165)

[1816]

ضمانِ جادہ رویاندن ہے خطِ جامِ مَے نوشاں 1 وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں؟
نہیں ہے، ضبط، جز مشاطگیہائے غم آرائی 2 کہ میلِ سرمہ چشمِ داغ میں ہے، آہِ خاموشاں
بہ ہنگامِ تصور ساغرِ زانو سے پیتا ہوں 3 مَے کیفیت خمیازہ ہائے صبح آغوشاں
نشانِ روشنیٔ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا 4 نہیں محسوس، دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں

پریشانی، اسدؔ در پردہ ہے سامانِ جمعیت 5 کہ ہے آبادیِ صحرا، ہجوم خانہ بر دوشاں

(166)

[1862]

میں بھولا نہیں تجھ کو، اے میری جاں 1 کروں کیا؟ کہ یاں گر رہے ہیں مکاں

(167)

[1816]

سرشک آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں 1 رہے یاں، شوخیِ رفتار سے، پا آستانے میں
ہجومِ مژدۂ دیدار، و پروازِ تماشاہا 2 گلِ اقبالِ خس ہے، چشمِ بلبل، آشیانے میں
ہوئی یہ بیخودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے 3 کہ طوطی قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں
ترے کوچے میں ہے، مشاطۂ واماندگی، قاصد 4 پر پروازِ زلفِ ناز ہے ہدہد کے شانے میں
کجا معزولیِ آئینہ؟ کو ترکِ خود آرائی؟ 5 نمد در آب ہے، اے سادہ پُرکار، اس بہانے میں
بحکمِ عجز، ابروئے مہِ نو حیرت ایما ہے 6 کہ یاں گم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں

(168)

[1816]

فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں 1 ہوئے ہیں بخیہ ہائے زخم جوہر تیغ دشمن میں
تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار، اے دل 2 سوادِ داغ مرہم، مردمک ہے چشمِ سوزن میں
دل و دین و خرد، تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی 3 ہوا ہے، جوہرِ آئینہ، خیلِ مور خرمن میں

(169)

[1816]

مرگِ شیریں ہوئی تھی کوہکن کی فکر میں 1 تھا، حریرِ سنگ سے، قطعِ کفن کی فکر میں
فرصت یک چشم حیرت، شش جہت آغوش ہے 2 ہوں، سپند آسا، وداعِ انجمن کی فکر میں

کوچہ دے ہے زخمِ دل صبحِ وطن کی فکر میں 3 وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلی ہوں، جسے

رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں 4 سایۂ گل داغ، و جوشِ نکہتِ گل موجِ دود

شوخِ سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں 5 فالِ ہستی، خار خارِ وحشتِ اندیشہ ہے

مغزِ سر، خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں 6 غفلتِ دیوانہ جز تمہیدِ آگاہی نہیں

برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں 7 مجھ میں اور مجنوں میں، وحشت، سازِ دعوا ہے، اسدؔ

(170)

[1816]

یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں 1 اے نوا سازِ تماشا، سر بکف جلتا ہوں میں

مدعا گم کردہ، ہر سو ہر طرف جلتا ہوں میں 2 شمع ہوں، لیکن پا در رفتہ خارِ جستجو

بے تکلف آپ پیدا کر کے تف جلتا ہوں میں 3 ہے، مَساسِ دستِ افسوس، آتش انگیزِ تپش

چوں چراغانِ دوالی، صف بصف جلتا ہوں میں 4 ہے تماشا گاہِ سوزِ ناز، ہر یک عضوِ تن

بے محل، اے مجلس آرائے نجفؔ، جلتا ہوں میں 5 شمع ہوں، تو بزم میں جا پاؤں غالبؔ کی طرح

(171)

[1866]

شایستۂ گدائیِ ہر در نہیں ہوں میں 1 در پر امیرِ کلبؔ علی خاں کے ہوں مقیم

خیرات خوارِ محض ہوں، نوکر نہیں ہوں میں 2 بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں، اسدؔ

(172)

[1821]

میں خار ہوں، آتش میں چبھوں، رنگ نکالوں 1 کیا ضعف میں اُمید کو دلتنگ نکالوں؟

کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں؟ 2 نے کوچۂ رسوائی و زنجیرِ پریشاں

ہر چند بمقدارِ دلِ تنگ نکالوں 3 یک نشوونما جا نہیں جولانِ ہوس کہ

گر جلوۂ خُرشید خریدارِ وفا ہو 4 جوں ذرّہ، صد آئینہ بیزنگ نکالوں

افسردۂ تمکیں ہے، نفس گرمیِ احباب 5 پھر شیشے سے عطرِ شررِ سنگ نکالوں

ضعف، آئینہ پردازیِ دستِ دگراں ہے 6 تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں

ہے غیرتِ الفت کہ، اسدؔ اُس کی ادا پر 7 گر دیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں

(173)

[1821]

طاؤس نمط، داغ کے گر رنگ نکالوں 1 یک فردِ نسبِ نامۂ نیرنگ نکالوں

کو تیزیِ رفتار؟ کہ صحرا سے زمیں کو 2 چوں قمریِ بسمل، تپش آہنگ نکالوں

دامانِ شفق، طرفِ نقابِ مہِ نو ہے 3 ناخن کو جگر کاوی میں بیرنگ نکالوں

کیفیتِ دیگر ہے، فِشارِ دلِ خونیں 4 یک غنچہ سے صد خُمِ مے گلرنگ نکالوں

پیمانہ وسعت کدۂ شوق ہوں، اے رشک 5 محفل سے مگر شمع کو دلتنگ نکالوں

گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت 6 صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں

فریاد! اسدؔ غفلتِ رسوائیِ دل سے 7 کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں؟

(174)

[1816]

میکشی کو نہ سمجھ بے حاصل 1 بادہ، غالبؔ، عرق بید نہیں

(175)

[1816]

ظاہرا سر پنجۂ افتادگاں گیرا نہیں 1 ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ پا نہیں

آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ 2 بے زمیں از بسکہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں

ہو چکے ہم جادہ ساں صد بار قطع، اور پھر ہنوز 3 زینتِ یک پیرہن، چوں دامنِ صحرا نہیں

ہو سکے ہے پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر 4 اشک، بعدِ ضبط، غیر از پنبۂ مینا نہیں

ہو سکے کب کلفتِ دل، مانعِ سیلانِ اشک؟ 5 گردِ ساحل، سنگِ راہِ جوششِ دریا نہیں

ہے طلسمِ دہر میں، صد حشر پاداشِ عمل 6 آگہی غافل، کہ ایک امروز بے فردا نہیں

بسمل اس تیغِ دو دستی کا نہیں بچتا، اسدؔ 7 عافیت بیزار، ذوقِ کعبتین اچھا نہیں

(176)

[1816]

ضبط سے مطلب، بجز وارستگی، دیگر نہیں 1 دامنِ تمثال، آبِ آئینہ سے تر نہیں

ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت 2 عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں

باعثِ ایذا ہے، برہم خوردنِ بزمِ سرور 3 لختِ لختِ شیشۂ بشکستہ، جز نشتر نہیں

واں سیاہی مردمک ہے، اور یاں داغِ شراب 4 مہ، حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں

ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خم گردیدنی 5 عاجزی سے، ظاہرا! رتبہ کوئی برتر نہیں

دل کو اظہارِ سخن، اندازِ فتح الباب ہے 6 یاں صریرِ خامہ، غیر از اصطکاکِ در نہیں

کب تلک پھیرے اسدؔ لبہائے تفتہ پر زباں؟ 7 تابِ عرضِ تشنگی، اے ساقیِ کوثرؔ، نہیں

(177)

[1821]

آئینہ دام کو سبزے میں چھپاتا ہے عبث 1 کہ پری زادِ نظر، قابلِ تسخیر نہیں

مثلِ گل، زخم ہے میرا بھی سناں سے توام 2 تیرا ترکش ہی کچھ آبستنیِ تیر نہیں

میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا، غالبؔ 3 جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں

(178)

[1816]

1 جس جا کہ پائے سیلِ بلا درمیاں نہیں — دیوانگاں کو واں ہوسِ خانماں نہیں
2 کس جرم سے ہے چشم تجھے حسرتِ قبول — برگِ حنا مگر مژۂ خوں فشاں نہیں
3 ہر رنگ گردشِ آئینہ، ایجادِ درد ہے — اشکِ سحاب، جز بوداعِ خزاں نہیں
4 جز عجز کیا کروں بتمنائے بیخودی؟ — ، طاقت، حریفِ سختیِ خوابِ گراں نہیں
5 عبرت سے پوچھ دردِ پریشانیِ نگاہ — یہ گردِ وہم جز بسرِ امتحاں نہیں
6 گل، غنچگی میں غرقۂ دریائے رنگ ہے — اے آگہی، فریبِ تماشا کہاں نہیں
7 برقِ بجانِ حوصلہ آتش فگن، اسدؔ — اے دلِ فسردہ، طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں

(179)

[1816]

1 بیدماغی، حیلہ جویِ ترکِ تنہائی نہیں — ورنہ کیا موجِ نفس، زنجیرِ رسوائی نہیں؟
2 وحشیِ خو کردہ نظارہ ہے، حیرت جسے — حلقۂ زنجیر، جز چشمِ تماشائی نہیں
3 قطرے کو جوشِ عرق کرتا ہے دریا دستگاہ — جز حیا، پرکارِ سعیِ بے سروپائی نہیں
4 چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے، بہار — فرصتِ نشوونما، سازِ شکیبائی نہیں
5 کس کو دوں، یارب، حسابِ سوزنا کیہائے دل؟ — آمد و رفتِ نفس، جز شعلہ پیمائی نہیں
6 مت رکھ، اے انجام غافل، سازِ ہستی پر غرور — چیونٹی کے پر، سر و برگِ خود آرائی نہیں
7 سایۂ افتادگی بالین و بستر ہوں، اسدؔ — چوں صنوبر، دل سراپا قامت آرائی نہیں

(180)

[1826+]

1 پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے — محوِ نسبت ہیں، تکلف ہمیں منظور نہیں

(181)

[1816]

خوں در جگر نہفتہ بزردی رسیدہ ہوں 1 خود آشیانِ طائرِ رنگ پریدہ ہوں

ہے دستِ رد بسیرِ جہاں، بستنِ نظر 2 پائے ہوس بدامنِ مژگاں کشیدہ ہوں

میں چشم وا کشادہ، و گلشن نظرفریب 3 لیکن عبث کہ شبنمِ خُرشید دیدہ ہوں

تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول 4 اے بیخبر، میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں

پیدا نہیں ہے اصلِ تگ و تازِ جستجو 5 مانندِ موجِ آب، زبانِ بُریدہ ہوں

سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا 6 یارب، میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں؟

میں بے ہنر کہ جوہرِ آئینہ تھا، عبث 7 پائے نگاہِ خلق میں خارِ خلیدہ ہوں

میرا نیاز و عجز ہے مفتِ بتاں، اسؔد 8 یعنی کہ بندۂ بدرم ناخریدہ ہوں

(182)

[1812]

مجلسِ شعلہ عذاراں میں جو آجاتا ہوں 1 شمع ساں، میں تہِ دامانِ صبا جاتا ہوں

ہووے ہے، جادۂ رہ، رشتہ گوہر ہر گام 2 جس گزرگاہ سے، میں آبلہ پا جاتا ہوں

سرگراں مجھ سے سبکروکے، نہ رہنے سے رہو 3 کہ بہ یک جنبش لب، مثل صدا، جاتا ہوں

(183)

[1816]

سودائے عشق سے دمِ سردِ کشیدہ ہوں 1 شامِ خیالِ زلف سے صبحِ دمیدہ ہوں

دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متصل 2 خمخانۂ جنوں میں دماغِ رسیدہ ہوں

کی، متصل ستارہ شماری میں عمر، صرف 3 تسبیحِ اشکہائے ز مژگاں چکیدہ ہوں

ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں 4 خارِ الم سے، پشت بدنداں گزیدہ ہوں

ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج 5 میں عندلیبِ گلشنِ نا آفریدہ ہوں
دیتا ہوں کشتگاں کو سخن سے سرِ تپش 6 مضرابِ تارہائے گلوئے بُریدہ ہوں
ہے جنبشِ زباں بہ دہن سخت ناگوار 7 خونابۂ ہلاہلِ حسرت چشیدہ ہوں
چوں بوئے گل، ہوں گرچہ گراں بارِ مُشتِ زر 8 لیکن، اسدؔ، بوقتِ گزشتن جریدہ ہوں

(184)

[1867]

ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں 1 میں، دشتِ غم میں، آہوئے صیاد دیدہ ہوں
ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو 2 گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں
جاں لب پہ آئی، تو بھی نہ شیریں ہوا دہن 3 از بسکہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں
نے سُبحہ سے علاقہ، نہ ساغر سے واسطہ 4 میں معرضِ مثال میں، دستِ بریدہ ہوں
ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے مجھ کو لاگ 5 نے دانۂ فتادہ ہوں، نے دامِ چیدہ ہوں
جو چاہیئے، نہیں وہ، مری قدر و منزلت 6 میں، یوسفِ بقیمتِ اول خریدہ ہوں
ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے، مری جگہ 7 ہوں میں کلامِ نغز، و لے ناشنیدہ ہوں
اہلِ ورع کے حلقے میں ہرچند، ہوں ذلیل 8 پر عاصیوں کے زمرے میں، میں برگزیدہ ہوں
پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح، اسدؔ 9 ڈرتا ہوں آئینے سے کہ مردم گزیدہ ہوں

(185)

[1865]

میں قائلِ خدا و نبی و امام ہوں 1 بندہ خدا کا، اور علی کا غلام ہوں

(186)

[-1861]

جو معشوق زلف دوتا باندھتے ہیں 1 مرے سر سے کالی بلا باندھتے ہیں

(187)

[1821]

میرے ہاتھوں کو جدا باندھتے ہیں 1 پانو میں جب وہ حنا باندھتے ہیں

شوق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں 2 حسنِ افسردہ دلیہا رنگیں

وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں 3 تیرے بیمار پہ ہیں فریادی

چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں 4 قید میں بھی ہے، اسیری، آزاد

آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں 5 شیخ جی، کعبے کا جانا معلوم

دستِ شانہ بہ قفا باندھتے ہیں 6 کس کا دل زلف سے بھاگا؟ کہ اسدؔ

(188)

[1816]

دل ز کارِ جہاں اوفتادہ رکھتے ہیں 1 تن بہ بندِ ہوس در ندادہ رکھتے ہیں

بعکسِ آئینہ یک فردِ سادہ رکھتے ہیں 2 تمیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں

کہ داغِ دل بہ جبینِ کشادہ رکھتے ہیں 3 برنگِ سایہ، ہمیں بندگی میں ہے تسلیم

سر بپائے بُتِ نانہادہ رکھتے ہیں 4 بزاہداں، رگِ گردن، ہے رشتہ زُنّار

دل بدستِ نگارے ندادہ رکھتے ہیں 5 معاف بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز

ہزار تیغ بزہراب دادہ رکھتے ہیں 6 برنگِ سبزہ، عزیزانِ بد زباں یکدست

(189)

[1816]

سراغِ خلوتِ شب ہائے تار رکھتے ہیں 1 برنگِ سایہ سروکارِ انتظار نہ پوچھ

(190)

[1816]

ادب نے سونپی ہمیں سرمہ سائی حیرت 1 زبانِ بستہ و چشمِ کشادہ رکھتے ہیں

(191)

[1816]

فتادگی میں قدم اُستوار رکھتے ہیں 1 برنگِ جادہ، سرِ کوئے یار رکھتے ہیں
برہنہ مستیِ صبحِ بہار رکھتے ہیں 2 جنونِ حسرتِ یک جامہ وار رکھتے ہیں
طِلسم مستیِ دل آں سوئے ہجوم سرِشک 3 ہم ایک میکدہ دریا کے پار رکھتے ہیں
ہمیں، حریرِ شرر بافِ سنگ، خلعت ہے 4 یہ ایک پیرہنِ زرنگار رکھتے ہیں
نگاہِ دیدۂ نقش قدم ہے، جادۂ راہ 5 گزشتگاں، اثرِ انتظار رکھتے ہیں
ہوا ہے، گریۂ بیباک، ضبط سے تسبیح 6 ہزار دل پہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں
بساطِ ہیچ کسی میں، برنگِ ریگِ رواں 7 ہزار دل بہ وداعِ قرار رکھتے ہیں
جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے، غالبؔ 8 بسانِ دشت، دلِ پُر غبار رکھتے ہیں

(192)

[1816]

کسو کہ ز خود رستہ کم دیکھتے ہیں 1 کہ آہو کو پابندِ رم دیکھتے ہیں
خطِ لختِ دل یک قلم دیکھتے ہیں 2 مژہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں

(193)

[1816]

سرابِ یقیں ہیں پریشاں نگاہاں 1 اسدؔ کو گر از چشمِ کم دیکھتے ہیں
کہ ہم بیضۂ طوطیِ ہند، غافل 2 تہِ بالِ شمعِ حرم دیکھتے ہیں

(194)

[1847]

جس دن سے کہ ہم غمزدہ زنجیر بپا ہیں 1 کپڑوں میں جوئیں بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں،

(195)

[1816]

بغفلت عطرِ گل، ہم آگہی مخمور، مِلتے ہیں 1 چراغانِ تماشا چشمِ سد ناسور مِلتے ہیں
رہا کس جرم سے میں بیقرارِ داغ ہمطرحی؟ 2 سمندر کو پر پروانہ سے کافور مِلتے ہیں
چمن، نامحرمِ آگاہی دیدارِ خوباں ہے 3 سحر گلہائے نرگس چند چشمِ کور ملتے ہیں
کجا جوہر، کجا عکسِ خط؟ بتاں وقتِ خود آرائی 4 دلِ آئینہ زیرِ پائے خیلِ حور ملتے ہیں
تماشائے بہار، آئینہ پردازِ تسلی ہے 5 کفِ گلبرگ سے پائے دلِ رنجور ملتے ہیں
گراں جانی سبکسار، وتماشا بے دماغ آیا 6 کفِ افسوسِ فرصت، سنگِ کوہِ طور، ملتے ہیں
اسدؔ، حسرت کشِ یک داغِ مشک اندوہ ہے یارب 7 لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور ملتے ہیں

(196)

[1821]

بقدرِ لفظ و معنی فکرت اِحرامِ گریباں ہیں 1 وگرنہ کیجیے جو ذرّہ عریاں، ہم نمایاں ہیں
عُروجِ نشر واماندگی پیمانہ محمل تر 2 برنگِ ریشۂ تاک، آبلے، جادے میں پنہاں ہیں
بوحشتگاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے 3 مہ و خُرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں
نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں 4 عنایت نامہ ہائے اہلِ دنیا، ہرزہ عنواں ہیں
طِلسمِ آفرینش، حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے 5 زمانے کے شبِ یلدا سے، موئے سر پریشاں ہیں
یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی 6 کہ مثلِ ذرّہ ہائے خاکِ آئینے پر افشاں ہیں

مگر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکاوے 7 وگرنہ، مثلِ خارِ خشک، مردودِ گلستاں ہیں
اسؔد، بزم تماشا میں تغافل پردہ داری ہے 8 اگرڈھانپےتو آنکھیں ڈھانپ،ہم تصویرِ عریاں ہیں

(197)

[1816]

ہے ترحم آفریں، آرایشِ بیداد، یاں 1 اشکِ چشمِ دام ہے، ہر دانۂ صیاد، یاں
ہے، گدازِ موم، اندازِ چکیدنہائے خوں 2 نیش زنبورِ عسل، ہے نشترِ فصّاد یاں
ناگوارا ہے ہمیں، احسانِ صاحبدولتاں 3 ہے، زرِ گل بھی نظر میں جوہرِ فولاد، یاں
جنبشِ دل سے ہوئے ہیں،عقدہائے کار،وا 4 کمتریں مزدور سنگیں دست ہے،فرہاد یاں
قطرہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں،اسؔد 5 ہے تماشا کردنی گل چینی جلاد، یاں

ردیف ''و''

(198)

[1838]

بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی 1 کعبے میں، کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانو؟

(199)

[1816]

خنکی مَے نے تلف کی میکدے کی آبرو 1 کاسۂ دریوزہ ہے، پیمانۂ دستِ سبو
بہرِ جاں پروردنِ یعقوب، بالِ خاک ہے 2 وام لیتے ہیں، پرِ پرواز، پیراہن کی بو
گرد ساحلِ ہے غمِ شرمِ جبیں آشنا 3 گرنہ باندھے قلزم الفت میں سر، جائے کدو
گرمیِ شوقِ طلب، ہے عین تاپاکِ وصال 4 غافلاں، آئینہ داں ہے، نقشِ پائے جستجو
رہنِ خاموشی میں ہے، آرایشِ بزم وصال 5 ہے پرِ پرواز رنگِ رفتۂ خوں، گفتگو

ہے تماشا، حیرت آبادِ تغافلہائے شوق 6 یک رگِ خواب، وسراسر جوشِ خونِ آرزو
خوئے شرمِ سرد بازاری، ہے سیلِ خانماں 7 ہے، اسدؔ نقصاں میں مفت اور صاحب سرمایہ تو

(200)

[1855]

آئی اگر بلا، تو جگہ سے ٹلے نہیں 1 ایرا ہی دے کے ہم نے بچایا کشت کو

(201)

[1812]

دیکھتا ہوں اُسے، تھی جس کی تمنا مجھ کو 1 آج بیداری میں ہے خواب زلیخا مجھ کو

(202)

[1816]

منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو 1 تا گل ز جگر زخم میں ہے راہ نفس کو
بیباک ہوں از بسکہ ببازارِ محبت 2 سمجھا ہوں زرہ جوہرِ شمشیرِ عسس کو
رہنے دو گرفتار بزندان خموشی 3 چھیڑو نہ مجھے افسردۂ دُزدیدہ نفس کو
پیدا ہوئے ہیں ہم الم آبادِ جہاں میں 4 فرسودنِ پائے طلب و دستِ ہوس کو
نالاں ہو، اسدؔ، تو بھی سر راہ گزر پر 5 کہتے ہیں کہ تاخیر ہے فریادِ جرس کو

(203)

[1826]

ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو 1 برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو
طاقتِ رنجِ سفر بھی نہیں پاتے اتنی 2 ہجرِ یاران وطن کا بھی الم ہے ہم کو

لائی ہے معتمد الدولہ بہادر کی امید 3 جادۂ رہ، کششِ کاف کرم ہے ہم کو

(204)

[1821]

رنگِ طرب ہے، صورتِ عہدِ وفا، گرَو 1 تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جابجا گرو

پرواز نقدِ دام تمنائے جلوہ تھا 2 طاؤس نے اک آئینہ خانہ رکھا گرو

عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ مفت ہے 3 موجِ بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو

ہر ذرہ خاک، عرضِ تمنائے رفتگاں 4 آئینہ ہا شکستہ و تمثالہا گرو

ہے تاک میں سلم ہوسِ صد قدح شراب 5 تسبیحِ زاہداں، بکفِ مدّعا گرو

برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں 6 چوں نخلِ شمع، ریشے میں نشوونما گرو

طاقت، بساطِ دست گہِ یک قدم نہیں 7 چوں اشک، جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرو

ہے وحشتِ جنونِ بہار اس قدر کہ ہے 8 بالِ پری، بشوخیِ موجِ صبا گرو

بیتابِ سیرِ دل ہے، سرِ ناخن نگار 9 یاں نعل ہے بآتشِ رنگِ حنا گرو

ہوں سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن، اسدؔ 10 تیشے کی، کوہسار میں ہے، یک صدا گرو

(205)

[1862]

جویائے حالِ دہلی و الوَر، سلام لو

(206)

[1816]

اگر وہ آفتِ نظارہ جلوہ گستر ہو 1 ہلال ناخنکِ دیدہ ہائے اختر ہو

بیادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم 2 ہر ایک داغِ جگر، آفتابِ محشر ہو

ستم کشی کا، کیا دل نے حوصلہ پیدا 3 اب اُس سے ربط کروں، جو بہت ستمگر ہو

عجب نہیں پئے تحریرِ حالِ گریہ چشم 4 بروئے آب جو، ہر موج، نقشِ مسطر ہو

امیدوار ہوں، تاثیرِ تلخ کامی سے 5 کہ قندِ بوسۂ شیریں لباں مکرر ہو

صدف کی، ہے ترے نقش قدم میں، کیفیت 6 سر شک چشم اسدؔ، کیوں نہ اس میں گوہر ہو

(207)

[1812]

شمشیرِ صافِ یار، جو زہراب دادہ ہو 1 وہ خطِ سبز ہے کہ برخسارِ سادہ ہو

(208)

[1854]

نتیجہ اپنی آہوں کا ہے شکلِ مستوی پورا 1 ہیولیٰ صورت کا بوس پھر خوابِ گراں کیوں ہو

(209)

[1816]

مبادا! بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو 1 مگر طوفانِ مَے میں پیچشِ موجِ صبا گم ہو

سب وارستگاں کو ننگِ ہمت ہے، خداوند 2 اثر سُرمے سے اور لبہائے عاشق سے صدا گم ہو

نہیں جز درد، تسکیں، نکوہشہائے بیدرداں 3 کہ موجِ گریہ میں صد خندہ دنداں نما گم ہو

ہوئی ہے ناتوانی، بیدماغِ شوخیِ مطلب 4 فرو ہوتا ہے سر سجدے میں، اے دستِ دعا گم ہو

تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چین جبیں لیکن 5 مبادا! اے پیچ تابِ طبع، نقشِ مدعا گم ہو

بلا گردانِ تمکین بتاں، صد موجۂ گوہر 6 عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو

اُٹھادے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی 7 کہ جس کے ہاتھ میں مانند خون، رنگِ حنا گم ہو

کریں خوباں جو سیرِ حسن، اسدؔ یک پردہ ناز کتر 8 دم صبح قیامت، در گریبانِ قبا گم ہو

(210)

[1816]

1 بہم بالیدنِ سنگ وگل صحرا یہ چاہے ہے — کہ تارِ جادہ بھی کہسار کو زُنّار مینا ہو
2 حریفِ وحشتِ نازِ نسیم عشق جب آؤں — کہ مثلِ غنچہ، سازِ یک گلستاں دل مہیا ہو
3 بجائے دانہ خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری — مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو
4 کرے کیا سازِ بینش وہ شہیدِ دردِ آگاہی — جسے موئے دماغِ بیخودی، خوابِ زلیخا ہو
5 وہ دل، جوں شمع، بہرِ دعوتِ نظّارہ لا جس سے — نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنا ہو
6 نہ دیکھیں روئے یک دل سرد، غیر از شمع کافوری — خدایا، اس قدر بزمِ اسد گرمِ تماشا ہو

(211)

[1816]

1 بے درد، سر بہ سجدۂ الفت فرو نہو — چوں شمع، غوطہ داغ میں کھا، گر وضو نہو
2 دلدے کفِ تغافلِ ابروئے یار میں — آئینہ ایسے طاق پہ گم کر کہ تو نہو
3 زلفِ خیال نازک، و اظہار بیقرار — یارب بیان شانہ کشِ گفتگو نہو
4 تمثالِ تاز جلوۂ نیرنگِ اعتبار — ہستی عدم ہے، آئینہ گر روبرو نہو
5 مژگاں خلیدۂ رگِ ابر بہار ہے — نشتر، بمغز پنبۂ مینا فرو نہو
6 عرضِ نشاط دید ہے، مژگانِ انتظار — یارب کہ خارِ پیرہنِ آرزو نہ ہو
7 یاں پرفشانِ دامِ نظر ہوں جہاں، اسد — صبحِ بہار بھی قفسِ رنگ و بو نہو

(212)

[1865]

1 گاتی تھیں شمرو کی بیگم، تناہا یا ہو — دودھ میں پکے تھے شلغم، تناہا یا ہو

ردیف "ہ"

(213)

[1816]

حیرت، ہجومِ لذتِ غلطانی نیش 1 سیماب بالش، و کمرِ دل ہے آئینہ
غفلت، بیالِ جوہرِ شمشیر پرفشاں 2 یاں پشتِ چشم شوخیِ قاتل ہے آئینہ
حیرت نگاہ برق، تماشا بہار شوخ 3 در پردۂ ہوا پرِ بسمل ہے آئینہ
یاں رہ گئے ہیں ناخنِ تدبیر ٹوٹ کر 4 جوہر طِلسمِ عقدۂ مشکل ہے آئینہ
ہم زانوے تأمل، و ہم جلوہ گاہِ گل 5 آئینہ بندِ خلوت و محفل ہے آئینہ
دل کارگاہ فکر، و اسدؔ بینوائے دل 6 یاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئینہ

(214)

[1816]

خوشا! طوطی و کنجِ آشیانہ 1 نہاں در زیرِ بال آئینہ خانہ
سرشکِ بر زمیں افتادہ آسا 2 اُٹھا یاں سے نہ میرا آب و دانہ
حریفِ عرضِ سوزِ دل نہیں ہے 3 زباں ہر چند ہو جاوے زبانہ
دلِ نالاں سے ہے بے پردہ پیدا 4 نوائے بربط و چنگ و چغانہ
کرے کیا دعویِ آزادیِ عشق 5 گرفتارِ الم ہائے زمانہ
اسدؔ، اندیشۂ ششدر شدن ہے 6 نہ پھریے مہرہ ساں خانہ بخانہ

(215)

[1816]

رفتار سے شیرازۂ اجزائے قدم باندھ 1 اے آبلے، محمل پئے صحرائے عدم باندھ
بیکاریِ تسلیم، بہر رنگ چمن ہے 2 گر خاک ہو، گلدستۂ صد نقشِ قدم باندھ
اے جادے، بسر رشتۂ یک ریشہ دویدن 3 شیرازہ صد آبلہ، چوں سُبحہ، بہم باندھ

حیرت، حدِ اقلیم تمنائے پری ہے 4 آئینے پہ آئینِ گلستانِ ارم باندھ
پامردِ یک انداز نہیں قامتِ ہستی 5 طاقت اگر اعجاز کرے، تہمت خم باندھ
دیباچۂ وحشت ہے، اسدؔ، شکوۂ خوباں 6 خوں کر دلِ اندیشہ، و مضمونِ ستم باندھ

(216)

[1816]

جز دل سُراغِ درد بہ دل خفتگاں نپوچھ 1 آئینہ عرض کر، خط و خالِ بتاں نپوچھ
ہندوستان سایۂ گل پائے تخت تھا 2 جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں نپوچھ
پرواز، یک تپِ غمِ تسخیرِ نالہ ہے 3 گرمیِ نبضِ خار وخسِ آشیاں نپوچھ
تو مشق ناز کر، دل پروانہ ہے بہار 4 بیتابیِ تجلیِ آتش بجاں نپوچھ
غفلت متاعِ کفۂ میزانِ عدل ہوں 5 یارب، حساب سختیِ خوابِ گراں نپوچھ
ہر داغِ تازہ یک دلِ داغ انتظار ہے 6 عرضِ فضائے سینۂ درد امتحاں نپوچھ
کہتا تھا کل وہ محرم راز اپنے سے کہ آہ 7 دردِ جدائیِ اسد اللہ خاںؔ نپوچھ

(217)

[1816]

جوشِ دل ہے، مجھ سے حسنِ فطرت بیدلؔ نپوچھ 1 قطرے سے میخانۂ دریائے بے ساحل نپوچھ
پہن گشتنہائے دل، بزمِ نشاطِ گردباد 2 لذتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل نپوچھ
آبلہ، پیمانۂ اندازۂ تشویش تھا 3 اے دماغ نارسا، خمخانۂ منزل نپوچھ
نَے صبا بال پری، نَے شعلہ سامانِ جنوں 4 شمع سے جز عرضِ افسونِ گدازِ دل نپوچھ
یک مژہ برہم زدن، حشرِ دو عالم فتنہ ہے 5 یاں سراغِ عافیت، جز دیدۂ بسمل نپوچھ
بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے 6 عیش کر، غافل، حجاب نشۂ محفل نپوچھ
تا تخلص جامۂ شنگرفی ارزانی، اسدؔ 7 شاعری جز سازِ درویشی نہیں، حاصل نپوچھ

(218)

[1867]

ہوا ہے موجب آرام جان و تن، تکیہ 1 شب وصال میں، مونس گیا ہے بن، تکیہ
کہ بن گیا ہے، خمِ جعدِ پرشکن، تکیہ 2 خراج بادشہ چیںؔ سے کیوں نہ مانگوں آج؟
ہوا ہے دستۂ نسرین و نسترن، تکیہ 3 بنا ہے تختۂ گلہائے یاسمیں، بستر
جو زحتِ خواب ہے پرویں، تو ہے پرن تکیہ 4 فروغِ حسن سے روشن ہے، خوابگاہ تمام
رکھے جو بیچ میں، وہ شوخِ سیمتن، تکیہ 5 مزا ملے، کہو، کیا خاک ساتھ سونے کا؟
اُٹھا سکا نہ نزاکت سے، گلبدن تکیہ 6 اگرچہ تھا یہ ارادہ، مگر خدا کا شکر!
اگرچہ زانوئے نلؔ پر رکھے، دمنؔ تکیہ 7 ہوا ہے، کاٹ کے چادر کو، ناگہاں غائب
کہ ضربِ تیشہ پہ رکھتا تھا، کوہکن، تکیہ 8 بضربِ تیشہ وہ اس واسطے ہلاک ہوا
رکھو نہ شمع پہ، اے اہل انجمن، تکیہ 9 یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہونے تک
اُٹھائے کیونکہ یہ رنجورِ خستہ تن، تکیہ 10 اگرچہ پھینک دیا تم نے دور سے، لیکن
ہوئی ہے، اُس کو مری لاشِ بے کفن، تکیہ 11 غش آگیا جو، پس از قتل، میرے قاتل کو
لگا کے بیٹھتے ہیں، اُس سے راہزن، تکیہ 12 جو بعدِ قتل مرا دشت میں مزار بنا
کہ سانپ فرش ہے، اور سانپ کا ہے، من تکیہ 13 شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا
اب اُس کو کہتے ہیں اہلِ سخن، سخن تکیہ 14 روا رکھو نہ رکھو، تھا جو لفظِ ''تکیہ کلام''
فقیر غالبؔ مسکیں کا ہے کہن تکیہ 15 ہم اور تم، فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں

(219)

[1816]

ہر طرح ہوں میں از خود رمیدہ 1 اشکِ چکیدہ، رنگِ پریدہ
لیکن بسان دردِ کشیدہ 2 گو، یاد مجھ کو کرتے ہیں خوباں

ہے رشتۂ جاں فرطِ کشش سے 3 مانندِ نبض دستِ بریدہ
ٹوٹا ہے، افسوس! موئے خمِ زلف 4 ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ
خالِ سیاہِ رنگیں رُخاں سے 5 ہے داغِ لالہ در خوں تپیدہ
جوشِ جنوں سے جوں کسوتِ گل 6 سر تا بپا ہوں جیب دریدہ
یارو، اسدؔ کا نام و نشاں کیا؟ 7 بیدل، فقیرِ آفت رسیدہ

(220)

[1816]

بسکہ مَے پیتے ہیں، اربابِ فنا پوشیدہ 1 خطِ پیمانہ مَے، ہے نفسِ دزدیدہ
بغرورِ طرحِ قامت و رعنائی سرو 2 طوق، ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ
کی ہے وا اہلِ جہاں نے بگلستانِ جہاں 3 چشمِ غفلت نظرِ شبنم خور نادیدہ
یاس آئینہ پیدائیِ استغنا ہے 4 نا امیدی ہے پرستارِ دلِ رنجیدہ
واسطے فکرِ مضامینِ متیں کے، غالبؔ 5 چاہیے خاطرِ جمع و دلِ آرامیدہ

(221)

[1821]

شکوہ و شکر کو ثمرِ بیم و اُمید کا سمجھ 1 خانۂ آگہی خراب! دل نہ سمجھ، بلا سمجھ
ریگِ رواں، ہر تپش درسِ تسلیِ شعاع 2 آئینہ توڑ، اے خیال، جلوے کو خوں بہا سمجھ
وحشتِ دردِ بیکسی، بے اثر اس قدر نہیں 3 رشتہ عمر خضؔر کو نالۂ نارسا مجھ
شوقِ عناں گسل! اگر دریں جنوں ہوس کرے 4 جادۂ سیر دو جہاں، یک مژہ خوابِ پا سمجھ
گاہ بخلد امیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک 5 گرچہ خدا کی یاد ہے، کلفتِ ماسوا سمجھ
اے بسرابِ حسنِ خلق تشنۂ سعی امتحاں 6 شوق کو منفعل نکر، ناز کو التجا سمجھ
شوخیِ حسن و عشق ہے آئینہ دارِ ہمدگر 7 خار کو بے نیام جان، ہم کو برہنہ پا سمجھ

نغمۂ بیدلاں، اسدؔ، سازِ فسانگی نہیں 8 بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ

(222)

[1821]

کلفت ربط این و آں، غفلت مدعا سمجھ 1 شوق کرے جو سرِ گراں، محملِ خوابِ پا سمجھ

جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئینہ صندلی نکر 2 عکس کجا؟ و کو نظر؟ نقش کو مدعا سمجھ

حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے 3 گر کفِ دست بام ہے، آئینے کو ہوا سمجھ

ہے خطِ عجزِ ماو تو، اولِ درسِ آرزو 4 ہے یہ سیاقِ گفتگو، کچھ نہ سمجھ، فنا سمجھ

شیشہ شکستِ اعتبار، رنگ بگردش اُستوار 5 گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ

نغمہ ہے، محوِ ساز رہ، نشہ ہے، بے نیاز رہ 6 رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ

چربی پہلوئے خیال، رزقِ دو عالم احتمال 7 کل ہے جو وعدۂ وصال، آج بھی، اے خدا سمجھ

نے سرو برگِ آرزو، نے رہ و رسمِ گفتگو 8 اے دل و جانِ خلق، تو ہم کو بھی آشنا سمجھ

لغزشِ پا کو ہے بلد، نغمۂ ''یا علی مدد'' 9 ٹوٹے گر آئینہ، اسدؔ، سُبحہ کو خونبہا سمجھ

(223)

[1816]

اے دریغا! کہ نہیں طبعِ نزاکت ساماں 1 ورنہ کانٹے میں تُلے ہے سخن سنجیدہ

(224)

[1816]

خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ 1 ورنہ ہے چرخ و زمیں، یک ورقِ گردانده

دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں 2 موجِ مے مثلِ خطِ جام، ہے برجا ماندہ

خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں 3 ہے، سخن، گرد ز دامانِ ضمیر افشاندہ

کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدیگر سے 4 ہے، ہراک فرد، جہاں میں ورقِ ناخواندہ

حیف! بیحاصلی اہلِ ریا پر، غالبؔ 5 یعنی ہیں ماندہ ازاں سو، وازیں سو راندہ

ردیف ''ی''

(225)

[1821]

مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے 1 کہیں ہو جائے جلد، اے گردشِ گردونِ دوں، وہ بھی

نظر راحت پہ میری، کر نہ وعدہ شب کے آنے کا 2 کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی

(226)

[1816]

یہ، سرنوشت میں میری ہے، اشک افشانی 1 کہ موجِ آب ہے، ہر ایک چینِ پیشانی

جنونِ وحشتِ ہستی یہ عالم ہے کہ بہار 2 رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پر افشانی

لب نگار میں آئینہ دیکھ، آب حیات 3 بہ گمرہیِ سکندرؔ ہے محوِ حیرانی

نظر غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر 4 کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے، چشمِ قربانی

کہوں وہ مصرعِ برجستہ وصفِ قامت میں 5 کہ سرو ہو نہ سکے اُس کا مصرعِ ثانی

اسدؔ نے کثرتِ دلہائے خلق سے جانا 6 کہ زلفِ یار ہے مجموعۂ پریشانی

(227)

[1816]

نظر پرستی و بیکاریِ خود آرائی 1 رقیبِ آئینہ ہے، حیرتِ تماشائی

زخود گزشتنِ دل، کاروانِ حیرت ہے 2 نگہ، غبارِ ادب گاہ جلوہ فرمائی

بچشم در شدہ مژگاں، ہے جوہرِ رگِ خواب 3 نہ پوچھ نازکیِ وحشتِ شکیبائی

خرابِ نالۂ بلبل، شہیدِ خندۂ گل 4 ہنوز دعویِ تمکین و بیمِ رسوائی

شکستِ سازِ خیال، آنسوئے گریۂ غم 5 ہنوز نالہ پرافشانِ ذوقِ رعنائی

ہزار قافلۂ آرزو، بیاباں مرگ 6 ہنوز محملِ حسرت بدوش خودرائی

وِداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا 7 اسدؔ ہنوز گمانِ غرورِ دانائی!

(228)

[1816]

نگہ اُس چشم کی، افزوں کرے ہے ناتوانائی 1 پر بالش ہے وقتِ دید، مژگانِ تماشائی

شکستِ قیمتِ دل، آں سوئے عذرِ شناسائی 2 طلسمِ ناامیدی ہے، خجالت گاہِ پیدائی

تحیر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی 3 ملی ہے جوہرِ آئینہ کو، چوں بخیہ، گیرائی

پرِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرت انشائی 4 دو عالم دیدۂ بسمل چراغاں جلوہ پیمائی

شرارِ سنگ سے پا در حنا گلگونِ شیریںؔ ہے 5 ہنوز، اے تیشۂ فرہادؔ، عرضِ آتشیں پائی

غرورِ دستِ رد نے شانہ توڑا فرقِ ہدہد پر 6 سلیمانی، ہے ننگِ بید ماغانِ خود آرائی

جنوں افسردہ و جاں ناتواں، اے جلوہ، شوخی کر 7 گئی یک عمر خود داری با استقبالِ رعنائی

نگاہِ عبرت افسوں، گاہ برق و گاہ مشعل ہے 8 ہوا ہر خلوت و جلوت سے حاصل، ذوقِ تنہائی

خدایا، خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو 9 جنوں کو سخت بیتابی ہے، تکلیفِ شکیبائی

جنونِ بیکسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا 10 شرر کیفیتِ مَے، سنگ محوِ نازِ مینائی

خراباتِ جنوں میں ہے، اسدؔ وقتِ قدح نوشی 11 بعشقِ ساقیِ کوثرؔ، بہار بادہ پیمائی

(229)

[1816]

تجھ کو، اے غفلت نسب، پروائے مشتاقاں کہاں! 1 یاں نگہ آلودہ ہے دستارِ بادامی تری

(230)

[1816]

اے خیالِ وصل، نادر ہے مَے آشامی تری 1 پختگی ہائے کبابِ دل ہوئی خامی تری
رچ گیا جوشِ صفا سے زلف کا، اعضا میں، عکس 2 ہے نزاکت جلوہ، اے ظالم، سیہ فامی تری
برگریزیہائے گل، ہے وضعِ زرافشاندنی 3 باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری
بسکہ ہے عبرت ادیبِ یاوگیہائے ہوس 4 میرے کام آئی، دلِ مایوس، ناکامی تری
ہمنشینیِ رقیباں، گرچہ، ہے سامانِ رشک 5 لیکن اُس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری
سر بزانوئے کرم رکھتی ہے شرمِ ناکسی 6 اے اسدؔ، بیجا نہیں ہے غفلت آرامی تری

(231)

[1816]

روتا ہوں بسکہ در ہوسِ آرمیدگی 1 جوں گوہر، اشک کو ہے فرامش چکیدگی
بر خاک اوفتادگیِ کشتگانِ عشق 2 ہے سجدۂ سپاس بمنزل رسیدگی
انساں نیازمندِ ازل ہے کہ جوں کماں 3 مطلب ہے ربط سے رگ و پے کی خمیدگی
ہے بسملِ ادائے چمنِ عارضاں، بہار 4 گلشن کو رنگِ گل سے ہے درخوں تپیدگی
دیکھا نہیں ہے ہم نے بعشقِ بتاں، اسدؔ 5 غیر از شکستہ حالی و حسرت کشیدگی

(232)

[1816]

نچھوڑو محفلِ عشرت میں جا، اے مَے کشاں، خالی 1 کمیں گاہِ بلا ہے، ہو گیا شیشہ جہاں خالی
نہ دوڑا ریشۂ دیوانگی صحنِ بیاباں میں 2 کہ تارِ جادہ سے ہے لجّۂ ریگِ رواں خالی
دکانِ نازکِ تاثیر ہے، از خود تہی ماندن 3 سراسر عجز ہو، گر خانہ مانندِ کماں خالی
محبت، ہے نواسازِ فغاں در پردۂ دلہا 4 کرے ہے مغز سے مانندِ نَے اُستخواں خالی
عبث ہے، خطِ ساغر جلوہ، طوقِ گردنِ قمری 5 مَے الفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی

نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر 6 عزیزاں ہے برنگِ صفر جامِ آسماں خالی
اسدؔ، ہنستے ہیں میرے گریہ ہائے زار پر مردُم 7 بھرا ہے دہر بے دردی سے، دل کیجئے کہاں خالی

(233)

[1816]

نہیں ہے، حوصلہ، پا مردِ کثرتِ تکلیف 1 جنونِ ساختہ، حرزِ فسونِ دانائی

(234)

[1865]

میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اور سہی 1 تم ہو بیداد سے خوش، اس سے سوا اور سہی
غیر کی مرگ کا غم کس لیے، اے غیرتِ ماہ؟ 2 ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہو اور سہی
تم ہو بت، پھر تمہیں پندارِ خدائی کیوں ہے؟ 3 تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی
حُسن میں حور سے بڑھ کر نہیں ہونے کے کبھی 4 آپ کا شیوہ و انداز و ادا اور سہی
تیرے کوچے کا ہے مائل، دلِ مضطر میرا 5 کعبہ ایک اور سہی، قبلہ نما اور سہی
کوئی دنیا میں مگر باغ نہیں ہے، واعظ؟ 6 خلد بھی باغ ہے، خیر آب و ہوا اور سہی
کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملا لیں، یارب؟ 7 سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی
مجھ کو وہ دو کہ جسے کھا کے نہ پانی مانگوں 8 زہر کچھ اور سہی آبِ بقا اور سہی
مجھ سے، غالبؔ، یہ علائی نے غزل لکھوائی 9 ایک بیدادگرِ رنج فزا اور سہی

(235)

[1856+]

آپ نے مَسَّنِی الضُرّ کہا ہے تو سہی 1 یہ بھی، یا حضرتِ ایوبؑ، گلا ہے تو سہی
رنج، طاقت سے سوا ہو، تو نہ پیٹوں کیوں کر؟ 2 ذہن میں، خوبیِ تسلیم و رضا، ہے تو سہی

ہے غنیمت کہ بامید گزر جائے گی عمر　3　نہ ملے داد، مگر روزِ جزا ہے تو سہی

دوست گر کوئی نہیں ہے، جو کرے چارہ گری　4　نہ سہی، لیک تمنائے دوا ہے تو سہی

غیر سے دیکھیے، کیا خوب نباہی اُس نے　5　نہ سہی ہم سے، پر اُس بت میں وفا ہے تو سہی

نقل کرتا ہوں اُسے نامۂ اعمال میں، میں　6　کچھ نہ کچھ روزِ ازل تم نے لکھا ہے تو سہی

کبھی آجائے گی، کیوں کرتے ہو جلدی، غالبؔ　7　شہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا ہے تو سہی

(236)

[1816]

دریوزۂ ساماں‌ہا، اے بے سروسامانی　1　ایجاد گریباں‌ہا، در پردۂ عریانی

تمثال تماشاہا، اقبال تمناہا　2　عجزِ عرقِ شرمے، اے آئینہ حیرانی

دعوائے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل　3　پروازِ فنا مشکل، میں عجز تن آسانی

بیگانگیِ خوہا، موجِ رمِ آہوہا　4　دامِ گلۂ الفت، زنجیرِ پشیمانی

پرواز تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی　5　خوں ہو قفسِ دل میں، اے ذوقِ پرافشانی

سنگ آمد و سخت آمد، دردِ سرِ خودداری　6　معذورِ سبکساری، مجبورِ گرانجانی

گلزارِ تمنا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں　7　صد نالہ اسدؔ، بلبل در بندِ زباندانی

(237)

[1816]

کرے ہے رہرواں سے خضرِ راہِ عشق جلادی　1　ہوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی

نظر بندِ تصور ہے قفس میں، لطفِ آزادی　2　شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیادی

کرے ہے حُسنِ ویراں کار روئے سادہ رُویاں پر　3　غبارِ خط سے تعمیرِ بنائے خانہ بربادی

چنار آسا عدم سے بادلِ پُر آتش آیا ہوں　4　تہی آغوشیِ دستِ تمنا کا ہوں فریادی

اسدؔ، از بسکہ فوجِ درد و غم سرگرمِ جولاں ہے　5　غبارِ راہِ ویرانی ہے ملکِ دل کی آبادی

(238)

[1821]

تمثالِ جلوہ عرض کر، اے حسن، کب تلک 1 آئینۂ خیال کو دیکھا کرے کوئی؟

(239)

[1821]

وحشت کہاں کہ بیخودی انشا کرے کوئی؟ 1 ہستی کو لفظِ معنیِ عنقا کرے کوئی

جو کچھ ہے، محوِ شوخیِ ابروئے یار ہے 2 آنکھوں کو رکھ کے طاق پہ، دیکھا کرے کوئی

عرضِ سرشک پر ہے، فضائے زمانہ تنگ 3 صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی؟

خوانا نہیں ہے خط رقمِ اضطرار کا 4 تدبیرِ پیچ تابِ نفس کیا کرے کوئی؟

وہ شوخ اپنے حسن پہ مغرور ہے، اسدؔ 5 دکھلا کے اُس کو آئینہ توڑا کرے کوئی؟

(240)

[1816]

نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی 1 دیا ابرو کو چھیڑ، اور اُس نے فتنے کو اشارت کی

روانیِ موجِ مے کی، گر، خطِ جام آشنا ہووے 2 لکھے کیفیت اُس سطرِ تبسم کی عبارت کی

شہِ گل نے کیا جب بندوبستِ گلشن آرائی 3 عصائے سبز دے نرگس کو دی خدمت نظارت کی

نہیں ریزش عرق کی، اب اُسے ذوبانِ اعضا ہے 4 تبِ خجلت نے یہ نبضِ رگِ گل میں حرارت کی

زبس نکلا غبارِ دل بوقتِ گریہ آنکھوں سے 5 اسدؔ کھائے ہوئے سرمے نے آنکھوں میں بصلت کی

(241)

[?]

تحریر ہے، یہ غالبؔ یزداں پرست کی 1 تاریخ اس کی، آج نویں ہے اگست کی

(242)

[1816]

برلطفِ مہوشاں رہتی ہے، شب بیدار ظاہر ہے 1 زبانِ شانہ سے تعبیر صد خوابِ پریشاں کی

(243)

[1816]

بجز دیوانگی ہوتا نہ انجامِ خود آرائی 1 اگر پیدا نکرتا آئینہ زنجیر جوہر کی

مرادل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس، شاید 2 یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی

غرورِ لطفِ ساقی نشۂ بیباکیِ مستاں 3 نم دامانِ عصیاں ہے، طراوت موجِ کوثرؔ کی

اسدؔ جز آب بخشیدن ز دریا خضر کو کیا تھا؟ 4 ڈبوتا چشمۂ حیواں میں، گر، کشتی سکندرؔ کی

(244)

[1860-]

اگر ہوتا تو کیا ہوتا، یہ کہیے 1 نہ ہونے پر ہیں یہ باتیں ذہن کی

(245)

[1816]

پھونکتا ہے نالہ ہر شب صور اسرافیل کی 1 ہم کو جلدی ہے، مگر تو نے قیامت ڈھیل کی

کی ہیں کس پانی سے یاں یعقوبؔ نے آنکھیں سفید؟ 2 ہے جو آبی پیرہن، ہر موج رودِ نیلؔ کی

عرش پر تیرے قدم سے ہے، دماغِ گردِ راہ 3 آج تنخواہِ شکستن ہے کُلہ جبریل کی

مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ 4 وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیلؔ کی

خیر خواہِ دید ہوں، از بہرِ دفعِ چشم زخم 5 کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی

نالہ کھینچا ہے، سراپا داغِ جرأت ہوں، اسدؔ 6 کیا سزا ہے میرے جرم آرزو تاویل کی؟

(246)

[1826]

اب بے خبراں، میرے لبِ زخمِ جگر پر 1 بخیہ جسے کہتے ہو، شکایت ہے رفو کی

گو زندگیِ زاہدِ بیچارہ عبث ہے 2 اتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیر وضو کی

(247)

[1816]

کہوں کیا گرمجوشی میکشی میں شعلہ رویاں کی 1 کہ شمع خانۂ دل، آتشِ مے سے فروزاں کی
ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی 2 سیاہی، ہے مرے ایام میں، لوحِ دبستاں کی
دریغ! آہِ سحرگہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے 3 کہ ہوتی ہے زیادہ، سرد مہری شمع رویاں کی
مجھے اپنے جنوں کی، بے تکلف، پردہ داری تھی 4 ولیکن کیا کروں، آوے جو رسوائی گریباں کی
ہنر پیدا کیا ہے میں نے، حیرت آزمائی میں 5 کہ جوہر آئینے کا ہر پلک، ہے چشمِ حیراں کی
خدایا، کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے! 6 کہ ہیں صد رخنہ، چوں غربال، دیواریں گلستاں کی
ہوا شرمِ تہیدستی سے وہ بھی سرنگوں آخر 7 بس، اے زخمِ جگر، اب دیکھ لی شورش نمکداں کی
بہ یادِ گرمیِ صحبت، برنگِ شعلہ دَہکے ہے 8 چھپاؤں کیونکہ، غالبؔ، سوزشیں داغِ نمایاں کی

(248)

[1816]

تھکا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے 1 زبہر یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی

(249)

[1816]

نہ کھینچ، اے دستِ سعیِ نارسا، زلفِ تمنا کو 1 پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی
کماں ہم بھی رگ و پے رکھتے ہیں انصاف بہتر ہے 2 نہ کھینچے، طاقتِ خمیازہ، تہمت ناتوانی کی
تکلف بر طرف، فرہاد اور اتنی سبکدستی 3 خیال آساں تھا، لیکن خوابِ خسروؔ نے گرانی کی
اسدؔ کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے 4 فقیری میں بھی باقی ہے، شرارت نوجوانی کی

(250)

[1821]

کرتے ہو شکوہ کس کا؟ تم اور بیوفائی! 1 سر پیٹتے ہیں اپنا، ہم اور نیک نامی
صد رنگ گل کترنا، در پردہ قتل کرنا 2 تیغِ ادا نہیں ہے پابندِ بے نیامی
طرفِ سخن نہیں ہے مجھ سے، خدا نکردہ 3 ہے نامہ بر کو اُس سے دعوائے ہمکلامی
طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد 4 اے غم، ہنوز آتش! اے دل، ہنوز خامی!
ہر چند عمر گزری آزردگی میں، لیکن 5 ہے شرحِ شوق کو بھی، جوں شکوہ، ناتمامی
ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت 6 دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی

(251)

[1816]

بیخود، ز بسکہ خاطرِ بیتاب، ہوگئی 1 مژگانِ بازماندہ، رگِ خواب ہوگئی
موجِ تبسمِ لب آلودۂ مسی 2 میرے لیے تو تیغِ سیہ تاب ہوگئی
رخسارِ یار کی جو کھلی جلوہ گستری 3 زلفِ سیاہ بھی، شبِ مہتاب ہوگئی
بیدادِ انتظار کی طاقت نہ لاسکی 4 اب جان بر لب آمدہ، بیتاب ہوگئی
غالبؔ، ز بسکہ سوکھ گئے چشم میں سرشک 5 آنسو کی بوند گوہرِ نایاب ہوگئی

ردیف "ے"

(252)

[1816]

تاچند، نفس، غفلتِ ہستی سے بر آوے 1 قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب، خبر آوے!
ہے طاقِ فراموشیِ سودائے دو عالم 2 وہ سنگ کہ گلدستۂ جوشِ شرر آوے

درد، آئینہ کیفیتِ صد رنگ ہے، یارب 3 خمیازہ طرب، ساغرِ زخمِ جگر آوے!

جمعیتِ آوارگیِ دید نہ پوچھو 4 دل تا مژہ، آغوشِ وِداعِ نظر آوے

اے ہرزہ دوی، مِنّتِ تمکینِ جنوں کھینچ 5 تا آبلہ محمل کشِ موجِ گہر آوے

زاہد کہ جنوں سُبحۂ تحقیق ہے، یارب 6 زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در آوے!

وہ تشنۂ سرشارِ تمنا ہوں کہ جس کو 7 ہر ذرہ بکیفیتِ ساغر نظر آوے

تمثالِ بتاں گر نرکھے پنبۂ مرہم 8 آئینہ بعریانیِ زخمِ جگر آوے

ہر غنچہ، اسدؔ، بارگہِ شوکتِ گل ہے 9 دل فرشِ رہِ ناز ہے، بیدلؔ اگر آوے

(253)

[1816]

قتلِ عُشّاق، نہ غفلت کشِ تدبیر آوے 1 یارب آئینہ بطاقِ خمِ شمشیر آوے!

بالِ طاؤس ہے رعنائی ضعفِ پرواز 2 کون ہے داغ کہ شعلے کا عناں گیر آوے؟

عرض حیرانی بیمارِ محبت معلوم! 3 عیسیٰؔ، آخر بکف آئینہ تصویر آوے

ذوقِ راحت اگر احرامِ تپش ہو، جنوں شمع 4 پائے خوابیدہ، بدلجوئی شب گیر آوے

اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں 5 موجۂ ریگ سے دل، پائے بزنجیر آوے

وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوّارہ نمط 6 سیل، صیادِ کمیں خانۂ تعمیر آوے

سر معنی بگریبانِ شقِ خامہ، اسدؔ 7 چاکِ دل، شانہ کشِ طرّۂ تحریر آوے

(254)

[1865]

لطفِ نظّارۂ قاتل، دمِ بسمل، آئے 1 جان جائے، تو بلا سے، پہ کہیں دل آئے

ان کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری؟ 2 دوست جو ساتھ مرے تالبِ ساحل آئے

وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ 3 ساتھ حُجاج کے اکثر کئی منزل آئے

آئیں جس بزم میں وہ، لوگ پکار اُٹھتے ہیں 4 لو، وہ برہم زن ہنگامۂ محفل آئے

دیدہ خونبار ہے مدّت سے، ولے آج، ندیم 5 دل کے ٹکڑے بھی کئی، خون کے شامل آئے

سامنا، حور و پری نے نہ کیا ہے، نہ کریں 6 عکس تیرا ہی، مگر تیرے مقابل آئے

موت بس اُن کی ہے، جو مر کے وہیں دفن ہوئے 7 زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھایل آئے

بن گیا سبحہ وہ زُنار، خدا خیر کرے! 8 وہ جو نازک ہے کمر اُس پہ بہت دل آئے

اب ہے دلی کی طرف کوچ ہمارا، غالبؔ 9 آج ہم حضرت نواب سے بھی مِل آئے

(255)

[1816]

دل ہی نہیں کہ مِنّتِ درباں اٹھایئے 1 کس کو وفا کا سلسلہ جُنباں اٹھایئے؟

تا چند داغ بیٹھیے، نقصاں اٹھایئے؟ 2 اب چار سوئے عشق سے دوکاں اٹھایئے

ہستی، فریب نامۂ موجِ سراب ہے 3 یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اٹھایئے

ضبطِ جنوں سے، ہر سرِ مو ہے ترانہ خیز 4 یک نالہ بیٹھیے، تو نیستاں اٹھایئے

نذر خراشِ نالہ، سرشکِ نمک اثر 5 لطفِ کرم، بدولتِ مہماں اٹھایئے

انگور، سعیِ بے سروپائی سے سبز ہے 6 غالبؔ بدوشِ دل خمِ مستاں اٹھایئے

(256)

[1866]

آج یک شنبے کا دن ہے، آؤ گے؟ 1 یا فقط رستا ہمیں بتلاؤ گے؟

(257)

[1816]

وہ نہا کر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے 1 بال کس گرمی سے سُکھلاتا تھا سنبل کے تلے؟

کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں تِل کی جگہ 2 خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے

بسکہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقت مے شکست 3 بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے

ہے پرِ افشانِ تپیدنہا بتکلیفِ ہوس 4 ورنہ صد گلزار ہے یک بالِ بلبل کے تلے

پے بمقصد بُردنی ہے خضرِ مَے سے، اے اسدؔ 5 جادۂ منزل ہے خطّ ساغرِ گُل کے تلے

(258)

[1816]

سمجھاؤ اُسے یہ وضع چھوڑے 1 جو چاہے کرے، یہ دل نہ توڑے

تقریر کا اُس کی حال مت پوچھ 2 معنیٰ ہیں بہت، تو لفظ تھوڑے

نذرِ مژہ کر دل و جگر کو 3 چیرے ہی سے جائیں گے یہ پھوڑے

عاشق کو یہ چاہیے کہ ہرگز 4 اندوہ سے (اپنا) منہ نہ موڑے

آجا لبِ بام، کوئی کب تک؟ 5 دیوار سے اپنے سر کو پھوڑے

جاتے ہیں رقیب کو خط اس کے 6 کاغذ کے دوڑتے ہیں گھوڑے

غم خوار کو ہے قسم کہ زنہار 7 غالبؔ کو نہ تشنہ کام چھوڑے

حسرت زدۂ طرب ہے یہ شخص 8 دم جب کہ وقتِ نزع توڑے

پانی نہ چوائے اس کے منہ میں 9 گل مے میں بھگو نچوڑے

(259)

[1835]

اور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے 1 فقط ایک شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے

اُس کا یہ حال کہ کوئی نہ ادا سنج ملا 2 آپ لکھتے تھے ہم اور آپ اُٹھا رکھتے تھے

(260)

[1816]

خبر نگہ کو نگہ چشم کو عدو جانے 1 وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے

نفس بنالہ رقیب، و نگہ باشکِ عدو 2 زیادہ اس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے

بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال 3 مباد، حوصلہ معذورِ جستجو جانے

جنوں فسردۂ تمکیں ہے، کاش! عہدِ وفا 4 گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے

نہ ہووے کیونکہ اُسے فرض قتلِ اہلِ وفا 5 لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے

زباں سے عرضِ تمنائے خامشی معلوم 6 مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے

مسیحِ کشتۂ الفت ببر علی خاں ہے 7 کہ جو، اسدؔ، تپشِ نبضِ آرزو جانے

(261)

[1816]

اگر گل حسن و الفت کی بہم جوشیدنی جانے 1 پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے

فسونِ حسن سے ہے، شوخیِ گلگونہ آرائی 2 بہار، اُس کی کفِ مشاطہ میں بالیدنی جانے

نوائے بلبل و گل، پاسبانِ بیدماغی ہے 3 بیک مِژگانِ خوباں، صد چمن خوابیدنی جانے

زہے! شب زندہ دارِ انتظارستاں کہ وحشت سے 4 مژہ، پیچک میں مہ کی سُوزن آسا، چیدنی جانے

خوشا! مستی، کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے 5 نگہ، شمشیر میں جوں جوہر، آرامیدنی جانے

جفا شوخ، وہوس گستاخ مطلب ہے، مگر عاشق 6 نفس، در قالب خشتِ لحد دزدیدنی جانے

نوائے طائرانِ آشیاں گم کردہ آتی ہے 7 تماشا ہے کہ رنگِ رفتہ برگردیدنی جانے

اسدؔ، جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی 8 زبانِ ہر سرِ مو، حالِ دل پرسیدنی جانے

(262)

[182]

صبا، لگا وہ طمانچے طرف سے بلبل کی 1 کہ روئے غنچہ گل سوئے آشیاں پھر جائے

(263)

[1816]

ہے انتظار سے شرر آبادِ رستخیز 1 مژگانِ کوہکن، رگِ خارا کہیں جسے

کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو، عندلیب 2 زخمِ فراق، خندۂ بیجا کہیں جسے
یارب، ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائیو 3 محشرِ خیال کہ دنیا کہیں جسے

(264)

[1816]

کرتا ہے گل جنون تماشا کہیں جسے 1 گلدستۂ نگاہ سویدا کہیں جسے

(265)

[1812]

اک گرم آہ کی، تو ہزاروں کے گھر جلے 1 رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر، ہم جگر جلے
پروانے کا نہ غم ہو، تو پھر کس لیے، اسؔد 2 ہر رات، شمع، شام سے لے تا سحر جلے؟

(266)

[1816]

عاشق، نقابِ جلوۂ جانانہ چاہیے 1 فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہیے
پیدا کریں دماغِ تماشائے سرو و گل 2 حسرت کشوں کو ساغر و مینانہ چاہیے
دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق 3 اے بے تمیز، گنج کو ویرانہ چاہیے
ساقی، بہارِ موسمِ گل ہے سرور بخش 4 پیماں سے ہم گزر گئے، پیمانہ چاہیے
جادُو ہے یار کی روشِ گفتگو، اسؔد 5 یاں جز فسوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے

(267)

[1821+]

دل تو ہو، اچھا نہیں ہے گر دماغ 1 کچھ تو اسبابِ تمنا چاہیے

(268)

[1821]

وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے 1 صاحب کے ہمنشیں کو کرامات چاہیے

(269)

[1821+]

یہ کون کہوے ہے آباد کر ہمیں؟ لیکن 1 کبھی زمانہ مرادِ دلِ خراب تو دے

(270)

[1821]

کیا ہے ترکِ دنیا کاہلی سے 1 ہمیں حاصل نہیں بیحاصلی سے
خراجِ دیہہِ ویراں، یک کفِ خاک 2 بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے
پر افشاں ہوگئے شعلے ہزاروں 3 رہے ہم داغ، اپنی کاہلی سے
خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر 4 پھرے ہم در بدر ناقابلی سے
اسدؔ قربانِ لطفِ جورِ بیدل 5 خبر لیتے ہیں لیکن بیدلی سے

(271)

[1816]

گدائے طاقتِ تقریر ہے، زباں، تجھ سے 1 کہ خامُشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے
فسردگی میں ہے فریادِ بیدلاں تجھ سے 2 چراغِ صبح، و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے
بہارِ حیرتِ نظّارہ، سخت جانی ہے 3 حنائے پائے اجل، خونِ کشتگاں، تجھ سے
پری بشیشہ، و عکسِ رخ اندر آئینہ 4 نگاہِ حیرتِ مشّاطہ، خوں فشاں تجھ سے
طراوتِ سحر ایجادیِ اثر یک سو 5 بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے

چمن چمن گلِ آئینہ در کنارِ ہوس 6 امید، محوِ تماشائے گلستاں تجھ سے

نیاز، پردۂ اظہارِ خود پرستی ہے 7 جبینِ سجدہ فشاں تجھ سے، آستاں تجھ سے

بہانہ جوئیِ رحمت، کمیں گرِ تقریب 8 وفائے حوصلہ، و رنجِ امتحاں تجھ سے

اسدؔ طلسم قفس میں رہے، قیامت ہے! 9 خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے

(272)

[1816]

کیا پوچھے ہے بر خود غلطیہائے عزیزاں! 1 خواری کو بھی اک عار ہے، عالی نسبوں سے

گو تم کو رضا جوئیِ اغیار ہے، لیکن 2 جاتی ہے ملاقات کب ایسے سببوں سے؟

مت پوچھ اسدؔ، غصۂ کم فرصتیِ زیست 3 دو دن بھی جو کاٹے، تو قیامت تعبوں سے

(273)

[1816]

خوابِ جمعیّت مخمل ہے پریشاں مجھ سے 1 رگِ بستر کو ملی شوخیِ مژگاں مجھ سے

کنجِ تاریک و کمیں گیریِ اختر شُمری 2 عینکِ چشم بنا روزنِ زنداں مجھ سے

اے تسلی، ہوسِ وعدہ فریب افسوں ہے 3 ورنہ، کیا ہو نہ سکے نالہ بساماں مجھ سے؟

بستنِ عہدِ محبت ہمہ نادانی تھا 4 چشمِ نکشودہ رہا عقدۂ پیماں مجھ سے

آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما تجھ سے 5 چشمک آرائی صد شہرِ چراغاں مجھ سے

اے اسدؔ، دسترسِ وصلِ تمنا معلوم 6 کاش! ہو قدرتِ برچیدنِ داماں مجھ سے

(274)

[1816]

خدایا، دل کہاں تک دن بصد رنج وتعب کاٹے	1	خمِ گیسو ہو شمشیرِ سیہ تاب اور شب کاٹے!
کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عشق، خود آرایاں	2	صدف، دندانِ گوہر سے، بہ حسرت اپنے لب کاٹے
دریغا! وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے	3	بقدرِ یک نفس جادہ، بصد رنج وتعب کاٹے
یقیں ہے، آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو	4	دمِ تیغِ توکل سے اگر پائے سبب کاٹے
اسدؔ مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جرأت؟	5	کہ میں نے دست وپا باہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے

(275)

[?]

ہوئے یہ رہرواں دل خستہ شرمِ نارسائی سے	1	کہ دستِ آرزو سے یک قلم پائے طلب کاٹے

(276)

[1816]

ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ	1	کرمکِ شب تاب آسا، مہ پرافشانی کرے
وقت اس اُفتادہ کا خوش، جو قناعت سے، اسدؔ	2	نقشِ پائے مور کو تختِ سلیمانی کرے

(277)

[1816]

محوِ آرامیدگی، سامانِ بیتابی کرے	1	چشم میں توڑے نمکداں، تا شکر خوابی کرے
آرزوئے خانہ آبادی نے ویراں تر کیا	2	کیا کروں، گر سایۂ دیوار سیلابی کرے
نغمہ ہا، وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس	3	ناخنِ تیغِ بتاں، شاید کہ مضرابی کرے
صبح دم وہ جلوہ ریزِ بے نقابی ہو اگر	4	رنگِ رخسارِ گلِ خُرشید، مہتابی کرے
زخمہائے کہنۂ دل رکھتے ہیں جوں مردگی	5	اے خوشا! گر آبِ تیغِ ناز تیزابی کرے
بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو، غالبؔ، تو پھر	6	کیوں نہ دلّی میں ہر اک ناچیز نوابی کرے

(278)

[1816]

اے خوشا! وقتے کہ ساقی یک خُمستاں وا کرے 1 تار و پود فرشِ محفل، پنبۂ مینا کرے

گر تپ آسودۂ مژگاں تصرف وا کرے 2 رشتۂ پا، شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے

گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو 3 دستِ رد، سطرِ تبسم یک قلم انشا کرے

جو عزادارِ شہیدانِ نفس دزدیدہ ہو 4 نوحۂ ماتم بآوازِ پرِ عنقا کرے

حلقۂ گردابِ جوہر کو بنا ڈالے تنور 5 عکس، گر طوفانیِ آئینہ دریا کرے

یک درِ بر روئے رحمت بستہ دورِ شش جہت 6 نا امیدی ہے، خیالِ خانہ ویراں کیا کرے!

توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو، پھر ہم کو کیا؟ 7 آسماں سے بادۂ گلفام گر برسا کرے

ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی، اسدؔ 8 ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے

(279)

[1816]

یوں، بعد ضبطِ اشک پروں، گرد یار کے 1 پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے

بعد از وداعِ یار بخوں در تپیدہ ہیں 2 نقشِ قدم، ہیں ہم، کفِ پائے نگار کے

ظاہر ہے ہم سے، کلفتِ بختِ سیاہ زور 3 گویا کہ تختہ مشق ہیں خطِ غبار کے

حسرت سے دیکھ رہتے ہیں، ہم آب و رنگِ گل 4 مانندِ شبنم، اشک ہیں مژگانِ خار کے

ہم، مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے، اسدؔ 5 لائق نہیں رہے ہیں، غمِ روزگار کے

(280)

[1816]

تا چند نازِ مسجد و بتخانہ کھینچیے 1 جوں شمع، دل بخلوت جانانہ کھینچیے

بہزاد، نقشِ یک دلِ صد چاک عرض کر 2 گر زلفِ یار کھینچ نہ سکے، شانہ کھینچیے
راحت، کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ ہے 3 پائے نظر بدامن افسانہ کھینچیے
زلفِ پری، بسلسلۂ آرزو رسا 4 یک عمر، دامنِ دلِ دیوانہ کھینچیے
یعنی، دماغِ غفلتِ ساقی رسیدہ تر 5 خمیازۂ خمار سے پیانہ کھینچیے
پروازِ آشیانۂ عنقائے ناز ہے 6 بالِ پری بوحشتِ بیجا نہ کھینچیے
عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر 7 دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے
ہے ذوقِ گریہ، عزمِ سفر کیجیے، اسدؔ 8 رختِ جنونِ سیل بویرانہ کھینچیے

(281)

[1816]

دامانِ دل بوہمِ تماشا نہ کھینچیے 1 اے مُدعی، خجالت بیجا نہ کھینچیے
گل، سربسر، اشارۂ جیبِ دریدہ ہے 2 نازِ بہار جز بتقاضا نہ کھینچیے
حیرت حجابِ جلوہ، و وحشت غبارِ چشم 3 پائے نظر بدامنِ صحرا نہ کھینچیے
واماندگی بہانہ، و دلبستگی فریب 4 دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے
کرتے ہوئے تصورِ یار آئے ہے حیا 5 کیا فائدہ کہ منتِ بیگانہ کھینچیے
گر صفحے کو نہ دیجیے پردازِ سادگی 6 جز خطِّ عجز، نقشِ تمنا نہ کھینچیے
دیدارِ دوستانِ لباسی ہے ناگوار 7 صورت بکار خانۂ دیبا نہ کھینچیے
ہے بے خمار نشۂ خونِ جگر، اسدؔ 8 دستِ ہوس بگردنِ مینا نہ کھینچیے

(282)

[1812]

جو حدِ تقویٰ ادا نہووے، تو اپنا مذہب یہی ہے، غالبؔ
ہوس نہ رہ جائے کوئی باقی، گناہ کیجیے، تو خوب کیجیے

(283)

[1816]

1 تشنۂ خونِ تماشا جو وہ پانی مانگے — آئینہ، رخصتِ اندازِ روانی مانگے

2 رنگ سے گل نے دمِ عرضِ پریشانیِ بزم — برگِ گل، ریزۂ مینا کی نشانی مانگے

3 زلفِ تحریر پریشانِ تقاضا ہے، مگر — شانہ ساں، مُو بزباں خامۂ مانؔی مانگے

4 آمدِ خط ہے، نکر خندۂ شیریں، کہ مباد! — چشمِ مور، آئینۂ دل نگرانی مانگے

5 ہوں گرفتارِ کمینگاہِ تغافل کہ جہاں — خوابِ صیاد سے، پرواز، گرانی مانگے

6 چشمِ پرواز و نفس خفتہ، مگر ضعفِ امید — شہپر کاہ، پئے مژدہ رسانی مانگے

7 وحشتِ شورِ تماشا ہے کہ جوں نکہتِ گل — نمکِ زخمِ جگر بال فشانی مانگے

8 گر ملے حضرتِ بیدلؔ کا خطِ لوحِ مزار — اسدؔ آئینۂ پردازِ معانی مانگے

(284)

[1816]

1 باعثِ واماندگی ہے عمرِ فرصت جو مجھے — کردیا ہے پا زنجیرِ رمِ آہو مجھے

2 فرصت آرامِ غشِ ہستی ہے، بُحرانِ عدم — ہے شکستِ رنگِ امکاں، گردشِ پہلو مجھے

3 سازِ ایمائے فنا ہے عالمِ پیری، اسدؔ — قامتِ خم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے

(285)

[1816]

1 ترجبیں رکھتی ہے، شرمِ قطرہ سامانی مجھے — موجِ گردابِ حیا ہے، چینِ پیشانی مجھے

2 شبنم آسا کو مجالِ سُبحہ گردانی مجھے؟ — ہے، شعاعِ مہر، زُنارِ سلیمانی مجھے

بلبلِ تصویر ہوں بیتابِ اظہارِ تپش 3 جنبشِ نالِ قلم، جوشِ پر افشانی مجھے

ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال 4 داغ ہے مُہرِ دہن، جوں چشمِ قربانی مجھے

شوخ، ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن 5 ہے گریباں گیرِ فرصت، ذوقِ عریانی، مجھے

وا کیا ہرگز نہ میرا عقدۂ تارِ نفس 6 ناخنِ بریدہ، ہے تیغِ صفاہانی مجھے

ہوں ہیولائے دو عالم، صورتِ تقریر، اسدؔ 7 فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے

(286)

[1816]

ہمزباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے 1 مردمک، ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے

خاکِ فرصت برسرِ ذوقِ فنا! اے انتظار 2 ہے غبارِ شیشۂ ساعت، رمِ آہو مجھے

کثرتِ جور و ستم سے، ہو گیا ہوں بیدماغ 3 خوبرویوں نے بنایا عاقبت بدخو مجھے

اضطرابِ عمر بے مطلب نہیں آخر، کہ ہے 4 جستجوئے فرصتِ ربطِ سرِ زانو مجھے

چاہیے درمانِ ریشِ دل بھی تیغِ ناز سے 5 مرہمِ زنگار ہے وہ وسمۂ ابرو مجھے

(287)

[1812]

ہنستے ہیں، دیکھ دیکھ کے، سب ناتواں مجھے 1 یہ رنگِ زرد، ہے چمنِ زعفراں مجھے

(288)

[1816]

صبح، ناپیدا ہے کلفت خانۂ اِدبار میں 1 توڑنا ہوتا ہے رنگِ یک نفس، ہر شب مجھے

شومیِ طالع سے ہوں ذوقِ معاصی میں اسیر 2 نامۂ اعمال ہے، تاریکیِ کوکب مجھے

درد ناپیدا، و بیجا تہمتِ وارستگی 3 پردہ داریاوگی ہے، وسعتِ مشرب مجھے

(289)

[1816]

ہے پیچ تابِ رشتۂ شمعِ سحر گہی 1 خجلت گدازی نفسِ نارسا مجھے
واں رنگہا بہ پردۂ تدبیر ہیں ہنوز 2 یاں شعلۂ چراغ ہے، برگِ حنا مجھے
پروازہا، نیازِ تماشائے حسنِ دوست 3 بالِ کشادہ ہے، نگہِ آشنا مجھے
از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے 4 موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے، صدا مجھے
تا چند پست فطرتیِ طبع آرزو؟ 5 یارب، ملے بلندیِ دستِ دعا مجھے
یاں آب و دانہ، موسمِ گل میں حرام ہے 6 زُنّارِ واگستہ ہے، موجِ صبا مجھے
یکبار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے 7 اے جوشِ عشق، بادۂ مرد آزما مجھے
میں نے جنون سے کی جو، اسدؔ التماسِ رنگ 8 خونِ جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے

(290)

[+1821]

زندگی میں بھی، رہا ذوقِ فنا کا مارا 1 نشّہ بخشا غضب اس ساغرِ خالی نے مجھے
بسکہ تھی فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن 2 رنگِ شہرت نہ دیا تازہ خیالی نے مجھے
جلوۂ خور سے، فنا ہوتی ہے شبنم، غالبؔ 3 کھو دیا سطوتِ اسمائے جلالی نے مجھے

(291)

[1816]

شکلِ طاؤس، گرفتار بنایا ہے مجھے 1 ہوں وہ گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے

پرِ طاؤس، تماشا نظر آیا ہے مجھے 2 ایک دل تھا کہ بصد رنگ دکھایا ہے مجھے

عکسِ خط، تا سخنِ ناصحِ دانا سرسبز 3 آئینہ، بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے

سنبلستانِ جنوں ہوں، ستمِ نسبتِ زلف 4 موکشاں خانۂ زنجیر میں لایا ہے مجھے

گردباد، آئینہ محشرِ خاکِ مجنوںؔ 5 یک بیاباں دلِ بیتاب اُٹھایا ہے مجھے

حیرتِ کاغذِ آتشزدہ ہے، جلوۂ عمر 6 تہ ِخاکسترِ صد آئینہ پایا ہے مجھے

لالہ و گل بہم آئینۂ اخلاقِ بہار 7 ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے

دردِ اظہارِ تپش کسوتِ گل معلوم! 8 ہوں میں وہ چاک کہ کانٹوں سے سلایا ہے مجھے

بے دماغِ تپش، و عرضِ دو عالم فریاد 9 ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے

جامِ ہر ذرّہ ہے سرشارِ تمنا مجھ سے 10 کس کا دل ہوں کہ دو عالم سے لگایا ہے مجھے

جوشِ فریاد سے لونگا دیتِ خواب، اسدؔ 11 شوخیِ نغمۂ بیدلؔ نے جگایا ہے مجھے

(292)

[1816]

باغ تجھ بن گلِ نرگس سے ڈراتا ہے مجھے 1 چاہوں گر سیرِ چمن، آنکھ دکھاتا ہے مجھے

شورِ تمثال ہے کس رشکِ چمن کا، یارب؟ 2 آئینہ، بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے

حیرت آئینہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع 3 کس قدر داغِ جگر شعلہ اٹھاتا ہے مجھے

میں ہوں اور حیرتِ جاوید، مگر ذوقِ خیال 4 بفسونِ نگہِ ناز ستاتا ہے مجھے

حیرتِ فکرِ سخن، سازِ سلامت ہے، اسدؔ 5 دل پسِ زانوئے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے

(293)

[1816]

ماہِ نو ہوں، کہ فلک عجز سکھاتا ہے مجھے 1 عمر بھر ایک ہی پہلو پہ سلاتا ہے مجھے

(294)

[1816]

ہر رنگِ سوز، پردۂ یک ساز ہے مجھے 1 بالِ سمندر، آئینہ ناز ہے مجھے

طاؤسِ خاک، حسنِ نظر باز ہے مجھے 2 ہر ذرہ، چشمک نگہِ ناز ہے مجھے

آغوشِ گل ہے آئینہ ذرّہ ذرّہ خاک 3 عرضِ بہار، جوہرِ پرداز ہے مجھے

ہے بوئے گل غریب تسلی گہِ وطن 4 ہر جزو آشیاں، پرِ پرواز ہے مجھے

ہے جلوۂ خیال، سُویدائے مردمک 5 جوں داغ، شعلہ سرخطِ آغاز ہے مجھے

وحشت بہارِ نشّہ، وگل ساغرِ شراب 6 چشمِ پری، شفق کدۂ راز ہے مجھے

فکرِ سخن، بہانۂ پردازِ خامشی 7 دودِ چراغ، سرمۂ آواز ہے مجھے

ہے خامہ فیضِ بیعتِ بیدلؔ بکف، اسدؔ 8 یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے

(295)

[1816]

کاوشِ وزدِ حنا پوشیدہ افسوں ہے مجھے 1 ناخنِ انگشتِ خوباں،نعلِ واژوں ہے مجھے

ریشۂ شہرت دوانیدن ہے، رفتن زیرِ خاک 2 خنجرِ جلاد، برگِ بیدِ مجنوں، ہے مجھے

ساقیا، دے ایک ہی ساغر میں سب کو مَے، کہ آج 3 آرزوئے بوسۂ لبہائے میگوں ہے مجھے

ہو گئے باہمدگر، جوشِ پریشانی سے، جمع 4 گردشِ جامِ تمنا، دورِ گردوں ہے مجھے

دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقی بھی کہ اب 5 بدر کے مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے

غنچگی ہے، بر نفس پیچیدنِ فکر، اے اسدؔ 6 واشگفتنہائے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے

(296)

[-1861]

گھر سے نکالنا ہے اگر، ہاں نکالیے 1 ناحق کی حجتیں نہ، مری جاں، نکالیے

لیں بوسہ، یا مصیبتِ ہجراں بیاں کریں 2 اک مُنہ ہے، کون کون سے ارماں نکالیے

(297)

[1853]

ذرا کر زور سینے پر، کہ تیرِ پُرستم نکلے 1 جو وہ نکلے، تو دل نکلے جو دل نکلے، تو دم نکلے

(298)

[1821+]

گر مصیبت تھی، تو غربت میں اُٹھالیتا، اسدؔ 1 میری دلی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے!

(299)

[1816]

نوائے خفتۂ الفت، اگر، بیتاب ہوجاوے 1 پرِ پروانہ، تارِ شمع پر مِضراب ہوجاوے

اگر وحشت عرق افشانِ بے پرواخرامی ہو 2 بیاضِ دیدۂ آہو، کفِ سیلاب ہوجاوے

زبس طوفانِ آب وگل ہے، غافل، کیا تعجب ہے! 3 کہ ہر یک گردبادِ گلستاں، گرداب ہوجاوے

اثر میں یاں تک، اے دستِ دعا، دخلِ تصرف کر 4 کہ سجدہ قبضۂ تیغِ خمِ محراب ہوجاوے

برنگِ گل، اگر شیرازہ بندِ بیخودی رہیے 5 ہزار آشفتگی، مجموعۂ یک خواب ہوجائے

اسدؔ، باوصف مشقِ بے تکلف خاک گردیدن 6 غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہوجاوے

(300)

[1816]

نمک برداغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ہے 1 سوادِ دیدۂ آہو شبِ مہتاب ہوجاوے

(301)

[1816]

بہ پاسِ شوخیِ مژگاں، سرِ ہر خار، سوزن ہے 1 تبسم، برگِ گل کو بخیۂ دامن نہ ہوجاوے

جراحت دوزیِ عاشق ہے جائے رحم، ترساں ہوں 2 کہ رشتہ، تارِ اشکِ دیدۂ سوزن نہ ہوجاوے

غضب شرم آفریں ہے، رنگ ریزیہائے خود بینی 3 سفیدی آئینے کی، پنبۂ روزن نہ ہوجاوے

(302)

[1816]

یاد رکھیے ناز ہائے التفاتِ اوّلیں 1 آشیانِ طائرِ رنگِ حنا ہوجایئے

لطفِ عشقِ ہر یک، اندازِ دگر دکھلائے گا 2 بے تکلف یک نگاہِ آشنا ہوجایئے

داد از دستِ جفائے صدمۂ ضربُ المثل! 3 گر ہمہ افتادگی، جوں نقشِ پا، ہوجایئے

وسعتِ مشرب، نیاز، کلفت وحشت، اسدؔ 4 یک بیاباں سایۂ بالِ ہما ہوجایئے

(303)

[1816]

از دلِ ہر دردمندے جوشِ بیتابی زدن 1 اے ہمہ بے مدعائی، یک دعا ہوجایئے

(304)

[1826]

پوچھے ہے کیا معاشِ جگر تفتگانِ عشق 1 جوں شمع، آپ اپنی وہ خوراک ہوگئے

(305)

[1816]

ہوا جب حسن کم، خط بر عِذارِ سادہ آتا ہے 1 کہ بعد از صافِ مَے، ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے

نہیں ہے مزرعِ الفت میں حاصل غیرِ پامالی 2 نظر دانہ، سرِشکِ بر زمیں اُفتادہ، آتا ہے

محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گذشتن ہے 3 کہ یاں ہر یک، حباب آسا، شکست آمادہ آتا ہے
دیارِ عشق میں جاتا ہے جو سوداگری ساماں 4 متاعِ زندگانیہا بغارت دادہ آتا ہے
اسدؔ، وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلق ہیں 5 صنوبر گلستاں میں با دلِ آزادہ آتا ہے

(306)

[1812]

تبوتوبہ کرو تم کیا ہو؟ جب اِدبار آتا ہے 1 تو یوسفؔ سا حسیں، بکنے سرِ بازار آتا ہے

(307)

[1859]

دیکھیے، کیا جواب آتا ہے؟

(308)

[1821]

ربطِ تمیزِ اعیاں دُردِ مئے صدا ہے 1 اعمیٰ کو سرمۂ چشم، آوازِ آشنا، ہے
موئے دماغ وحشت، سررشتۂ فنا ہے 2 شیرازۂ دو عالم یک آہِ نارسا ہے
دیوانگی ہے، تجھ کو درسِ خرام دینا 3 موجِ بہار، یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے
پروانے سے ہو، شاید، تسکینِ شعلۂ شمع 4 آسایشِ وفاہا، بیتابیِ جفا ہے
اے اضطراب سرکش، یک سجدہ وار تمکیں 5 میں بھی ہوں شمعِ کشتہ، گر داغ خوں بہا ہے
نے حسرتِ تسلی، نہ ذوقِ بیقراری 6 یک درد و صد دوا ہے، یک دست و صد دعا ہے
دریائے مے ہے ساقی، لیکن خمار باقی 7 تا کوچہ دادنِ موجِ خمیازہ آشنا ہے
وحشت نہ کھینچ، قاتل، حیرت نفس ہے بسمل 8 جب نالہ خوں ہو، غافل، تاثیر کیا بلا ہے!
بتخانے میں اسدؔ بھی بندہ تھا گاہ گاہے 9 حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے

(309)

[1816]

1 جوہرِ آئینہ ساں، مژگاں بدل آسودہ ہے — قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا، سو نگاہ آلودہ ہے

2 دامگاہِ عجز میں سامانِ آسایش کہاں — پرفشانی بھی فریبِ خاطرِ آسودہ ہے

3 اے ہوس، عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نمانگ — چوں پرِ طاؤس، یکسر داغ مشک اندودہ ہے

4 ہے رِیا کا رتبہ بالاتر تصور کردنی — تیرگی سے داغ کی، مہ، سیمِ مِس اندودہ ہے

5 کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش؟ — عافیت، سرمایۂ بال و پرِ نکشودہ ہے

6 ہے، سوادِ خط، پریشاں موئِ اہلِ عزا — خامہ میرا شمعِ قبرِ کشتگاں کا دودہ ہے

7 جس طرف سے آئے ہیں آخر اُدھر ہی جائیں گے — مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم پیمودہ ہے

8 پنبۂ مینائے مے رکھ لو تو اپنے کان میں — مے پرستاں، ناصحِ بے صَرفہ گو بیہودہ ہے

9 کثرتِ انشائے مضمونِ تحیّر سے، اسدؔ — ہر سرِ انگشت، نوکِ خامۂ فرسودہ ہے

(310)

[1816]

1 غم و عشرت، قدمبوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے — دعائے مدعا گم کردگاں، لبریزِ آمیں ہے

2 تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رسوائے آئیں ہے — نفس تیری گلی میں خوں ہو، اور بازار رنگیں ہے

3 ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے، سیرِ گلستاں کر — شرارِ آہ سے، موجِ صبا، دامانِ گلچیں ہے

4 پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت ہے — شبِ ماتم، تہِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں ہے

5 زبس جز حسن، منّت ناگوارا ہے طبیعت پر — کشادِ عقد، محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے

6 نہیں ہے، سرنوشتِ عشق، غیر از بیدماغیہا — جبیں پر میری، مدِّ خامۂ قدرت، خط چیں ہے

7 بہارِ داغ، پامال خرام جلوہ فرمایاں — حنا سے دست، وخونِ کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے

8 بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب، غالبؔ — پسینہ توسنِ ہمت کا سیلِ خانۂ زیں ہے

(311)

[1816]

بفکرِ حیرتِ رم، آئینہ پرداز زانو ہے 1 کہ مشکِ نافہ تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے

ترحّم میں ستم کوشوں کے ہے، سامانِ خونریزی 2 سرِ شکِ چشمِ یار، آب دمِ شمشیرِ ابرو ہے

کرے ہے دست فرسودِ ہوس، وہمِ توانائی 3 پرِ افشاندہ در کنجِ قفس، تعویذِ بازو ہے

ہوا، چرخِ خمیدہ، ناتواں بارِ علائق سے 4 کہ ظاہر، پنجۂ خرشید، دستِ زیرِ پہلو ہے

اسدؔ، تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے؟ 5 فغانِ دل بہ پہلو، نالۂ بیمارِ بدخو ہے

(312)

[?]

اے اسدؔ، مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف 1 صاحبِ دلہا وکیلِ حضرتِ اللہ

(313)

[1867]

دمِ واپسیں بر سرِ راہ ہے 1 عزیزو! اب اللہ ہی اللہ ہے

(314)

[1816]

چشمِ گریاں، بسملِ شوقِ بہارِ دید ہے 1 اشک ریزی، عرضِ بال افشانی امید ہے

دامنِ گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگامِ وداع 2 گوہرِ شب تاب، اشکِ دیدۂ خُرشید ہے

رتبۂ تسلیمِ خلّت مشرباں، عالی سمجھ 3 چشمِ قربانی، گلِ شاخِ ہلالِ عید ہے

کچھ نہیں حاصل تعلق میں بغیر از کشمکش 4 اے خوشا! رندے کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے

کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ 5 یا علی، وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے

(315)

[1816]

صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام، ہے 1 غافلاں، آغازِ کار، آئینہ انجام ہے

بسکہ ہے صیاد راہِ عشق میں محوِ کمیں 2 جادۂ رہ سربسر، مژگانِ چشمِ دام ہے

بسکہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق 3 ہر بتِ خُرشید طلعت، آفتابِ بام ہے

مستعدِ قتلِ یک عالم ہے، جلادِ فلک 4 کہکشاں، موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے

کیا کمالِ عشق نقص آبادِ گیتی میں ملے 5 پختگی ہائے تصور، یاں خیالِ خام ہے

ہو جہاں، وہ ساقیِ خُرشید رو، مجلس فروز 6 واں، اسدؔ، تارِ شعاعِ مہر خطِّ جام ہے

(316)

[1816]

نقشِ سطرِ صد تبسّم ہے برآبِ زیرِ کاہ 1 حسن کا خط پرنہاں خندیدنی انداز ہے

(317)

[1816]

مژہ، پہلوئے چشم، اے جلوۂ ادراک، باقی ہے 1 ہوا وہ شعلہ داغ، اور شوخیِ خاشاک باقی ہے

چمن میں کچھ نچھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری 2 عدم میں، بہرِ فرقِ سرو، مشتِ خاک باقی ہے

گدازِ سعیِ بینش، شست وشوئے نقشِ خودکامی 3 سراپا شبنم آئیں، یک نگاہِ پاک باقی ہے

ہوا ترکِ لباس زعفرانی دلکشا، لیکن 4 ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک، باقی ہے

چمن زارِ تمنا ہوگئی صرفِ خزاں، لیکن 5 بہارِ نیرنگِ آہِ حسرتناک باقی ہے

نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صحبت دورِ ساغر کی 6 مری محفل میں، غالب گردشِ افلاک باقی ہے

(318)

[1816]

کوشش، ہمہ بیتابِ تردّدِ شکنی ہے — 1 — صد جنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے
گو حوصلہ پامردِ تغافل نہیں، لیکن — 2 — خاموشیِ عاشق، گلۂ کم سخنی ہے
دی لطفِ ہوانے بجنوں، طرفہ نزاکت — 3 — تا آبلہ، دعوائے تنگ پیرہنی ہے
رامشگرِ اربابِ فنا، نالۂ زنجیر — 4 — عیشِ ابد، از خویش بروں تاختنی ہے
از بسکہ ہے محوِ بچمن تکیہ زدنہا — 5 — گل برگ، پرِ بالشِ سروِ چمنی ہے
آئینہ و شانہ، ہمہ دست و ہمہ زانو — 6 — اے حسن، مگر حسرتِ پیماں شکنی ہے
فریاد، اسدؔ، بے نگہیائے بتاں سے — 7 — سچ کہتے ہیں، و اللہ، کہ اللہ غنی ہے

(319)

[1816]

بذوقِ شوخیِ اعضا تکلف بارِ بستر ہے — 1 — مُعافِ پیچ وتابِ کشمکش، ہر تارِ بستر ہے
معمائے تکلف، سر بمہرِ چشم پوشیدن — 2 — گدازِ شمعِ محفل، پیچشِ طومارِ بستر ہے
مژہ فرشِ رہ، و دل ناتوان، و آرزو مضطر — 3 — بہ پائے خفتہ، سیرِ وادیِ پُر خارِ بستر ہے

(320)

[1816]

جنوں رسوائیِ وارستگی، زنجیر بہتر ہے — 1 — بقدرِ مصلحت دلبستگی، تدبیر بہتر ہے
خوشا! خود بینی، و تدبیرِ غفلت نقد اندیشہ — 2 — بدینِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے
کمالِ حسن اگر موقوفِ اندازِ تغافل ہو — 3 — تکلف برطرف، تجھ سے تری تصویر بہتر ہے
دلِ آگاہ تسکیں خیزِ بیدردی نہو، یارب! — 4 — نفس، آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر بہتر ہے

خدایا، چشم تا دل درد ہے، افسونِ آگاہی! 5 نگہ، حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے
درونِ جوہرِ آئینہ، جوں برگِ حنا، خوں ہے 6 بتاں، نقشِ خود آرائی، حیا تحریر بہتر ہے
تمنا ہے، اسدؔ، قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ 7 دعائے دل، بمحرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے

(321)

[1821]

کیا غم ہے اس کو، جس کا علی سا امام ہو 1 اتنا بھی، اے فلک زدہ، کیوں بیحواس ہے؟

(322)

[1816]

بسکہ حیرت سے ز پا افتادۂ زنہار ہے 1 ناخنِ انگشت، تبخالِ لب بیمار ہے
زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن، دریغ! 2 ورنہ، صد محشر برہن جلوۂ رخسار ہے
در خیالِ آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست 3 صد رگِ جاں، جادہ آسا، وقفِ نشتر زار ہے
بسکہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر 4 گردِ صحرائے حرم تا کوچۂ زنّار ہے
اے سرِ شوریدہ، ذوقِ عشق و پاسِ آبرو 5 جوشِ سودا کب حریفِ منتِ دستار ہے؟
وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے، مگر 6 فتنہ، تاراجِ تمنا کے لئے درکار ہے
خانماںہا، پایمالِ شوخیِ دعوی، اسدؔ 7 سایۂ دیوار، سیلابِ در و دیوار ہے

(323)

[1816]

حیرتِ تپیدن ہا خوں بہائے دیدن ہا 1 رنگِ گل کے پردے میں آئینہ پرافشاں ہے
عشق کے تغافل سے، ہرزہ گرد ہے عالم 2 روئے شش جہت آفاق، پشتِ چشمِ زنداں ہے

وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم 3 مثلِ دودِ مجمر کے، داغ بال افشاں ہے
اے کرم، نہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بیدل 4 بے گھر صدف گویا، پشتِ چشمِ نیساں ہے

(324)

[1816]

ہے، صریرِ خامہ، ریزشہائے استقبالِ ناز 1 نامہ خود پیغام کو بال و پرِ پرواز ہے
سرنوشتِ اضطراب انجامیِ الفت نپوچھ 2 نالِ خامہ، خار خارِ خاطرِ آغاز ہے
نغمہ ہے کانوں میں اُس کے، نالۂ مرغِ اسیر 3 رشتۂ پا، یاں نوا سامانِ بندِ ساز ہے
شرم ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ 4 اضطرابِ چشم بر پا دوختہ، غماز ہے
شوخیِ اظہار غیر از وحشتِ مجنوںؔ نہیں 5 لیلیِٰ معنیٰ، اسدؔ، محمل نشینِ راز ہے

(325)

[1816]

خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے 1 شام، سائے میں بتاراجِ سحر پنہاں ہے
دو جہاں، گردشِ یک سُبحۂ اَسرارِ نیاز 2 نقدِ صد دل بگریبانِ سحر پنہاں ہے
خلوتِ دل میں نکر دخل، بجز سجدۂ شوق 3 آستاں میں، صفتِ آئینہ، در پنہاں ہے
فکرِ پروازِ جنوں ہے، سببِ ضبط نپوچھ 4 اشک، چوں بیضہ، مژہ سے تہ پر پنہاں ہے
ہوش، اے ہرزہ درا، تہمتِ بیدردی چند؟ 5 نالہ، در گردِ تمنائے اثر پنہاں ہے
وہمِ غفلت، مگر، احرامِ افسردن باندھے 6 ورنہ، ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے
وحشتِ دل ہے، اسدؔ، عالمِ نیرنگ نشاط 7 خندۂ گل، بلب زخمِ جگر پنہاں ہے

(326)

[1816]

اثر سوزِ محبت کا، قیامت بے مُحابا ہے 1 کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے

نہاں ہے گوہرِ مقصود جیبِ خود شناسی میں 2 کہ یاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے

عزیزو، ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ 3 کہ یاں افسونِ خواب، افسانۂ خوابِ زلیخا ہے

تصور، بہرِ تسکینِ تپیدنہائے طفلِ دل 4 بباغِ رنگہائے رفتہ، گلچینِ تماشا ہے

بسعیِ غیر ہے، قطعِ لباسِ خانہ ویرانی 5 کہ تارِ جادۂ رہ، رشتۂ دامانِ صحرا ہے

مجھے شبہائے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں میں 6 چراغِ خانۂ دل، سوزشِ داغِ تمنا ہے

ترے نوکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں 7 ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کش، ماجرا کیا ہے؟

(327)

[1816]

کلفت، طِلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر 1 زنگار خوردہ آئینہ، یک برگِ تاک ہے

ہے عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس 2 لیکن ہنوز دامنِ آئینہ پاک ہے

ہوں، خلوتِ فسردگیِ انتظار میں 3 وہ بیدماغ جس کو ہوس بھی تپاک ہے

(328)

[1816]

بزمِ مے پرستی، حسرتِ تکلیف بیجا ہے 1 کہ جامِ بادہ، کف برلب بتقریبِ تقاضا ہے

نشاطِ دیدۂ بینا ہے، کو خواب؟ و چہ بیداری؟ 2 بہم آوردہ مژگاں، روئے بر روئے تماشا ہے

نگہ، معمارِ حسرتہا۔ چہ آبادی؟ چہ ویرانی؟ 3 کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بکف دامانِ صحرا ہے

نہ سوئے آبلوں میں، گر، سرشکِ دیدۂ نم سے 4 بجولاں گاہِ نومیدی، نگاہِ عاجزاں، پا ہے

بسختیہائے قیدِ زندگی معلوم آزادی 5 شرر بھی صیدِ دامِ رشتۂ رگہائے خارا ہے

اسدؔ، یاس تمنا سے، نرکھ امید آزادی 6 گدازِ ہر تمنا آبیارِ صد تمنا ہے

(329)

[1816]

فرصت، آئینہ صد رنگ خود آرائی ہے 1 روز و شب، یک کفِ افسوسِ تماشائی ہے

وحشتِ زخمِ وفا دیکھ کہ سرتاسرِ دل 2 بخیہ، جوں جوہرِ تیغ، آفتِ گیرائی ہے

شمع آسا، چہ سرِ دعوی؟ وکو پائے ثبات؟ 3 گلِ صد شعلہ، بیک جیبِ شکیبائی ہے

نالہ خونیں ورق، و دل گلِ مضمونِ شفق 4 چمن آرائے نفس، وحشتِ تنہائی ہے

بوئے گل فتنۂ بیدار، و چمن جامۂ خواب 5 وصلِ ہر رنگ جنوں کسوتِ رسوائی ہے

شرم، طوفانِ خزاں رنگ طربگاہِ بہار 6 ماہتابی بکفِ چشمِ تماشائی ہے

باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق، اسدؔ 7 نفسِ سوختہ رمزِ چمن ایمائی ہے

(330)

[1861]

حالت ترے عاشق کی یہ اب آن بنی ہے 1 اعضا شکنی ہو چکی، اب جاں شکنی ہے

(331)

[1812]

زخمِ دل تم نے دکھایا ہے کہ جی جانے ہے 1 ایسے ہنستے کو رُلایا ہے کہ جی جانے ہے

(332)

[1816]

عجزِ دیدنہا بناز، و نازِ رفتن ہا بچشم 1 جادۂ صحرائے آگاہی، شعاعِ جلوہ ہے

اختلافِ رنگ و بو، طرحِ بہارِ بیخودی 2 صلحِ کُل، گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ ہے

حسنِ خوباں بسکہ بیقدرِ تماشا ہے، اسدؔ 3 آئینہ، یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ ہے

(333)

[1816]

بسکہ سودائے خیالِ زلف وحشت ناک ہے 1 تا دلِ شب، آبنوسی شانہ آسا، چاک ہے

یاں، فلاخن باز، کس کا نالۂ بیباک، ہے؟ 2 جادہ، تا کہسار، موئے چینیِ افلاک ہے

ہے دو عالم صیدِ اندازِ شہِ دُلدُلؔ سوار 3 یاں، خطِ پرکارِ ہستی، حلقۂ فتراک ہے

خلوتِ بال و پرِ قمری میں واکر راہِ شوق 4 جادۂ گلشن، برنگِ ریشہ، زیرِ خاک ہے

عیش گرمِ اضطراب، و اہلِ غفلت سرد مہر 5 دورِ ساغر، یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے

ہے، عرضِ وحشت پر ہے، نازِ ناتوانیہائے دل 6 شعلۂ بے پردہ، چمنِ دامنِ خاشاک ہے

ہے، کمندِ موجِ گل، فتراکِ بے تابی، اسدؔ 7 رنگ، یاں بو سے، سوارِ توسنِ چالاک ہے

(334)

[1816]

بسکہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے 1 ریشے سے، ہر تخم کا دلو، اندرونِ چاہ ہے

عکسِ گلہائے سمن سے چشمہ ہائے باغ میں 2 فلسِ ماہی آئینہ پردازِ داغِ ماہ ہے

واں سے ہے تکلیفِ عرضِ بیدماغیہائے دل 3 یاں صریرِ خامہ، مجھ کو نالہ جانکاہ ہے

حسن ورعنائی میں وہمِ صد سرو گردن ہے فرق 4 سرو کے قامت پہ، گل، یک دامن کوتاہ ہے

رشک ہے آسایشِ اربابِ غفلت پر، اسدؔ 5 پیچ و تابِ دل، نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے

(335)

[1816]

سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے 1 آئینہ نشانِ حال مثلِ گلِ چراغ ہے

لطفِ خمارِ مے کو ہے درِ دلِ ہمدگر اثر 2 پنبۂ شیشۂ شراب، کفِ بلبِ ایاغ ہے

مفتِ صفائے طبع ہے، جلوۂ نازِ سوختن 3 داغِ دلِ سیہ دلاں، مردمِ چشمِ زاغ ہے

رنجشِ یارِ مہرباں، عیش و طرب کا ہے نشاں 4 دل سے اُٹھے ہے جو غبار، گردِ سوادِ باغ ہے

شعر کی فکر کو، اسدؔ، چاہیے ہے دل و دماغ 5 وائے! کہ یہ فسردہ دل، بیدل و بیدماغ ہے

(336)

[1816]

کجائے؟ کو عرق؟ سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر 1 خطِ رخسارِ ساقی، تا خطِ ساغر چراغاں ہے

رہا بیقدر دل، در پردۂ جوشِ ظہور آخر 2 گل و نرگس بہم، آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے

تکلف سازِ رسوائی ہے، غافل، شرمِ رعنائی 3 دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے

تماشا، سرخوشِ غفلت ہے با وصفِ حضورِ دل 4 ہنوز آئینہ، خلوتگاہِ نازِ ربطِ مژگاں ہے

تکلف بر طرف، ذوقِ زلیخا جمع کر، ورنہ 5 پریشاں خوابِ آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے

اسدؔ جمعیتِ دل در کنارِ بیخودی خوشتر 6 دو عالم آگہی، سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے

(337)

[1816]

ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی، ناز خود بینی 1 تکلف بر طرف، آئینہ تمیز حائل ہے

بہ سیلِ اشک، لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا 2 غریقِ بحر، جویائے خس و خاشاکِ ساحل ہے

بہا ہے یاں تک اشکوں میں، غبارِ کلفتِ خاطر 3 کہ چشمِ تر میں، ہر یک پارۂ دل پائے در گل ہے

نکلتی ہے تپش میں بسملوں کی، برق کی شوخی 4 غرض اب تک خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل ہے

(338)

[1866]

مسجد کے زیرِ سایہ، اک گھر، بنایا ہے 1 بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے

(339)

[1816]

خود فروشیہائے ہستی بسکہ جائے خندہ ہے 1 ہر شکستِ قیمت دل میں صدائے خندہ ہے
نقشِ عبرت در نظر، یا نقدِ عشرت در بساط 2 دو جہاں وسعت، بقدرِ یک فضائے خندہ ہے
جائے استہزا ہے، عشرت کوشیِ ہستی، اسؔد 3 صبح و شبنم، فرصتِ نشو و نمائے خندہ ہے

(340)

[1816]

دیکھتا ہوں وحشتِ شوقِ خروش آمادہ ہے 1 فالِ رسوائی، سرِ شک سر بصحرا دادہ سے
دام گر سبزے میں پنہاں کیجئے، طاؤس ہو 2 جوشِ نیرنگِ بہار عرضِ صحرا دادہ سے
خیمۂ لیلیٰ سیاہ، و خانۂ مجنوں خراب 3 جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغ بیروں دادہ سے
بزمِ ہستی وہ تماشا ہے کہ جس کو ہم، اسؔد 4 دیکھتے ہیں چشمِ از خوابِ عدم نکشادہ ہے

(341)

[1816]

دیکھ تری خوئے گرم، دل بہ تپش رام ہے 1 طائرِ سیماب کو، شعلہ رگِ دام ہے
شوخیِ چشمِ جیب، فتنۂ ایام ہے 2 قسمتِ بختِ رقیب، گردشِ صد جام ہے
جلوۂ بینش پناہ، بخشے ہے ذوقِ نگاہ 3 کعبۂ پوشش سیاہ مردمک اِحرام ہے
کو نفس؟ و چہ غبار؟ جرأتِ عجز آشکار 4 در تپش آبادِ شوق، سرمہ، صدا نام ہے
غفلتِ افسردگی، تہمتِ تمکین نہ ہو 5 اے ہمہ خوابِ گراں، حوصلہ بد نام ہے
بزمِ وداعِ نظر، یاس طرب نامہ بر 6 فرصتِ رقصِ شرر، بوسہ بہ پیغام ہے
گریۂ طوفاں رکاب، نالۂ محشر عناں 7 بے سر و ساماں اسؔد، فتنہ سرنجام ہے

(342)

[1816]

بہر پروردن سراسر لطف گستر، سایہ، ہے 1 پنجۂ مژگاں، بطفلِ اشک دستِ دایہ ہے

فصلِ گل میں، دیدۂ خونیں نگاہانِ جنوں 2 دولتِ نظارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے

شورشِ باطن سے یاں تک مجھ کو غفلت ہے کہ آہ! 3 شیونِ دل، یک سرودِ خانۂ ہمسایہ ہے

کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ الفت کہوں؟ 4 زخم، مثلِ گل، سراپا کا مرے پیرایہ ہے

اے اسدؔ، آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری 5 خامہ میرا تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے

(343)

[1816]

اُس قامتِ رعنا کی جہاں جلوہ گری ہے 1 تسلیم فروشی، روشِ کبکِ دری ہے

شرمندۂ اُلفت ہوں مداوا طلبی سے 2 ہر قطرۂ شربت مجھے اشکِ شکری ہے

سرمایۂ وحشت ہے، دلا، سایہ گلزار 3 ہر سبزۂ نو خاستہ یاں بالِ پری ہے

روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر 4 فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے

ہم آئے ہیں، غالبؔ رہِ اقلیمِ عدم سے 5 یہ تیرگیِ حال لباسِ سفری ہے

(344)

[1816]

ہو کر شہیدِ عشق میں، پائے ہزار جسم 1 ہر موجِ گردِ راہ، مرے سر کو دوش ہے

(345)

[?]

سر رشتہ بیتابیِ دل، در گرہِ عجز 1 پرواز بخوں خفتہ و فریاد رسا ہے

(346)

[1816]

زلفِ سیہ، افعیِ نظرِ بد قلمی ہے 1 ہر چند خطِ سبز و زُمُرّد رقمی ہے

ہے مشقِ وفا، جانتے ہیں، لغزشِ پا تک 2 اے شمع، تجھے دعویِ ثابت قدمی ہے

ہے عرضِ شکست، آئینہ جرأتِ عاشق 3 جز آہ کہ سر لشکرِ وحشت علمی ہے

واماندۂ ذوقِ طربِ وصل نہیں ہوں 4 اے حسرتِ بسیار، تمنا کی کمی ہے

وہ پردہ نشیں، اور اسدؔ آئینۂ اظہار 5 شہرت چمنِ فتنہ و عنقا اِرمی ہے

(347)

[1816]

آنکھوں میں انتظار سے جاں پُرشتاب ہے 1 آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا درِ رکاب ہے

حیراں ہوں، دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں 2 خط صفحۂ عِذار پہ گردِ کتاب ہے

چوں نخلِ ماتم، ابر سے مطلب نہیں مجھے 3 رنگِ سیاہِ نیل، غبارِ سحاب ہے

ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر 4 تاثیر جُستنِ اشک سے نقشِ بر آب ہے

دیکھ، اے اسدؔ، بدیدۂ باطن کہ ظاہرا 5 ہر ایک ذرّہ غیرتِ صد آفتاب ہے

(348)

[1821]

ذوقِ خودداری، خرابِ وحشتِ تسخیر ہے 1 آئینہ خانہ، مری تمثالِ کو، زنجیر ہے

ذرّہ دے مجنوں کے کس کس داغ کو پردازِ عرض؟ 2 ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے

میکشِ مضموں کو حسنِ ربط خط کیا چاہیئے؟ 3 لغزشِ رفتارِ خامہ، مستیِ تحریر ہے

خانمان جبر یانِ غافل از معنیِ خراب! 4 جب ہوئے ہم بیگنہ، رحمت کی کیا تقصیر ہے؟

چاہیے گر جنتِ جز آدم وارث آدم نہیں 5 شوخیِ ایمان زاہد، سُستیِ تدبیر ہے

شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی، مثلِ شمع 6 مہ، ز سرتا ناخنِ پا، رزقِ یک شبگیر ہے

آب ہو جاتے ہیں، ننگِ ہمتِ باطل سے، مرد 7 اشک پیدا کر، اسدؔ گر آہ بے تاثیر ہے

(349)

[1816]

بنقصِ ظاہری، رنگِ کمالِ طبع، پنہاں ہے 1 کہ بہرِ مدعائے دل، زبانِ لال، زنداں ہے

خموشی، خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں ہے 2 غبارِ سرمہ، یاں گردِ سوادِ نرگستاں ہے

صفائے اشک میں داغِ جگر جلوہ دکھاتے ہیں 3 پرِ طاؤس، گویا، برقِ ابرِ چشمِ گریاں ہے

بوئے زلفِ مشکیں یہ، دماغ، آشفتۂ رَم ہیں 4 کہ شاخِ آہواں، دودِ چراغ آسا پریشاں ہے

(350)

[1816]

کاشانۂ ہستی کہ براندا ختنی ہے 1 یاں سوختنی، اور وہاں ساختنی ہے

ہے شعلۂ شمشیرِ فنا، حوصلہ پرداز 2 اے داغِ تمنا، سپر اندا ختنی ہے

جز خاک بسر کردنِ بیفائدہ حاصل؟ 3 ہرچند بمیدانِ ہوس تاختنی ہے

اے بے ثمراں، حاصل تکلیفِ دمیدن 4 گردن، بتماشائے گل، افرا ختنی ہے

ہے سادگیِ ذہن، تمنائے تماشا 5 جائے کہ، اسدؔ، رنگِ چمن باختنی ہے

(351)

[1812]

دیکھ وہ برقِ تبسم، بس کہ، دل بیتاب ہے 1 دیدۂ گریاں مرا، فوّارۂ سیماب ہے

کھول کر دروازۂ میخانہ، بولا میفروش 2 اب شکستِ توبہ میخواروں کو فتح الباب ہے

(352)

[1816]

عِذارِ یار، نظر بندِ چشمِ گریاں ہے　1　عجب کہ پرتوِ خور، شمعِ شبنمستاں ہے

ہجومِ ضبطِ فغاں سے مری زبانِ خموشی　2　بزنگبستہ، بزہراب دادہ پیکاں ہے

قبائے جلوہ فزا ہے، لباسِ عریانی　3　بطرزِ گل، رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے

لب گزیدۂ معشوق ہے، دلِ افگار　4　کہ بخیہ جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں ہے

گشودِ غنچۂ خاطر عجب نرکھ، غافل　5　صبا خرامیِ خوباں، بہار ساماں ہے

فغاں! کہ بہرِ شفائے حصول ناشدنی　6　دماغ، نازکشِ منّتِ طبیباں ہے

طِلسمِ مِنّتِ یک خلق سے رہائی دی　7　جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احساں ہے

جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مُدّعی میرا　8　ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے

اسدؔ کو زیست تھی مشکل، اگر نہ سن لیتا　9　کہ قتلِ عاشقِ دلدادہ تجھ کو آساں ہے

(353)

[1816]

جورِ زلف کی تقریر پیچ تابِ خاموشی　1　ہندؔ میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے

(354)

[1816]

آئینہ، نفس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش　1　عاشق کو، غبارِ دل، اک وجہِ صفائی ہے

ہنگامِ تصور ہوں دریوزہ گرِ بوسہ　2　یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے

وہ، دیکھ کے حسن اپنا، مغرور ہوا، غالبؔ　3　صد جلوۂ آئینہ، یک صبحِ جدائی ہے

(355)

[1816]

تمام اجزائے عالم صیدِ دامِ چشمِ گریاں ہے　1　طِلسمِ شش جہت، یک حلقۂ گردابِ طوفاں ہے

نہیں ہے مردنِ صاحبدلاں، جز کسبِ جمعیّت 2 سویدا میں نفس، مانندِ خط نقطے میں، پنہاں ہے
غبارِ دشتِ وحشت، سرمہ سازِ انتظار آیا 3 کہ چشمِ آبلہ میں طولِ میلِ راہِ مژگاں ہے
زبس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنا کا 4 جنونِ قیسؔ سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے
نقابِ یار ہے، غفلت نگاہی اہلِ بینش کی 5 مژہ پوشیدنیہا، پردۂ تصویرِ عریاں ہے
اسدؔ بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ 6 اگر وا ہو، تو دکھلادوں کہ یک عالم گلستاں ہے

(356)

[1816]

گریہ، سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ ہے 1 قطرۂ خونِ جگر، چشمکِ طوفاں زدہ ہے
گریہ بے لذتِ کاوش نکرے جرأتِ شوق 2 قطرۂ اشک، دلِ بر صفِ مژگاں زدہ ہے
بے تماشا نہیں جمعیتِ چشمِ بسمل 3 مژہ فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے
فرصت آئینہ، و پروازِ عدم تا ہستی 4 یک شرر بال دل، و دیدہ چراغاں زدہ ہے
درسِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا، یارب؟ 5 غنچہ، صد آئینہ زانوئے گلستاں زدہ ہے
سازِ وحشت رقمیہا کہ باظہارِ اسدؔ 6 دشت و ریگ، آئینہ صفحۂ افشاں زدہ ہے

(357)

[1816]

دلِ بیمار از خود رفتہ، تصویرِ نہالی ہے 1 کہ مژگاں، ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی ہے
سرورِ نشۂ گردش، اگر، کیفیت افزا ہو 2 نہاں ہر، گرد بادِ دشت میں جامِ سفالی ہے
عروجِ نشۂ ہے سرتا قدم قدِّ چمن رویاں 3 بجائے خود، وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے
ہوا، آئینہ جامِ بادہ عکسِ روئے گلگوں سے 4 نشانِ خالِ رخ، داغِ شرابِ پرتگالی ہے
بپائے خامۂ مو، طے رہِ وصفِ کمر کیجئے 5 کہ تارِ جادہ سرمنزلِ نازک خیالی ہے
اسد، اٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش 6 لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے

(358)

[1816]

اسد، بہارِ تماشائے گلستانِ حیات 1 وصالِ لالہ عِذارانِ سرو قامت ہے

(359)

[1812]

طرزِ بیدلؔ میں ریختہ کہنا 1 اسد اللہ خاں قیامت ہے

(360)

[1816]

ظاہر ہے، طرزِ قید سے، صیاد کی غرض 1 جو دانہ دام میں ہے، سو اشکِ کباب ہے
بے چشمِ دل، نکر ہوسِ سیرِ لالہ زار 2 یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے

(361)

[1816]

نشۂ مے بے چمن، دودِ چراغِ کشتہ ہے 1 جام، داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے
داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ، گر گل ہو شہید 2 لالہ، چشمِ حسرت آلودِ چراغ کشتہ ہے
شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا؟ 3 صبح، یک زخمِ نمک سودِ چراغ کشتہ ہے
نامرادِ جلوہ، ہر عالم میں حسرت گل کرے 4 لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغ کشتہ ہے
ہو جہاں، تیرا دماغِ ناز، مستِ بیخودی 5 خوابِ نازِ گلرخاں، دودِ چراغ کشتہ ہے
ہے دلِ افسردہ، داغِ شوخیِ مطلب، اسدؔ 6 شعلۂ آخر فالِ مقصودِ چراغ کشتہ ہے

(362)

[1816]

بسکہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے 1 یک قلم، شاخِ گلِ نرگس، عصائے کور ہے

بزمِ خوباں، بسکہ، جوشِ جلوہ سے پُر نور ہے 2 پشت دستِ عجزیاں ہر برگ نخلِ طوؔر ہے

ہوں، تصور ہائے ہمدوشی سے بدمستِ شراب 3 حیرتِ آغوشِ خوباں، ساغرِ بلوّر ہے

ہے عجب مُردوں کو غفلتہائے اہلِ دہر سے 4 سبزہ، جوں انگشت حیرت در دہانِ گور ہے

حسرت آباد جہاں میں ہے، الم، غم آفریں 5 نوحہ، گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے

کیا کروں؟ غم ہائے پنہاں لے گئے صبر و قرار 6 دزد گر ہو خانگی، تو پاسباں معذور ہے

ہے ز پا افتادگیِ نشّہ بیماری مجھے 7 بے سخن، تبخالۂ لب، دانۂ انگور ہے

جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفیٰ 8 اُس جگہ تختِ سلیماں، نقشِ پائے مور ہے

واں سے ہے تکلیفِ عرضِ بیدماغی، اور اسدؔ 9 یاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ رنجور ہے

(363)

[..?..]

مزہ تو جب ہے کہ اے آہِ نارسا، ہم سے 1 وہ خود کہے کہ بتا: تیری آرزو کیا ہے؟

(364)

[1858]

یہ خبط نہیں تو اور کیا ہے؟

(365)

[1858]

کٹے تو شب کہیں، کاٹے، تو سانپ کہلاوے 1 کوئی بتاؤ کہ وہ زلفِ خم بخم کیا ہے؟

لکھا کرے کوئی احکامِ طالعِ مولود 2 کسے خبر ہے کہ واں جُنبشِ قلم کیا ہے؟

نہ حشر و نشر کا قائل، نہ کیش و ملّت کا 3 خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے؟

وہ داد و دیدِ گرانمایہ شرط ہے، ہمدم 4 وگرنہ، مُہرِ سلیمانو جامِ جم کیا ہے؟

(366)

[1816]

تماشائے جہاں مفتِ نظر ہے 1 کہ ہے گلزار باغِ رہ گزر ہے
جہاں شمعِ خموشی جلوہ گر ہے 2 پرِ پروانگاں بالِ شرر ہے
بجیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود 3 مسی مالیدہ دندانِ گہر ہے
شفق ساں موجۂ خوں ہے، رگِ خواب 4 کہ مژگانِ کشودہ نیشتر ہے
کرے ہے روئے روشن آفتابی 5 غبارِ خطِ رُخ، گردِ سحر ہے
ہوئی یک عمر صرفِ مشقِ نالہ 6 اثر موقوف بر عمرِ دِگر ہے
اسؔد، ہوں میں پرافشانِ رمیدن 7 سوادِ شعر در گردِ سفر ہے

(367)

[1816]

نقشِ رنگینیِ سعی قلمِ مانی ہے 1 بکمر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے

(368)

[1816]

دلا، عبث ہے تمنائے خاطر افروزی 1 کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلوسوزی
طِلسمِ آئینہ، زانوئے فکر ہے، غافل 2 ہنوز حسن کو ہے، سعیِ جلوہ اندوزی
ہوئی ہے سوزشِ دل، بسکہ، داغِ بے اثری 3 اُگی ہے دودِ جگر سے شبِ سیہ روزی
یہ پرفشانیِ پروانۂ چراغِ مزار! 4 کہ بعدِ مرگ بھی ہے لذتِ جگر سوزی
تپش تو کیا، نہوئی مشقِ پرفشانی بھی 5 رہا میں ضعف سے شرمندۂ نو آموزی

اسدؔ، ہمیشہ پئے کفشِ پائے سیم تناں 6 شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی

(369)

[1816]

بیتابیِ یادِ دوست، ہمرنگِ تسلّی ہے 1 غافلِ تپشِ مجنوںؔ، محمل کشِ لیلیٰؔ، ہے
کلفت کشیِ ہستی، بدنامِ دورنگی ہے 2 یاں تیرگیِ اختر، خالِ رخِ زنگی ہے
دیدن ہمہ بالیدن، کردن ہمہ افسردن 3 خوشتر زگل وغنچہ، چشم و دلِ ساقی ہے
وہمِ طربِ ہستی، ایجادِ سیہ مستی 4 تسکیں دہِ صد محفل، یک ساغر خالی ہے
زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں 5 بیفائدہ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے
ہووے نہ غبارِ دل تسلیمِ زمیں گیراں 6 مغرور نہو، ناداں، سرتا سرِ گیتی ہے
رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے، غالبؔ 7 یاں زورقِ خود داری، طوفانیِ معنی ہے

(370)

[1821]

پہلو تہی نکر غم و اندوہ سے، اسدؔ 1 دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے

(371)

[1816]

بدست آوردنِ دل گوہرِ دریائے شاہی ہے 1 وگرنہ خاتمِ دستِ سلیماں فلسِ ماہی ہے
سخن تاریک طبعوں کا، ہے اظہارِ کثافت ہا 2 کہ رنگِ خامۂ فولاد، مانائے سیاہی ہے
خمیدن نشۂ مے میں، ہے شرمِ زشت اعمالی 3 دماغ زہد میں آخر غرورِ بے گناہی ہے
نہیں ہے خالی آرائش سے بے سامانیِ عاشق 4 شکستِ حال، انداز آفرینِ کج کلاہی ہے
اسدؔ، خوباں بھی دورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں 5 گریباں چاکیِ گلہا نشانِ دادخواہی ہے

(372)

[1816]

بہارِ تعزیت آبادِ عشق، ماتم، ہے 1 کہ تیغِ یار، ہلالِ مہِ محرّم ہے
برہنِ ضبط ہے، آئینہ بندیِ گوہر 2 وگرنہ بحر میں ہر قطرہ چشمِ پُرنم ہے
چمن میں کون ہے طرزآفرینِ شیوۂ عشق؟ 3 کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ شبنم ہے
اگر نہووے رگِ خواب صرفِ شیرازہ 4 تمام دفترِ ربطِ مزاج، درہم ہے
اسدؔ، بنازکیِ طبعِ آرزو انصاف! 5 کہ ایک وہمِ ضعیف و غمِ دو عالم ہے

(373)

[1816]

منّت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے 1 دامانِ صد کفن، تہِ سنگِ مزار ہے
عبرت طلب ہے، حل مُعمّائے آگہی 2 شبنم، گدازِ آئینہ اعتبار ہے
خجلت کشِ وفا کو شکایت نہ چاہیے 3 اے مُدعی، طلسمِ عرق بے غبار ہے
کیفیتِ ہجوم تمنا رسا، اسد 4 خمیازہ، ساغرِ مَے رنجِ خمار ہے

(374)

[1816]

نپوچھ کچھ سرور سامان و کاروبارِ اسدؔ 1 جنوں معاملہ، بیدل، فقیرِ مسکیں ہے

(375)

[1816]

چارسوئے عشق میں صاحب دکانی مفت ہے 1 نقد ہے داغِ دل، اور آتشزبانی مفت ہے
زخمِ دل پر باندھیے حلوائے مغزِ اُستخواں 2 تندرستی فائدہ، اور ناتوانی مفت ہے

نقدِ انجم تا بکَے از کیسہ بیروں ریختن؟ 3 یعنی، اے پیرِ فلک، شامِ جوانی مفت ہے
گر نہیں پاتا درونِ خانہ، ہر بیگانہ، جا 4 بر درِ نکشودۂ دل، پاسبانی مفت ہے
چونکہ بالائے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے 5 بر ہوسہائے جہاں دامن فشانی مفت ہے
یک نفس، ہر یک نفس، جاتا ہے قسطِ عمر میں 6 حیف ہے اُن کو جو سمجھیں زندگانی مفت ہے!
مال و جاہ و دست و پا بے زر خریدہ ہیں، اسدؔ 7 پس بدلہائے دگر راحت رسانی مفت ہے

(376)

[1816]

حکمِ بیتابی نہیں، اور آرمیدن منع ہے 1 باوجودِ مشقِ وحشتہا، رمیدن منع ہے
شرم، آئینہ تراشِ جبہۂ طوفاں ہے 2 آب گردیدن روا، لیکن چکیدن منع ہے
بیخودی، فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں 3 زخم دوزی جرم، و پیراہن دریدن منع ہے
مژدۂ دیدار سے رسوائیِ اظہار دور 4 آج کی شب، چشم کو کب تک پریدن منع ہے
بیمِ طبعِ نازکِ خوباں سے، وقتِ سیرِ باغ 5 ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے
یار معذورِ تغافل ہے، عزیزاں شفقتے! 6 نالۂ بلبل بگوشِ گل شنیدن منع ہے
مانعِ بادہ کشی نادان ہے، لیکن اسدؔ 7 بے ولائے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے

(377)

[1816]

گلستاں، بے تکلف پیشِ پا افتادہ مضموں ہے 1 جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے
بہارِ گل، دماغِ نشۂ ایجادِ مجنوںؔ ہے 2 ہجومِ برق سے، چرخ و زمیں، یک قطرۂ خوں ہے
ہجومِ گریہ سوئے دل، خوشا! سرمایۂ طوفاں 3 بر انگشتِ حسابِ اشک، ناخن نعلِ واژوں ہے
عدم وحشت سراغ، و ہستی آئین بندِ رنگینی 4 دماغِ دو جہاں پر، سنبل و گل، یک شبِ خوں ہے
تماشا ہے علاج بید ماغیہائے دل، غافل 5 سویدا مردمِ چشمِ پری، نظارہ افسوں ہے

فنا، کرتی ہے زائل سرنوشتِ کلفتِ ہستی 6 سحر، از بہرِ شست وشوئے داغِ ماہ، صابوں ہے
اسدؔ، ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی 7 چراغانِ نگاہ، وشوخیِ اشکِ جگر گوں ہے

(378)

[?]

دلّی کے رہنے والو، اسدؔ کو ستاؤ مت 1 بیچارہ، چند روز کا یاں میہمان ہے

(379)

[1816]

تغافل مشربی سے، ناتمامی بسکہ پیدا ہے 1 نگاہِ ناز، چشمِ یار میں زُنّار مینا ہے
تصرف وحشیوں میں ہے تصورہائے مجنوںؔ کا 2 سوادِ چشمِ آہو، عکسِ خالِ روئے لیلیؔ ہے
محبت، طرزِ پیوند نہالِ دوستی جانے 3 دویدن، ریشہ ساں، مفتِ رگِ خواب زلیخاؔ ہے
کیا یکسر گدازِ دل نیازِ جوششِ حسرت 4 سُویدا، نسخۂ تہبندیِ داغِ تمنا ہے
ہجومِ ریزشِ خوں کے سبب رنگ اڑ نہیں سکتا 5 حنائے پنجۂ صیاد، مرغِ رشتہ برپا ہے
اسدؔ، گر نام والائے علیؑ تعویذِ بازو ہو 6 غریقِ بحرِ خوں، تمثالِ در آئینہ رہتا ہے

(380)

[1821]

بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر، یارب! 1 مری فریاد کو، کہسار، سازِ عجز نالی ہے
نشانِ بیقرارِ شوق، جز مژگاں، نہیں باقی 2 کئی کانٹے ہیں، اور پیراہنِ شکل نہالی ہے
جنوں کر، اے چمن تحریر درسِ شغل تنہائی 3 نگاہِ شوق کو، صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے
سیہ مستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے 4 زمیں، جوشِ طرب سے، جامِ لبریز سفالی ہے
اسدؔ، مت رکھ تعجب خر دماغیہائے مُنعم کا 5 کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے

(381)

[1816]

دل سراپا وقفِ سودائے نگاہِ تیز ہے 1 یہ زمیں، مثلِ نیستاں، سخت ناوک خیز ہے

ہو سکے کیا خاک دست و بازوئے فرہاد سے؟ 2 بیستوں، خوابِ گرانِ خسرو پرویز ہے

ان ستم کیشوں کے کھائے ہیں زبس، تیرِ نگاہ 3 پردۂ بادام یک غربالِ حسرت بیز ہے

خوں چکاں ہے جادہ، مانندِ رگِ سودائیاں 4 سبزۂ صحرائے الفت، نشترِ خوں ریز ہے

ہے، بہارِ تیز رَو، گلگونِ نکہت پر سوار 5 یک شکستِ رنگِ گل، صد جنبشِ مہمیز ہے

(382)

[1816]

ضبط سے، چوں مردمک، اِسپند اقامت گیر ہے 1 مجمرِ بزمِ فسردن، دیدۂ نخچیر ہے

آشیاں بندِ بہارِ عیش ہوں ہنگامِ قتل 2 یاں پرِ پروازِ رنگِ رفتہ، بالِ تیر، ہے

ہے جہاں فکرِ کشید نہائے نقشِ روئے یار 3 ماہتابِ ہالہ پیرا، گردۂ تصویر ہے

وقتِ حسن افروزیِ زینت طرازاں، جائے گل 4 ہر نہالِ شمع میں اک غنچۂ گلگیر ہے

گریے سے بندِ محبت میں ہوئی نام آوری 5 لختِ لختِ دل، نگین خانۂ زنجیر ہے

ریزشِ خونِ وفا ہے، جرعہ نوشیہائے یار 6 یاں گلوئے شیشۂ مَے، قبضہ شمشیر ہے

جو بشامِ غم چراغِ خلوتِ دل تھا، اسدؔ 7 وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلس تقریر ہے

(383)

[1816]

نظر بہ نقصِ گدایاں، کمالِ بے ادبی ہے 1 کہ خارِ خشک کو بھی دعویِ چمن نسبی ہے

ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ 2 لبِ قدح پہ، کفِ بادہ، جوشِ تشنہ لبی ہے

خوشا! وہ دل کہ سراپا طِلسمِ بیخبری ہو 3 جنونِ یاس و الم، رزقِ مدعا طلبی ہے

چمن میں کس کی، یہ برہم ہوئی ہے، بزمِ تماشا؟ 4 کہ برگ برگِ سمن، شیشہ ریزۂ حلبی ہے

امام ظاہر و باطن، امیدِ صورت و معنیٰ 5 علیؑ، ولی اسد اللہ جانشینِ نبی ہے

(384)

[1816]

شوخیِ مضرابِ جولاں، آبیارِ نغمہ ہے 1 برگریزِ ناخنِ مطرب، بہارِ نغمہ ہے

کس سے، اے غفلت، تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟ 2 گوشہا سیمابی، و دل بیقرارِ نغمہ ہے

سازِ عیشِ بیدلی ہے، خانہ ویرانی، مجھے 3 سیل، یاں کوکب صدائے آبشارِ نغمہ ہے

سنبلی خواں ہے، بذوقِ تارِ گیسوئے دراز 4 نالۂ زنجیرِ مجنوںؔ، رشتہ دارِ نغمہ ہے

شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل 5 کسوتِ ایجادِ بلبل، خار خارِ نغمہ ہے

غفلت استعدادِ ذوق، و مدعا غافل اسدؔ 6 پنبۂ گوشِ حریفاں، پود و تارِ نغمہ ہے

(385)

[1816]

بہار شوخ، و چمن تنگ، و رنگِ گل دلچسپ 1 نسیم، باغ سے پا در حنا نکلتی ہے

(386)

[1816]

بحلقۂ خمِ گیسو ہے راستی آموز 1 دہانِ مار سے گویا صبا نکلتی ہے

برنگِ شیشہ ہوں یک گوشۂ دلِ خالی 2 کبھی پری مری خلوت میں آنکلتی ہے

اسدؔ کو حسرتِ عرضِ نیاز تھی دمِ قتل 3 ہنوز، یک سخنِ بے صدا نکلتی ہے

(387)

[1816]

شفق، بدعویِ عاشق گواہِ رنگیں ہے 1 کہ ماہ، دزدِ حنائے کفِ نگاریں ہے

عیاں ہے پائے حنائی برنگِ پرتوِ خور 2 رکاب، روزنِ دیوارِ خانۂ زیں ہے

جبینِ صبحِ امید فسانہ گویاں پر 3 درازیِ رگِ خوابِ بتاں، خطِ چیں ہے

ہوا، نشانِ سوادِ دیارِ حسن، عیاں 4 کہ خط، غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں ہے

(388)

[1826]

انجامِ شمارِ غم نہ پوچھو 1 یہ مصرفِ تا بگے نہیں ہے

جس دل میں کہ تا بگے، سما جائے 2 واں عزّتِ تختِ کئے نہیں ہے

(389)

[1821]

گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے 1 وسعت گہِ تمنا، یک بام و صد ہوا ہے

برہمزنِ دو عالم، تکلیفِ یک صدا، ہے 2 مینا شکستگاں کو کہسار خوں بہا ہے

فکرِ سخن یک انشا زندانیِ خموشی 3 دودِ چراغ، گویا، زنجیرِ بے صدا ہے

موزونیِ دو عالم، قربانِ سازِ یک درد 4 مصراعِ نالۂ نے، سکتہ ہزار جا ہے

درسِ خرام تا کے خمیازۂ روانی؟ 5 اس موجِ مے کو، غافل، پیمانہ نقشِ پا ہے

گردش میں لا، تجلّی، صد ساغرِ تسلّی 6 چشمِ تحیّر آغوش، مخمورِ ہر ادا ہے

یک برگِ بے نوائی، صد دعوتِ نیستاں 7 طوفانِ نالۂ دل، تا موجِ بوریا ہے

اے غنچۂ تمنا، یعنی کفِ نگاریں 8 دل دے، تو ہم بتا دیں، مٹھی میں تیری کیا ہے

ہر نالۂ اسدؔ ہے مضمونِ داد خواہی 9 یعنی، سخن کو کاغذ احرام مدعا ہے

(390)

[1859]

روز اس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے 1 کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے

(391)

[1821]

زنجیر یاد پڑتی ہے، جادے کو دیکھ کر 1 اس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے

سودائیِ خیال ہے، طوفانِ رنگ وبو 2 یاں ہے کہ داغِ لالہ، دماغِ بہار ہے

بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے 3 حیرت، شہید جنبشِ ابروئے یار ہے

حیراں ہوں شوخیِ رگِ یاقوت دیکھ کر 4 یاں ہے کہ صحبتِ خس آتش برار ہے

☆☆☆

مخمس

گھستے گھستے، پانو میں زنجیر آدھی رہ گئی
مر گئے پر، قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی
سب ہی پڑھتا ، کاش! کیوں تکبیر آدھی رہ گئی؟
کھینچ کے، قاتل، جب تری شمشیر آدھی رہ گئی
غم سے، جانِ عاشقِ دلگیر، آدھی رہ گئی

بیٹھ رہتا، لے کے چشمِ پرنم، اُس کے روبرو
کیوں کہا تو نے کہ: "کہہ دل کا غم اُس کے روبرو"؟
بات کرنے میں نکلتا ہے دم، اُس کے روبرو
کہہ سکے ساری حقیقت نہ ہم، اُس کے روبرو
ہم نشیں، آدھی ہوئی تقریر، آدھی رہ گئی

تو نے دیکھا؟ مجھ پہ کیسی بن گئی، اے رازدار
خواب و بیداری پہ، کب ہے، آدمی کو اختیار؟
مثل زخم، آنکھوں کو سی دیتا، جو ہوتا ہوشیار
کھینچتا تھا، رات کو میں خواب میں، تصویرِ یار
جاگ اُٹھا، جو کھینچنی تصویر آدھی رہ گئی

غم نے جب گھیرا، تو چاہا ہم نے یوں، اے دلنواز

مستیِ چشمِ سیہ سے، چل کے، ہوویں چارہ ساز
تو صدائے پا سے جاگا، تھا جو محوِ خوابِ ناز
دیکھتے ہی، اے ستمگر، تیری چشمِ نیم باز
کی تھی پوری ہم نے جو تدبیر، آدھی رہ گئی

اس بُتِ مغرور کو کیا ہو کسی پر التفات؟
جس کے حسنِ روز افزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات
ماہِ نو نکلے پہ، گزری ہوں گی راتیں پان سات
اُس رُخِ روشن کے آگے ماہِ یک ہفتہ کی رات
تابشِ خُرشید پر تنویر آدھی رہ گئی

تا مجھے پہنچائے کاہش، بختِ بد ہے گھات میں
ہاں، فراوانی اگر کچھ ہے، تو ہے آفات میں
جز غم و رنج و الم، گھاٹا ہے ہر یک بات میں
کم نصیبی اِس کو کہتے ہیں کہ میرے ہات میں
آتے ہی، خاصیّتِ اکسیر آدھی رہ گئی

سب سے، یہ گوشہ، کنارے ہے، گلے لگ جا مرے
آدمی کو کیوں پکارے ہے؟ گلے لگ جا مرے
سر سے گر چادر اُتارے ہے، گلے لگ جا مرے
مانگ کیا بیٹھا سنوارے ہے؟ گلے لگ جا مرے
وصل کی شب، اے بُتِ بے پیر، آدھی رہ گئی

میں یہ کیا جانوں کہ وہ کس واسطے ہوں پھر گئے؟

پر نصیب اپنا، انہیں جاتا سنا جوں، پھر گئے
دیکھنا قسمت! وہ آئے اور پھر یوں پھر گئے
آ کے آدھی دُور، میرے گھر سے وہ کیوں پھر گئے؟
کیا کشش میں دل کی اب تاثیر آدھی رہ گئی؟

ناگہاں یاد آگئی ہے مجھ کو، یارب، کب کی بات؟
کچھ نہیں کہنا کسی سے، سن رہا ہوں سب کی بات
کس لیے تجھ سے چھپاؤں، ہاں، وہ پرسوں شب کی بات؟
نامہ بر، جلدی میں تیری وہ جو تھی مطلب کی بات
خط میں آدھی ہوسکی تحریر، آدھی رہ گئی

ہر تجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب
ہاں، چھ گھنٹے کی تو ہوتی، فرصتِ عیش و طرب
شام سے آتے، تو کیا اچھی گزرتی رات سب!
پاس میرے وہ جو آئے بھی، تو بعد از نصفِ شب
نکلی آدھی حسرتِ تقریر، آدھی رہ گئی

تم جو فرماتے ہو: ''دیکھ، اے غالبؔ آشفتہ سر
ہم نہ تجھ کو منع کرتے تھے؟ گیا کیوں اُس کے گھر؟
جان کی پاؤں اماں! باتیں یہ سب سچ ہیں، مگر
دل نے کی ساری خرابی، لے گیا مجھ کو، ظفرؔ
واں کے جانے میں مری توقیر آدھی رہ گئی

☆☆☆

رباعیات

(1)

ہرچند کہ دوستی میں کامل ہونا ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا
میں تجھ سے ، اور مجھ سے تو پوشیدہ ہے مفت، نگاہ کا مقابل ہونا

(2)

سامانِ ہزار جستجو، یعنی، دل ساغر کشِ خونِ آرزو، یعنی دل
پشت و رخِ آئینہ ہے، دین و دنیا منظور ہے دو جہاں سے تو، یعنی دل

(3)

اے کاش! بتاں کا خنجرِ سینہ شگاف پہلوئے حیات سے گزر جاتا صاف
اک تسمہ لگا رہا کہ تا روزے چند رہیے نہ مشقتِ گدائی سے معاف

(4)

اے کثرتِ فہمِ بیشمار اندیشہ ہے اصلِ خرد سے شرمسار اندیشہ
یک قطرۂ خون، و دعوتِ صد نشتر یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ

(5)

دل، سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج
نیرنگِ زمانہ، فتنہ پرور ہے
یک تارِ نفس میں، جوں طناب صباغ
ہر پارۂ دل، برنگِ دیگر ہے

(6)

گر جوہرِ امتیاز ہوتا ہم میں
رسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں
ہیں نام و نگیں، کمیں گہِ نقبِ شعور
یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں

(7)

جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری
کہتے ہیں وہ مجھ کو رافضی اور دہری
دہری کیونکر ہو، جو کہ ہووے صوفی؟
شیعی کیونکر ہو، ماوراء النہری؟

(8)

اصحاب کو جو کہ ناسزا کہتے ہیں
سمجھیں تو ذرا دل میں کہ کیا کہتے ہیں
سمجھا تھا نبیؐ نے ان کو اپنا ہمدم
ہے، ہے! نہ کہو، کسے برا کہتے ہیں!

(9)

یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار
ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار
ان چار میں ایک سے ہو جس کو انکار
غالبؔ، وہ مسلمان نہیں ہے زنہار

(10)

یارانِ نبیؐ میں تھی لڑائی کس میں؟
الفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟
وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا (اور) وہ علم
بتلاؤ کوئی کہ تھی برائی کس میں؟

(11)

یارانِ نبیؐ سے رکھ تولّا، باللہ!
ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا باللہ!
وہ دوست نبی کے اور تم ان کے دشمن
لا حول ولا قوۃ الا باللہ!

(12)

رقعے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے؟
ثاقبؔ، حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے
حاجی کلّو کو دے کے بے وجہ جواب
غالبؔ کا پکا دیا کلیجا تم نے

(13)

اے روشنیِ دیدۂ شہاب الدین خاںؔ
کٹتا ہے، بتاؤ، کس طرح سے رمضاں؟
ہوتی ہے تراویح سے فرصت کب تک؟
سنتے ہو تراویح میں کتنا قرآں؟

(14)

اے منشیِ خیرہ سر، سخن ساز نہو
عُصفور ہے تو، مقابلِ باز نہو
آواز تری نکلی اور آواز کے ساتھ
لاٹھی وہ لگی کہ جس میں آواز نہو

(15)

(...... ....) (...... ....)

(...... ....) کھانا نہ انہیں کہ یہ پرانے ہیں آم

(16)

بے گریہ کمالِ تر جبینی ہے مجھے در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے

محرومِ صدا رہا بغیر از یک بار ابریشم ساز، موئے چینی ہے مجھے

(17)

گلخن، شرر اہتمامِ بستر ہے آج یعنی تبِ عشق شعلہ پرور ہے آج

ہوں دردِ ہلاکِ نامہ بر سے بیمار قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج

☆☆☆

ضمیمہ (۲)

اشاریہ غزلیات بہ اعتبار سنین، ردیف وار،

بہ الفبائی ترتیب

+ 1820

ردیف "ے"

کیجئے،

ہوس نہ رہ جائے کوئی باقی، گناہ کیجئے، تو خوب کیجئے 282

ہے،

اسد اللہ خاں قیامت ہے 359

1812

ردیف "ر"

بہتر،

جو ہو جاوے نثارِ برق، مشتِ خار و خس، بہتر 102

ردیف "ط"

غلط،

کی تصور نے بصحرائے ہوس راہ، غلط	126

ردیف "ک"

اشک،

لایا ہے لعل بیش بہا، کاروانِ اشک	132

ردیف "ن"

کہوں،

ایسا عناں گسیختہ آیا کیا کہوں	163

ہوں،

شمع ساں، تہِ دامانِ صبا جاتا ہوں	182

ردیف "و"

کو،

آج بیداری میں ہے خوابِ زلیخا مجھ کو	201

ہو

وہ خط سبز ہے کہ بر رخسارِ سادہ ہو	207

ردیف "ے"

جائے،

کہ روئے غنچۂ گل سوئے آشیاں پھر جائے	362

جلے،

رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر، ہم جگر جلے 265

مجھے،

یہ رنگِ زرد، ہے چمنِ زعفران مجھے 287

ہے،

......، آتا،

تو یوسف سا حسیں، بکنے سرِ بازار آتا ہے 306

......، جانے،

ایسے ہنستے کو رُلایا ہے کہ جی جانے ہے 331

......، سیماب،

دیدۂ گریاں مرا، فوارۂ سیماب ہے 357

- 1816

ردیف ''ے''

توڑے،

جو چاہے کرے، پہ دل نہ توڑے 258

- 1816

ردیف ''الف''

آیا،

......، پسند،

خرامِ نازِ بے پروائی قاتل پسند آیا 2

......، تاثیر،

نالہ، برخود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا 3

......، سپند،

سویدا، تابہ لب، زنجیریِ دودِ سپند آیا 4

اپنا،

کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا 6

باندھا،

بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا 9

پا،

جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا 10

پایا،

بہ گردِ سرمہ، اندازِ نگاہِ شرم گیں پایا 12

پیدا،

......، بے خوداں،

کرے ہے خامشی احوالِ بے خوداں پیدا 15

......، زباں،

دہانِ زخم میں آخر، ہوئی زباں پیدا 16

......، ہو،

اڑے رنگِ گل، اور آئینہ دیوار ہو پیدا 17

......، ہے،

کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا 18

تھا،

......، بازو،

کہ موم، آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا 20

......، پروانہ

رنگِ روئے شمع، برقِ خرمنِ پروانہ تھا 22

......، خواب،

شوخیِ وحشت سے افسانہ فسونِ خواب تھا 26

......، دیوانہ،

چاکِ موجِ سیل، تا پیراہنِ دیوانہ تھا 27

......، سیلاب،

آسمانِ سفلہ، جس میں یک کفِ سیلاب تھا 28

......، شب،

نالۂ دل، بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا 29

......، ناقوس،

ہر صریرِ خامہ میں، یک نالۂ ناقوس تھا 31

......، ''یارب''

یاد روزے کہ نفس در گرہ ''یارب'' تھا 32

چڑھا،

ماہ پر، ہالہ صفت، حلقۂ فتراک چڑھا 33

رہا،

......، چند،

بہ دمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا 35

......، نام،

ہمارا کام ہوا، اور تمہارا نام رہا 36

......، نہیں،

یاں عرصۂ تپیدنِ بسمل نہیں رہا 37

صحرا،

آغوشِ نقشِ پا میں کیجئے فشارِ صحرا 39

......، آزردگاں،

تصور ہوں بے موجب آزردگاں کا 40

......، آواروں،

خضر، مشتاق ہے اس دشت کے آواروں کا 41

اُس،

......، نام،

نگیں میں، چوں شرارِ سنگ، ناپیدا ہے نام اُس کا 42

......، نقاب،

قبا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا 43

......، باغ،

ہے، ابر پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا 44

......، بالیں،

نظر آتا ہے موئے شیشہ، رشتہ شمع بالیں کا 45

......، بہاری،

جنونِ برق، نشتر ہے رگِ ابر بہاری کا 46

......، تسخیر،

دام، سبزے میں ہے، پروازِ چمن تسخیر کا 47

......، جلوہ گاہ،

یارب، نفس، غبار ہے کس جلوہ گاہ کا 48

......، دل رُبائی،

بہ جیبِ آرزو پنہاں ہے، حاصل دل ربائی کا 49

......، رہ نمائی،

بہ جیب ہر نگہ پنہاں ہے، حاصل رہ نمائی کا 50

......، ساغر،

دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دور ساغر کا 51

......، شکستن،

کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا 52

......، طوطی،

حبابِ چشم آئینہ ہووے، بیضہ طوطی کا 54

......، قاتل،

چرایا زخم ہائے دل نے پانی تیغِ قاتل کا 55

کیا،

رشتۂ چاک جیبِ دریدہ، صرف قماش دام کیا 56

گیا،

بس کہ ذوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا 58

میرا،

خوں ہے، دل تنگیٔ وحشت سے بیاباں میرا 62

مینا،

رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ دینا 64

ہا،

......،جستن،

شرارِ سنگ، انداز از جسمِ جستن ہا 67

......،ساحل،

غبار کوچہ ہائے موج ہے، خاشاکِ ساحل ہا 68

......،کوکب،

سرِ تار نظر، ہے رشتہ و تسبیح کوکب ہا 69

ہوا،

......،اخگر،

خانۂ خاتم میں، یاقوتِ نگیں، اخگر ہوا 70

......،منزل،

رشتۂ تسبیح، تارِ جادۂ منزل ہوا 72

ہوتا،

حبابِ مے، بصد بالیدگی، ساغر نہیں ہوتا 74

ہو جائے گا،

خارِ گل، بہرِ دہانِ گل، زباں ہو جائے گا 75

ہو گیا،

......، پر،

صفحۂ نامہ، غلافِ بالش پر ہو گیا 76

......، مہ،

ہالہ دودِ شعلۂ جوالۂ مہ ہو گیا 77

ردیف ''ب''

شراب،

عکس چشمِ آہوئے رم خوردہ ہے، داغِ شراب 78

عندلیب،

رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب 79

ردیف ''ت''

انگشت،

یک دست جہاں مجھ سے پھرا ہے، مگر انگشت 83

دوست،

آئینہ ہے قالب خشتِ در و دیوارِ دوست 84

ردیف ''ث''

عبث،

......، سنبلستانی،

یک شبہ آشفتہ نازِ سنبلستانی عبث 86

......، مینائی،

رنگ ہے سنگِ محک، دعوائے مینائی عبث 87

ردیف ''ج''

آج،

چشمِ کشودہ، حلقۂ بیرونِ در ہے آج 88

احتیاج،

خرقۂ ہستی نکالا ہے برنگِ احتیاج 89

علاج،

حب شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج 90

ردیف ''چ''

کھینچ،

چوں بوئے غنچہ، یک نفسِ آرمیدہ کھینچ 91

ہیچ،

رفتار نہیں بیشتر از لغزشِ پا، ہیچ 93

ردیف ''ح''

صبح،

ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح 94

ردیف ''د''

بلند،

اے طفلِ خود معاملہ، قد سے عصا بلند! 96

تا چند،

رگِ گردن، خطِ پیمانہ، بے مُل تا چند؟ 97

فریاد،

ہوئی ہے، لغزشِ پا، لکنتِ زباں، فریاد 98

گرد باد،

ہے غلافِ دفچۂ خرشید، ہر یک گرد باد 99

ردیف "ر"

آخر،

......، چنگ،

لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بہ چنگ، آخر 100

......، طبیب

ہوا، سکتے سے، میں آئینۂ دستِ طبیب، آخر 101

پر،

......، آئینے،

......، ......، آفتاب،

ہے نفس، تارِ شعاعِ آفتاب، آئینے پر 103

......، ......، خواب،

مفت واگستردنی ہے، فرشِ خواب، آئینے پر 104

......، ......، خرمن،

کہ وجدِ برق، جوں پروانہ، بال افشاں ہے، خرمن پر 106

تر،

دل، درگداز نالہ، نگہ آبیار تر 107

کر،

ہر دانۂ اشک کو گہر کر 108

مور،

عرق از خط چکیدہ، روغن مور 109

ردیف ''ز''

عجز،

آ بلے پا کے، ہیں، یاں رفتار کو دندانِ عجز 111

ہنوز،

......، دوختن،

زخمِ جگر ہے تشنۂ لب دوختن ہنوز 113

......، طلب گار،

خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طالب گار ہنوز 114

......، کوہکن،

وہ سبزہ سنگ پر نہ اُگا، کوہکن، ہنوز 115

گل،

......، ......، آئینہ،

ہے کفِ مشاطہ میں آئینۂ گل ہنوز 116

......، حوصلہ،

غنچے میں دل تنگ ہے، حوصلۂ گل، ہنوز 117

......، مذکور،

تب سے ہے، یاں دہن یار کا مذکور، ہنوز 118

ردیف ''س''

افسوس،
رنگ زنظر رفتہ، حنائے کفِ افسوس 119
بس،
پیچ تابِ جادہ، ہے خطِ کفِ افسوس و بس 121
نفس،
وقفِ عرضِ عقدہ ہائے متصل تارنفس 123

ردیف ''ش''

آتش،
......، چنار،
باندازِ حنا، ہے رونقِ دستِ چنار آتش 124
......، مداد،
کہ ہے، دور چراغاں سے، ہیولائے مداد، آتش 125

ردیف ''ع''

سماع،
شعلۂ آوازِ خوباں پر، بہ ہنگامہِ سماع 127

ردیف ''غ''

باغ،
ہے زبانِ پاسباں، خارِ سرِ دیوارِ باغ 128
داغ،
دیتا ہے اور، جوں گل و شبنم، بہار داغ 129

ردیف ''ف''

حیف،

رکھتے ہو مجھ سے اتنی کدورت، ہزار حیف 130

طرف،

درد آفریں ہے طبعِ الم خیز، یک طرف 131

ردیف ''گ''

مانگ،

جز بہرِ دست و بازوئے قاتل دعا نہ مانگ 137

ردیف ''ل''

دل،

......، رنگ،

ہے چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ، دل 139

......،شکست،

جوں زلفِ یار، ہوں میں سراپا شکستہ دل 140

غزال،

اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشمِ غزال 141

کمال،

غافلاں، نقصان سے پیدا کیا ہے کمال 142

گل،

ظاہرا ہے اس چمن میں لال مادر زاد گل 144

ردیف ''م''

تمام،

پیمائش زمیں رہِ عمر بس تمام 146

گرم،

حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم 147

معلوم،

غبار نالہ، کمیں گاہِ مدعا معلوم 148

ہم،

......، پیمانہ،

موئے شیشہ کو سمجھتے ہیں خط پیمانہ ہم 150

......، ہیں،

رقیب تمنائے دیدار ہیں ہم 151

ردیف ''ن''

آوردن،

گرہ ہے حسرتِ آبے بروئے کار آوردن 152

آہیں،

خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں 153

افشردگان،

جوں صدف پُر دُر ہیں، دنداں در جگر افشردگاں 155

چمن،

جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے، خارِ چمن 156

زنجیریں،

عرق ریزِ تپش ہیں، موج کے مانند زنجیریں 157

فہمیدن،

نغمہ و چنگ، ہیں جوں تیر و کماں، فہمیدن 159

کروں،

جوں گردِ راہ، جامۂ ہستی قبا کروں 160

مدہوشاں،

وگرنہ، منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں؟ 165

میں،

......، آستانے،

رہے یاں، شوخیِ رفتار سے، پا آستانے میں 167

......، دشمن،

ہوئے ہیں، بخیہ ہائے زخم، جوہر تیغ دشمن میں، 168

......، فکر،

تھا حریرِ سنگ سے، قطع کفن کی فکر میں 169

......، ہوں،

یک طرف جلتا ہے دل، اور یک طرف جلتا ہوں میں 170

نہیں،

......، بید،

بادہ، غالبؔ، عرق بید نہیں 174

......، پا،

ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقش پا نہیں 175

......، تر،

دامنِ تمثال، آب آئینہ سے تر نہیں 176

......، خانماں،

دیوانگاں کو واں ہوس خانماں نہیں 178

......، رسوائی،

ورنہ کیا موجِ نفس، زنجیرِ رسوائی نہیں 179

ہوں،

......، پریدہ،

خود آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ ہوں 181

......، دمیدہ،

شامِ خیالِ زلف سے صبح دمیدہ ہوں 183

ہیں،

......، رکھتے،

......،......، اوفتادہ،

دل زکارِ جہاں اوفتادہ رکھتے ہیں 188

......،......، تار،

سراغِ خلوت شب ہائے تار رکھتے ہیں 189

......،......، کشادہ

زبانِ بستہ و چشمِ کشادہ رکھتے ہیں 190

......،......،یار،

بہ رنگِ جادہ، سرکوئے یار رکھتے ہیں 191

......،دیکھتے،

......،...... ،رم،

کہ آہو کو پابندِ رم دیکھتے ہیں 192

......،......،کم،

اسدؔ کو گر از چشمِ کم دیکھتے ہیں 193

......،ملتے،

چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور ملتے ہیں 195

یاں،

اشکِ چشمِ دام ہے، ہر دانہ صیادیاں 197

ردیف ''و''

سبو،

کاسۂ دریوزہ ہے، پیمانۂ دستِ سبو 199

کو،

تا گل زجگر زخم میں ہے راہ نفس کو 202

ہو،

......،اختر،

ہلال، ناخنِ دیدہ ہائے اختر ہو 206

......،گم،

مگر طوفانِ مے میں پیچشِ موجِ صبا گم ہو 209

......، مینا،

کہ تارِ جادہ بھی کہسار کو زُنّارِ مینا ہو 210

......، نہ،

جوں شمع، غوطہ داغ میں کھا، گرو جو نہ ہو 211

ردیف "ہ"

آئینہ،

سیماب بالش، و کمرِ دل ہے آئینہ 213

آئینہ خانہ،

نہاں در زیرِ بال آئینہ خانہ 214

باندھ،

اے آبلے، محمل پئے صحرائے عدم باندھ 215

پوچھ،

......، نہ،

......،......، بیاباں،

آئینہ عرض کر، خط و خال بیاباں نہ پوچھ 216

......،......، بے ساحل،

قطرے سے مے خانۂ دریائے بے ساحل نہ پوچھ 217

رمیدہ،

ہر طرح ہوں میں از خود رمیدہ 219

وزدیدہ،

خطِ پیمانۂ مے، ہے نفسِ وزدیدہ 220

سنجیدہ،

ورنہ کانٹے میں تلے ہے سخن سنجیدہ 223

گردانده،

ورنہ، ہے چرخ وزمیں، یک ورق گردانده 224

ردیف ''ی''

پیشانی،

کہ موج آب ہے، ہر ایک چین پیشانی 226

......، حیرت،

رقیبِ آئینہ ہے، حیرتِ تماشائی 227

......، مژگان،

پرِ بالش ہے وقتِ دید، مژگانِ تماشائی 228

تری،

......، بادامی،

یاں نگہ آلودہ ہے دستارِ بادامی تری 229

......، خامی،

پختگی ہائے کبابِ دل ہوئی خامی تری 230

چکیدگی،

جوں گوہر، اشک کو ہے فرامش چکیدگی 231

خالی،

کمیں گاہ بلا ہے، ہوگیا شیشہ جہاں خالی 232

دانائی،

جنونِ ساختہ، حرزِ فسونِ دانائی 233

عریانی،

ایجاد گریباں ہا، در پردۂ عریانی 236

فولادی،

ہوا ہے موجہ ریگِ رواں شمشیر فولادی 237

کی،

......، اشارت،

دیا ابرو کو چھیڑا، وراس نے فتنے کو اشارت کی 240

......، پریشاں،

زبانِ شانہ سے تعبیر صدِ خوابِ پریشاں کی 242

......، جوہر،

اگر پیدا نہ کرتا آئینہ زنجیر جوہر کی 243

......، ڈھیل،

ہم کو جلدی ہے، مگر تو نے قیامت ڈھیل کی 245

......، فروزاں،

کہ شمعِ خانۂ دل، آتش مے سے فروزاں کی 247

......، گوہر،

ز بہر یادگاری ہا، گرہ دیتا ہے گوہر کی 248

...... مانی،

پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی 249

ہوگئی،
مژگانِ باز ماندہ، رگِ خواب ہوگئی 251

ردیف ''ے''

آوے،
......،خبر،
قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب، خبر آوے 252
......،شمشیر،
یارب، آئینہ بہ طاقِ خمِ شمشیر آوے 253
اُٹھایئے،
کس کو وفا کا سلسلہ جنباں اٹھایئے 255
تلے،
بال کس گرمی سے سکھلاتا تھا سنبل کے تلے؟ 257

جانے،
......،تو،
وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے 260
......، چیدنی،
پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے 261
جسے،
......،کہیں،

......، ......، خارا،

مژگانِ کوہکن ، رگِ خارا کہیں جسے 263

......، ......، سویدا،

گلدستۂ نگاہ سویدا، کہیں جسے 264

چاہئے،

فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہئے 267

سے،

......، تجھ،

کہ خامشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے 271

......، عالی نسبوں،

خواری کو بھی اک عار ہے، عالی نسبوں سے 272

......، مجھ،

رگِ بستر کو ملی شوخیِ مژگاں مجھ سے 273

کاٹے،

خمِ گیسو ہو شمشیر سیہ تاب اور شب کاٹے 274

کرے،

......، پرافشانی،

کرمکِ شب تاب آسا، مہ پرافشانی کرے 276

......،شکر خوابی،

چشم میں توڑے نمک داں، تا شکر خوابی کرے 277

......، مینا،

تار و پودِ فرشِ محفل، پنبۂ مینا کرے 278

کے،

پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے 279

کھینچیے

......، جانانہ،

جوں شمع، دل بہ خلوتِ جانانہ کھینچیے 280

......، نہ،

اے مدعی، خجالتِ بے جانہ کھینچیے 281

مانگے،

آئینہ، رخصت اندازِ روانی مانگے 283

مجھے،

......، آہو،

کر دیا ہے پا بہ زنجیر رم آہو مجھے 284

......، پیشانی،

موجِ گردابِ حیا ہے، چینِ پیشانی مجھے 285

......، زانو،

مردمک، ہے طوطی آئینۂ زانو مجھے 286

......، شب،

توڑنا ہوتا ہے رنگِ یک نفس، ہر شب مجھے 288

......، نارسا،

خجلت گدازی نفس نارسا مجھے 289

......، ہے،

......، ......، چھپایا،

ہوں وہ گل دام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے 291

......، ......، دکھاتا،

چاہوں گر سیر چمن، آنکھ دکھاتا ہے مجھے 292

......، ......، سلاتا،

عمر بھر ایک ہی پہلو سُلاتا ہے مجھے 293

......، ......، ناز،

بالِ سمندر، آئینہ، ناز ہے مجھے 294

......، ......، واژوں،

ناخنِ انگشتِ خوباں، نعل واژوں ہے مجھے 295

ہو جاوے،

......، مضراب،

پرِ پروانہ، تارِ شمع پر مضراب ہو جاوے 299

......، مہتاب،

سوادِ دیدۂ آہو شب مہتاب ہو جاوے 300

......، نہ،

تبسم، برگِ گل کو بخیہ دامن نہ ہو جاوے 301

ہو جایئے،

......، حنا،

آشیانِ طائرِ رنگِ حنا ہو جایئے 302

......، دعا،

اے ہمہ بے مدعائی، یک دعا ہو جایئے 303

ہے،

......، آتا،

کہ بعد از صاف مے، ساغر میں دُرد آتا ہے 305

......، آلودہ،

قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا، سونگاہ آلودہ ہے 309

......، آمین،

دعائے مدعا گم کردگاں، لبریزِ آمین ہے 310

......، آہو،

کہ مشکِ نافہ تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے 311

......، امید،

اشک ریزی، عرض، بال افشانی امید ہے 314

......، انجام،

غافلاں، آغازِ کار، آئینۂ انجام ہے 315

......، انداز،

حسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے 316

......، باقی،

ہوا وہ شعلۂ داغ، اور شوخی خاشاک باقی ہے 317

...... برہم زدنی،

صد جنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے 318

......، بستر،

معافِ پیچ تابِ کشمکش، ہر تارِ بستر ہے 319

......، بہتر،

بقدرِ مصلحت دلبستگی، تدبیر بہتر ہے 320

......، بیمار،

ناخنِ انگشت، تب خالِ لبِ بیمار، ہے 322

......، پرافشاں،

رنگِ گل کے پردے میں آئینہ پرافشاں ہے 323

......، پرواز،

نامہ خود پیغام کو بال وپرِ پرواز ہے 324

......، پنہاں،

شام، سائے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے 325

......، پیدا،

کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شررکا ریشہ پیدا ہے 326

......، تاک،

زنگار خوردہ آئینہ، یک برگ تاک ہے 327

......، تقاضا،

کہ جام بادہ، کف برلب بہ تقریبِ تقاضا ہے 328

......، تماشائی،

روز وشب، یک کفِ افسوسِ تماشائی ہے 329

......، جلوہ،

جادۂ صحرائے آگاہی، شعاعِ جلوہ ہے 332

......، چاک،

تا دلِ شب، آبنوسی شانہ آسا، چاک ہے 333

......، چاہ،

ریشے سے، ہر تخم کا دلو اندرون چاہ ہے 334

......، چراغ،

آئینۂ نشان حال مثل گلِ چراغ ہے 335

......، چراغاں،

خطِ رخسارِ ساقی، تا خطِ ساغرِ چراغاں، ہے 336

......، حائل،

تکلف بر طرف، آئینہ تمیز حائل ہے 337

......، خندہ،

ہر شکستِ قیمتِ دل میں صدائے خندہ ہے 339

......، دادہ،

فالِ رسوائی، سرشکِ سر بصحرا دادہ ہے 340

......، دام،

طائرِ سیماب کو شعلہ، رگِ دام ہے 341

......، دایہ،

پنجۂ مژگاں، بہ طفلِ اشک دستِ دایہ ہے 342

......، دری،

تسلیم فروشی، روش کبکِ دری ہے 343

......، رتی،

ہر چند خط و سبز و زمرد رتی ہے 346

......، رکاب،

آتا ہے، آ، وگرنہ یہ پا دررکاب ہے 347

......، زنداں،

کہ بہرِ مدعائے دل، زبانِ لال، زنداں ہے 349

......، سوختنی،

یاں سوختنی، اور وہاں ساختنی ہے 350

......، شبنمستاں،

عجب کہ پرتوِ خور، شمعِ شبنمستاں ہے 352

......، صفاہاں،

ہند میں اسد نالاں، نالہ در صفاہاں ہے 353

......، صفائی،

عاشق کو، غبارِ دل، اک وجہِ صفائی 354

......، طوفاں،

طلسمِ شش جہت، یک حلقۂ گردابِ طوفاں ہے 355

......، طوفاں زدہ،

قطرۂ خونِ جگر، چشمکِ طوفاں زدہ ہے 356

......، قالی،

کہ مژگاں، ریشہ دارِ نیستانِ شیر قالی ہے 357

......، قامت،

وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت ہے 358

......، کباب،

جو دانہ دام میں ہے، سو اشک کباب ہے 360

......، کشتہ،

جام، داغ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے 361

......، کور،

یک قلم، شاخِ گلِ نرگس، عصائے کور ہے 362

......، گزر،

کہ یہ گلزار باغِ رہ گزر ہے 366

......، گلستاں زدہ،

بہ کمر دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے 367

......، گلوسوزی،

کہ بوسۂ لب شیریں ہے اور گلوسوزی ہے 368

......، لیلیٰ،

غافل، تپشِ مجنوں مجمل کشِ لیلیٰ ہے 369

......، ماہی،

وگرنہ، خاتمِ دستِ سلیماں، فلسِ ماہی ہے 371

......، محرم،

کہ تیغِ یار، ہلال مہ مُحرم ہے 372

......، مزار،

دامانِ صد کفن، تہ سنگِ مزار ہے 373

......، مسکیں،

جنوں معاملہ، بے دل، فقیر مسکیں ہے 374

......، مفت،

نقد ہے داغِ دل، اور آتش زبانی مفت ہے 375

......، منع،

باوجودِ مشقِ وحشت ہا، رمیدن منع ہے 376

......، موزوں،

جوتو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے 377

......، مینا،

نگاہ ناز، چشمِ یار میں زُنّار مینا ہے 379

......، ناوک خیز،

یہ زمیں، مثلِ نیستاں، سخت ناوک خیز ہے 381

......، نخچیر،

مُجمرِ بزمِ فسردن، دیدۂ نخچیر ہے 382

......، نسبی،

کہ خارِ خشک کو دعویٔ چمن نسبی ہے 383

......، نغمہ،

برگ ریزِ ناخنِ مطرب، بہارِ نغمہ ہے 384

......، نکلتی،

......،......، حنا،

نسیم، باغ سے پادر حنا نکلتی ہے 385

......،......، صبا،

دہانِ مار سے، گویا صبا نکلتی ہے 386

......، نگاریں،

کہ ماہ، دزدِ حنائے کفِ نگاریں ہے 387

1821

ردیف ''الف''

آشنا،

بے کسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا 1

باندھا،

رنگ نے آئینہ آنکھوں کے مقابل باندھا 8

پایا،

......، پا،

ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا 11

......، صدا،

عضو، عضو، جوں زنجیر، یک دلِ صدا پایا 13

تھا،

......، بے قرار،

ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا 21

......، پود،

جوں صبح، چاک جیب، مجھے تار و پود تھا 23

......، تازہ،

داغ گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ تھا 24

......، حسود،

میرا سفر، بطالعِ چشمِ حسود تھا 25

......، ضرور،

اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا 30

......، سمجھا،

شعلۂ عشق کو اپنا سر و سامان سمجھا 38

کا،

عدم کو لے گئے دل میں غبار صحرا کا 53

میرا،

زمیں کو سیلیِ استاد ہے، نقش قدم میرا 63

نکلا،

......،عریاں،

لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا 65

......،گریباں،

میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا 66

ہوا،

ہو صفحۂ آئینہ، جولاں گہِ طوطی نہ ہوا 73

ردیف ''چ''

کھینچ،

اگر یہی عرق فتنہ ہے، مکرر کھینچ 92

ردیف ''د''

بعد،

بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد 95

ردیف ''ر''

پر،
الٰہی یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر 105

ردیف ''ز''

ساز،
نگاہ عکس فروش، وخیال آئینہ ساز 111

ردیف ''س''

پاس،
تو نے بود یجیئے، مہ خانے کی دیوار کے پاس 122

ردیف ''ک''

تک،
سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں، سحر ہونے تک 134
نمک،
زور نسبت مے سے رکھتا ہے، نصارا کا نمک 136

ردیف ''م''

ہم،
شعلہ ہا نذرِ سمندر، بلکہ آتش خانہ ہم 149

ردیف ''ن''

نکالوں،

......، رنگ،

میں خار ہوں، آتش میں چبھوں، رنگ نکالوں 172

......، نیرنگ،

یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ نکالوں 173

نہیں،

کہ پری زادِ نظر، قابل تسخیر نہیں 177

ہیں،

......، باندھتے،

میرے ہاتھوں کو جدا باندھتے ہیں 187

......، نمایاں،

وگرنہ کیجئے جو ذرہ عریاں، ہم نمایاں ہیں 196

ردیف ''و''

گرو،

تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جا بہ جا گرو 204

ردیف ''ہ''

سمجھ،

......، بلا،

خانہ آگہی خراب، دل نہ سمجھا، بلا سمجھ 221

......، پا،

شوق کرے جو سر گراں، محمل خواب پا سمجھ 222

ردیف ''ی''

بھی،
کہیں ہو جائے جلد اے گردشِ گردونِ دوں، وہ بھی 225
کوئی،
......، کرے،
......، ......، دیکھا،
آئینہ خیال کو دیکھا کرے کوئی؟ 238
......، ...... ،عنقا،
ہستی کو لفظ معنیٔ عنقا کرے کوئی 239
نامی،
سر پیٹتے ہیں اپنا، ہم اور نیک نامی 250

ردیف ''ے''

چاہیے،
صاحب کے ہم نشیں کو کرامات چاہیے 268
سے،
ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے 270
ہے،
......، آشنا،
اعمیٰ کو سرمۂ چشم، آواز آشنا ہے 308
......، بے حواس،
اتنا بھی، اے فلک زدہ، کیوں بے حواس ہے 321

......، زنجیر،

آئینہ خانہ، مری تمثال کو، زنجیر ہے 348

......، مال،

دل وقفِ دردرکھ کہ فقیروں کا مال ہے 370

......، نالی،

مری فریاد کو، کہسار، سازِ عجز نالی ہے 380

......، ہوا،

وسعت گہ تمنا، یک بام وصد ہوا ہے 389

......، یادگار،

اس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے 391

1810+

ردیف ''ت''

سلامت،

دل و دستِ اربابِ ہمت، سلامت 85

ردیف ''ل''

گل،

ہے شاخ گل میں، پنجۂ خوباں، بجائے گل، 143

ردیف ''ن''

کہاں،

اس ستم گر کو انفعال کہاں؟ 161

کہوں؟

ہے حیا مانعِ اظہار، کہوں، یا نہ کہوں؟ 164

ردیف ''ے''

چاہئے،

کچھ تو اسبابِ تمنا چاہئے 266

دے،

کبھی زمانہ، مرادِ دل خراب تو دے 269

مجھے،

نشہ بخشا غضب، اس ساغرِ خالی نے مجھے 290

ہائے،

میری دلی میں ہونی تھی یہ خواری ہائے ہائے 298

1824

ردیف ''ک''

ایک،

وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک 133

1826

ردیف ''ی''

کی،

بخیہ جسے کہتے ہو؟ شکایت ہے رفو کی 246

ردیف ''ے''

ہو گئے،
جوں شمع، آپ اپنی وہ خوراک ہو گئے 304

ہے،
یہ مصرف تابہ کے نہیں ہے 388

1826+

ردیف ''ن''

نہیں،
محو نسبت ہیں، تکلف ہمیں منظور نہیں 180

ردیف ''و''

کو،
برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو 203

ردیف ''ے''

ہے،
ہر موجِ گردِ راہ، مرے سر کو دوش ہے 344

1833

ردیف ''ن''

سکوں،
ستم اتنا تو نہ کیجئے کہ اٹھا بھی نہ سکوں 158

1835

ردیف "ے"

تھے،

فقط اک شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے 259

1838

ردیف "و"

پانو،

کعبے میں، کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانو 198

1847

ردیف "ن"

ہیں،

کپڑوں میں جویں بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں 194

1851

ردیف "ن"

کہاں،

چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں؟ 162

1853

ردیف "ے"

نکلے،

جو وہ نکلے، تو دل نکلے جو دل نکلے تو دم نکلے 297

1854

ردیف ''و''

ہو،

ہیولیٰ صورتِ کابوس پھر خوابِ گراں کیوں ہو 208

1854-57

ردیف ''ب''

غالبؔ،

نظام الدین کو خسرو، سراج الدین کو غالبؔ 80

1855

ردیف ''و''

کو،

ایرا ہی دے کے ہم نے بچایا ہے کشت کو 200

1857

ردیف ''الف''

دیکھا،

کہ مُردوں کو نہ بدلتے ہوئے کفن دیکھا 34

ردیف ''ن''

افزوں،

دولت و عز و جاہ، روز افزوں 154

1857 +

ردیف ''الف''

گیا،

روزن کی طرح، دید کا آزار رہ گیا 59

ردیف ''ی''

سہی،

یہ بھی، یا حضرت ایوب، گلا ہے تو سہی 235

1858

ردیف ''الف''

پہنچا

واہ! کیا خوب بر محل پہنچا 14

ردیف ''ے''

ہے،

......، کیا،

......، ......، اور،

یہ خبط نہیں تو اور کیا ہے؟ 364

......، ......، خم،

کوئی بتاؤ کہ وہ زلفِ خم بہ خم کیا ہے 365

1859

ردیف ''ے''

ہے،

......،آتا،

دیکھئے، کیا جواب آتا ہے؟ 307

......،ہوتا،

کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے 390

-1860

ردیف ''ی''

کی،

نہ ہونے پر ہیں یہ باتیں ذہن کی 244

1860

ردیف ''ر''

مہر،

فروغِ میرزا حاتم علی، مہر 110

ردیف ''ل''

حال،

میں نے جمنا کا کچھ نہ لکھا حال 138

1860?

ردیف ''ب''

غالب،

خوشنودی احباب کا طالب، غالبؔ 80

1861

ردیف ''الف''

آیا،
عین جنت میں سقر یاد آیا 5

ردیف ''ن''

ہیں،
مرے سر سے کالی بلا باندھتے ہیں 186

ردیف ''ے''

نکالئے،
ناحق کی حجتیں نہ، میری جان، نکالیے 290
ہے،
اعضا شکنی ہو چکی، اب جاں شکنی ہے 330

1861

ردیف ''م''

اکرام،
یہی ہے مذہب حق، والسلام والاکرام 145

1862

ردیف ''الف''

لکھتا،
کوئی اس کا جواب کیا لکھتا؟ 61

ردیف ''ن''

مکاں،
کروں کیا؟ کہ یاں گر رہے ہیں مکاں 166

ردیف ''و''

لو،
جویائے حالِ دہلی والو سلام لو 205

1863

ردیف ''الف''

باجا،
معلوم ہوا، خیر کہ ٹھینگا باجا 7

ردیف ''ک''

مبارک،
عنایاتِ الٰہی ہو مبارک 135

1864

ردیف ''الف''

گیا،
روٹھا جو بے گناہ، تو بے عذر من گیا 60

ردیف ''ب''

صاحب،

سائلوں کا ثواب لو، صاحب 82

1865

ردیف ''الف''

کیا،

ہماری زندگی کیا، اور ہم کیا 57

1865

ردیف ''الف''

تاریخا،

ان کی تاریخ، میرا تاریخا 19

ردیف ''ن''

ہوں،

بندا خدا کا، اور علی کا غلام ہوں 185

ردیف ''و''

یاہو،

دودھ میں پکے تھے شلغم، تناہایاہو 212

ردیف ''ی''

سہی،

تم ہو بیداد سے خوش، اس سے سوا اور سہی 234

ردیف ''ے''

آئے،

جان جائے، تو بلا سے، پہ کہیں دل آئے 254

1866

ردیف ''ن''

میں،

شائستہ گدائِی ہر در نہیں ہوں میں 171

ردیف ''ے''

بتلاؤ گے،

یا فقط رستا ہمیں بتلاؤ گے؟ 256

ہے،

یہ بندہ کمینہ، ہمسایہ خدا ہے 338

1867

ردیف ''س''

برس،

بہت جیوں، تو جیوں اور تین چار برس 120

ردیف ''ن''

ہوں،

میں وشتِ غم میں، آہوئے صیاد دیدہ ہوں 184

ردیف ''ہ''

تکیہ،

ہوا ہے موجبِ آرامِ جان وتن، تکیہ 218

1867+

ردیف ''الف''

ہے،
عزیزو، اب اللہ ہی اللہ ہے 313

ب ت

ردیف ''الف''

ہوا،
جادۂ ہر دشت، تار دامنِ قاتل ہوا 71

ردیف ''ی''

کی،
تاریخ اس کی، آج نویں ہے اگست کی 241

ردیف ''ے''

کاٹے،
کہ دستِ آرزو سے یک قلم پائے طلب کاٹے 275
ہے،
......، اللہ،
صاحب دل ہا، وکیلِ حضرتِ اللہ ہے 312
......، رسا،
پرواز بہ خوں خفتہ وفریاد رسا ہے 345

......،آرزو،

وہ خود کہے کہ ''بتا، تیری آرزو کیا ہے؟'' 363

......،مہمان،

بے چارہ، چند روز کا مہمان ہے 378

☆☆☆

ضمیمہ (۳)

حواشی وتوضیحات

غ ۸: ش ۲

آتی نہیں نیند، اے شب، تار
افسانۂ زلفِ یار، سرکر

دیکھیے:

غ ۳۶: ش ۴

شکست رنگ لائی صحر، شبِ سنبل
یہ زلفِ یار کا فسانہ ناتمام رہا

غ ۱۵: ش ۲

صفا و شوخی اندازِ حسن پا بہ رکاب
خطِ سیاہ سے گردِ کارواں پیدا

دیکھیے:

آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست
دودِ شمعِ کشتہ تھا، شاید، خطِ رخسارِ دوست

غ ۱۸: ش ۲

زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے
چمن بالیدن ہا، از رمِ نخچیر ہے پیدا

دیکھیے:

آغشتہ ایم ہر سرِ خارے بخونِ دل
قانونِ باغبانیِ صحرا نوشتہ ایم

غ ۲۲: ش ۳

شب کو باندھا، خواب میں، آنے کا قاتل نے جناح
وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا

دیکھیے:

تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ
جب آنکھ کھل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا

غ ۲۲: ش ۴

رود کو آج اس کے ماتم میں سیہ پوش ہوئی
وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا

دیکھیے:

شمع بجھتی ہے تو اس میں دھواں اٹھتا ہے
شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا، میرے بعد

غ ۲۴: ش ۱

ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا
اک گھر میں، مختصر سا بیاباں ضرور تھا

دیکھیے:

کوئی ویرانی سے ویرانی ہے؟
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

غ ۲۹: ش ۷

عشق میں ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا
ورنہ جو چاہیے، اسبابِ تمناسب تھا

دیکھیے:

شوقِ سامانِ فضولی ہے، وگرنہ غالبؔ
ہم میں سرمایۂ ایجادِ تمنا کب تھا

غ ۳۰: ش ۲

اے وائے غفلت نگہِ شوق، ورنہ یاں
ہر پارۂ سنگ، لختِ دلِ کوہِ طور تھا

دیکھیے:

کچھ نہ کی اپنی جنونِ نارسا نے، ورنہ یاں
ذرّہ، ذرّہ روکشِ خرشیدِ عالم تاب تھا

غ ۵۰: ش ۳

اسدؔ کا قصہ طولانی ہے، لیکن مختصر یہ ہے
کہ حسرت کش رہا عرض، ستم ہائے جدائی کا

دیکھیے:

نہ دے نامے کو اتنا طول، غالبؔ مختصر لکھ دے
کہ ''حسرت سنج ہوں ستمہائے جدائی کا''

غ ۱۰۷: ش ۳

ہے کسوتِ عروجِ تغافل، کمالِ حسن
چشمِ سیہ بمرگ، سوگوار تر

دیکھیے:

بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی
وہ اک نگہ، جو بظاہر نگاہ سے کم ہے

غ ۱۰۸: ش ۵

میں آپ سے جا چکا ہوں، اب بھی
اے بے خبری! اسے خبر کر

دیکھیے:

ہم وہاں ہیں، جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

غ ۱۱۶: ش ۳

سادہ و پرکار تر، غافل و ہشیار تر
مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سنبل ہنوز

دیکھیے:

سادہ و پرکاری، بے خودی و ہشیاری
حسن کو تغافل میں جرأت آزما پایا

غ ۱۴۳: ش ۱

دیوانگاں کا چارہ، فروغِ بہار ہے
ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں بجائے گل

دیکھیے:

غ ۱۵۰: ش ۶

جانتے ہیں، جوششِ سودائے زلفِ یار میں
سنبلِ بالیدہ کو موئے سرِ دیوانہ ہم

نیز

غ ۲۹۲: ش ۱

باغ تجھ بن گلِ نرگس سے ڈراتا ہے مجھے
چاہوں گر، سیرِ چمن، آنکھ دکھاتا ہے مجھے

نیز

باغ پاکر، خفقانی، یہ ڈراتا ہے مجھے
سایۂ شاخِ گل، افعی نظر آتا ہے مجھے

غ۱۵۳:ش۱

جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع، نگاہیں
خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں، آہیں

دیکھیے:

مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو، یہ نگاہیں
ہیں جمع، سویدائے دلِ چشم میں، آہیں

غ۱۷۰:ش۲

شمع ہوں، لیکن پا در رفتہ خارِ جستجو
مدعا گم کردہ، ہر سو، ہر طرف جلتا ہوں

دیکھیے:

چلتا ہوں تھوڑی دور، ہر اک تیز رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں، ابھی راہ بر کو میں

غ۱۹۱:ش۱

فتادگی میں، قدم استوار رکھتے ہیں
برنگِ جادہ، سر کوئے یار رکھتے ہیں

دیکھیے:

واں پہنچ کر، جو غش آتا پئے ہم ہے، ہم کو
صد رہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے، ہم کو

نیز

برسرِ کوئے تو بے خود گشتم از ضعف نیست
کشتۂ رشکم نیارم دید خود را نیز، ہے

غ۱۹۹:ش۱

بہر جاں پروردنِ یعقوبؑ، بالِ خاک سے
وام لیتے ہیں، پرِ پرواز، پیراہن کی بو سے

دیکھیے:

نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی؟
اسے، یوسفؑ کے بوئے پیرہن کی آزمائش ہے

غ۲۱۰:ش۳

بجائے دانۂ خرمن، یک بیاباں بیضۂ قمری
مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو

دیکھیے:

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی
ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے، خونِ گرم دہقاں کا

نیز

غ۲۵۳:۶

وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوارہ نمط

سیل، صیاد کمیں خانۂ تعمیر آوے

غ ۲۱۴: ش ۵

کرے کیا دعویٰ آزادیِ عشق
گرفتارِ الم ہائے زمانہ

دیکھیے:

غم اگرچہ جاں گسل ہے، پہ کہاں بچیں؟ کہ دل ہے
غمِ عشق گر نہ ہوتا، غمِ روزگار ہوتا

غ ۲۲۹: ش ۱

تجھ کو اے غفلتِ نسب پروائے مشتاقاں کہاں
یاں نگہ آلودہ ہے، دستارِ بادامی تری

''تفسیرِ غالبؔ'' (گیان چند جین) (ص ۵۵۲) لکھا ہے: ''......'بادامی' کے یہاں کوئی خاص معنیٰ نہیں۔ محض قافیہ کی وجہ سے [غالبؔ] لائے ہیں''۔ چونکہ یہ تفسیر قابل معلوم نہیں ہوئی، لہذا راقم نے قبلۂ حاجات جناب شمس الرحمٰن فاروقی صاحب سے رجوع کیا۔ موصوف کا جواب من وعن نقل ہے: ''بادامی، یعنی بادامی رنگ، یا جس پر بادام جیسے نقش ونگار ہوں۔ 'نگہ آلودہ' یعنی کئی کئی نگاہیں اس پر پڑی ہیں، اور اپنے نشان چھوڑ گئی ہیں۔ 'نگاہ' اور 'آنکھ' ہم معنیٰ ہیں۔ لہذا یہاں ''نگہ'' سے مراد 'آنکھ' ہے۔ شعر میں قافیہ کی کوئی تنگی نہیں، یہ درست ہے۔......شعر معمولی سا ہے، مگر قافیہ کی تنگی کی وجہ سے نہیں۔ [یہاں] یہ شعر اکیلا ہے [لیکن] اس زمین میں ایک غزل [غ ۲۳۰] نسخۂ حمیدیہ میں موجود ہے۔ یہ شعر نسخۂ حمیدیہ میں نہیں۔ نسخۂ امروہہ میں ہے......''۔

غ ۲۵۳: ش ۶

دیکھیے:

غ ۲۱۰: ش ۳

غ ۲۷۲: ش ۲

گو تم کو رضا جوئیِ اغیار ہے، لیکن
جاتی ہے ملاقات کب ایسے سببوں سے

دیکھیے:

تم جانو، تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو
مجھ کو بھی پوچھتے رہو، تو کیا گناہ ہو؟

غ ۲۹۲: ش ۱

دیکھیے:

غ ۱۴۳: ش ۱ بالا
غ ۳۳۲: ش ۲

اختلافِ رنگ و بو، طرحِ بہارِ بے خودی
صلحِ کل، گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ ہے

دیکھیے:

ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا
ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے

غ ۳۳۴: ش ۳

واں سے ہے تکلیفِ عرضِ بے دماغی ہائے دل
یاں صریرِ خامہ، مجھ کو نالۂ جاں کاہ ہے

نسخۂ عرشی (ص۹۹-۱۰۰، غ ۲۱۹) میں اس شعر کو 'صحت نامہ' (ص ۵۷۶) میں اس بنا پر قلم زد کر دیا گیا ہے "یہ شعر قافیے کی تبدیلی کے ساتھ بصورتِ مقطع اگلی غزل [غ ۳۶۲: ش۹: 'واں سے ہے تکلیفِ عرضِ بے دماغی ہائے، اور اسدؔ؛ اور یاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ رنجور ہے'] "۔ راقم کی ناقص رائے میں شعر کو قلم زد کرنے کا یہ کوئی معقول جواز نہیں۔ اول، تو دونوں اشعار کی زبان میں بین فرق

ہے۔ دوسرے، متداول دیوان میں ایک ہی مصرعے ''بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل'' کو دو الگ، الگ اشعار...... ''بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل؛ کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا'' اور'' ہے کس قدر ہلاکِ فریب وفائے گل؛ بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل''...... میں باندھا ہے۔ یہ دونوں اشعار متداول دیوان ('نوائے سروش') میں برقرار رکھے گئے ہیں۔ چنانچہ شعر زیرِ بحث کو قلمزد کرنا منطق کے خلاف ہے۔ لہذا یہاں یہ شعر قائم رکھا گیا ہے۔ ضمنی طور پر عرض ہے کالی داس گپتا (دیوانِ کامل) میں بھی شعر برقرار رکھا گیا ہے۔

غ ۳۴۸: ش ۵

چاہے گر جنت، جز آدم وارثِ آدم نہیں
شوخیِ ایمانِ زاہد، سستیِ تدبیر ہے

دیکھیے:

خواجہ فردوس بہ میراث تمنا دارد
وائے، گر در روشِ نسل بہ آدم نرسد

غ ۳۶۵: ش ۴

وہ داد و دیدِ گراں مایہ شرط ہے، ہم دم
وگرنہ، مہرِ سلیمان و جامِ جم کیا ہے

دیکھیے:

گ ۳۷۱: ش ۱

بدست آوردنِ دل گوہر دریائے شاہی ہے
وگرنہ، خاتمِ دستِ سلیمان، فلسِ ماہی ہے

☆☆☆

Ghair Mutadavil Kalam-e-Ghalib

By

J.A. Wajid

ISBN 93-83353-08-2
9789383353088

₹ 200/-

GHALIB ACADEMY
Basti Hazrat Nizamuddin, New Delhi-3